92

مشاطۂ سخن

صفدر مرزاپوری

ملنے کا پتہ:-

گیلانی الیکٹرک پریس بک ڈپو

ہسپتال روڈ لاہور

1928.

Tittle Printed at the Calcutta Art Printing Works, Lahore.

بی فکر مشاطۂ رخِ حسن ادیب نیست   آن مطلعِ ابرو مگر اصلاح طلب نیست

مشاطۂ سخن

حصہ دوم

کاملُ الفن اور مسلّمُ الثبوت اساتذہ کی اصلاحوں کا نادر و نایاب مجموعہ

جس کو

دنیائے ادب کے مشہور سخنور حضرت صفدر مرزاپوری مؤلف مشاطۂ سخن حصہ اول، بزمِ خیال، مرقع ادب حصہ اول و دوم، تاجِ ادب، مصنف دورِ فلک، دیوانِ صفدر نے بڑی کوشش و کاوش سے تالیف فرمایا

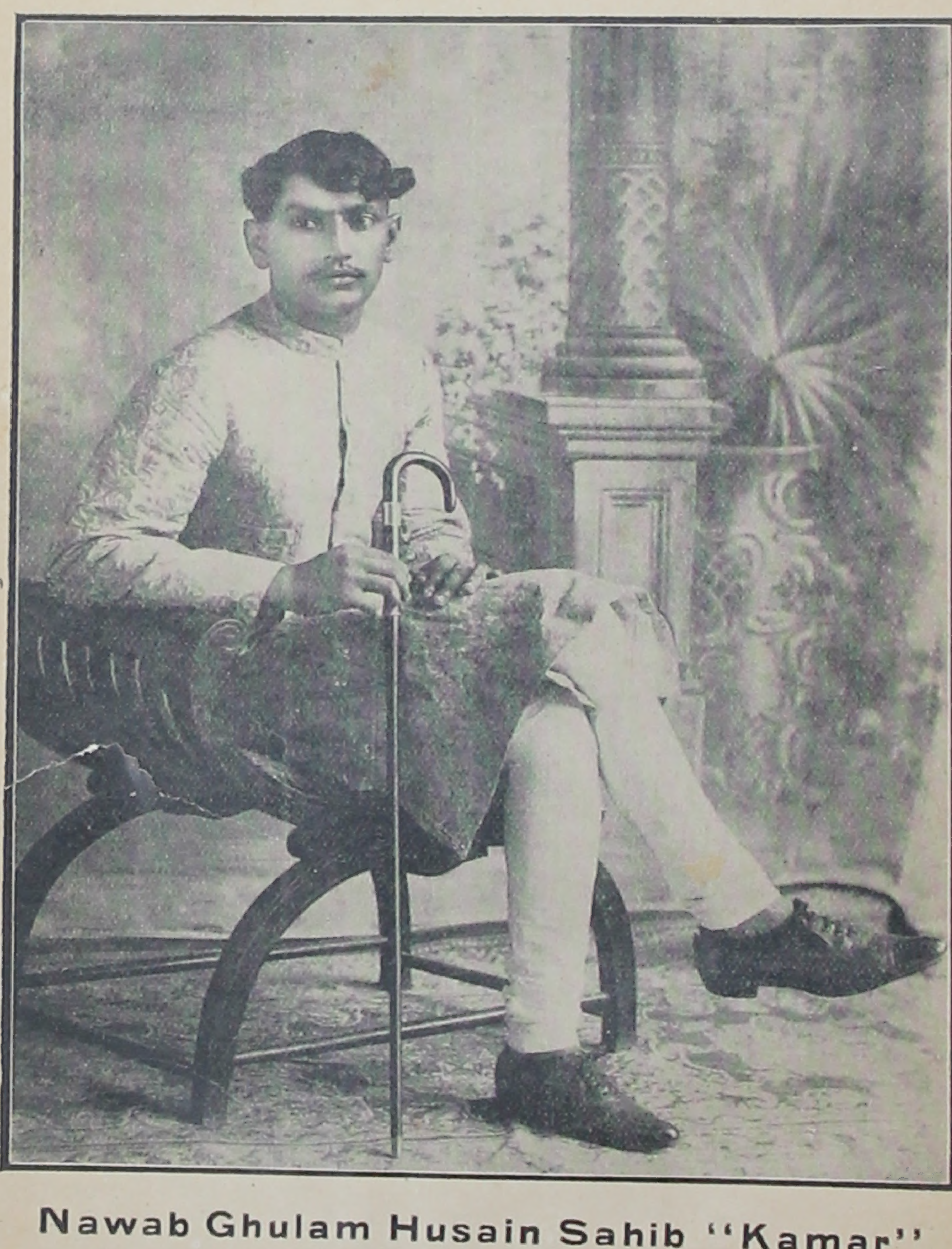
اور

سید مبارک علی شاہ گیلانی مولوی فاضل مہر نگھ لاہور نے

باہتمام

ایس عبد الرشید اینڈ برادرز تاجرانِ کتب لوہاری دروازہ لاہور چھپوائی

قیمت ۱۲



Nawab Ghulam Husain Sahib "Kamar"
Member of Council.

The National Art Printing Press, Anarkali, Lahore.

تہدیہ

اپنی ناچیز محنت اور کوشش کے مجموعہ کو جو آج مشاطۂ سخن (حصۂ دوم) کے نام سے شائع ہو کر دنیاے ادب مین آتا ہے۔ مین نہایت ادب و ارادت انکسار و عقیدت کے ساتھ اس سرپرستی و قدر افزائی کے سپاس مین جو عالیجناب حاجی نواب غلام حسین صاحب قمر ممبر کونسل و تعلقدار گنیش پور ضلع بستی دام اقبالہم کو علم و فن کی اشاعت اور فضل و کمال کی ترقی اور ترویج کے ساتھ ہے اور اُن الطاف کریمانہ اور رئیسانہ توجہات کے نیاز آمیز شکریہ مین جو میری اور میرے معصوم بچون کی غور و پرداخت اور مربیانہ تربیت کی نگہداشت مین مبذول فرماتے ہین اپنی یہ ناچیز یادگار باجازت خاص حضور انور کے نام نامی سے معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون۔

اس وجہ سے نہین کہ وہ ایک دولتمند رئیس یا کونسل کے ایک ذی عزت ممبر ہین بلکہ اس بنا پر کہ موصوف خود ایک شاعر نغز بیان ہین۔ علم ادب سے سچی محبت رکھتے ہین اور اہل کمال کی قدر فرماتے ہین۔ پس حضرت قمر دام اقبالہ کے نام نامی کے ساتھ اس کتاب کا انتساب حقیقتاً بہت مناسب و موزون ہے۔

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

بے ہنر ہیچمدان صفدر مرزا پوری محمود نگر لکھنؤ

تقریب

از حامد اللہ صاحب افسر میرٹھی ام-اے - پروفیسر انٹرمیڈیٹ کالج - لکھنؤ

اردو شاعری میں اصلاح کا رواج بھی با اعتبار فن ایک قسم کی تنقید ہے جس میں نقاد اپنے مقررہ حدود سے گذر کر خود مصنف کا شریک کار بن جاتا ہے، اس رواج سے جہاں بعض فائدے ہیں وہاں متعدد نقصانات بھی ہیں۔ سب سے زیادہ اہم نقصان یہ ہے کہ اصلاح شدہ تصنیف پر نقاد کی شخصیت غالب آجاتی ہے، اور اصل مصنف کے محاسن و عیوب کا اندازہ نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی ارتقائی ترقی کی بابت کوئی رائے قایم کیجا سکتی ہے۔

اردو زبان میں شعراء کی کثرت اور شاعری کا معیار پست ہو جانے کا سبب بھی بالواسطہ یہی رواج ہوا ہے۔ ہر شخص جو الٹا سیدھا مصرع موزون کر سکتا ہے کسی "استاد" کے بھروسے پر آسانی کے ساتھ شاعر ہونے کا مدعی بن جاتا ہے اور اب تو استادی شاگردی کی رسم گرتے گرتے یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ جس شاعر کے دس بیس شاگرد نہ ہوں وہ استاد نہیں اور جب استاد نہیں تو بہ حیثیت شاعر کے اس کی کوئی وقعت نہیں۔ چنانچہ بعض حضرات جنھیں بدقسمتی سے اصلاح لینے والے موزون طبع شاگرد نصیب نہیں ہوتے خود غزلیں کہہ کہکر لوگوں کو تقسیم کر دیتے ہیں اور مشاعروں میں ان مصنوعی شاعروں کو اپنے شاگردوں کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند غزلوں پر کسی استاد سے اصلاح لینے کے بعد جہاں ایک آدھ شعر استاد کی اصلاح سے محفوظ رہا اصلاح لینا ترک کر دیتے ہیں اور خود استاد بن بیٹھتے ہیں۔ اس طرح رطب و یابس کا ایک بڑا ذخیرہ اردو شاعری میں جمع ہو گیا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

ایک اعتراض اصلاح و مشورہ کے رواج پر یہ بھی عاید ہوتا ہے کہ اردو زبان کی شاعری کو غیر فطری بنا دینے میں اس رواج کا بڑا حصہ ہے۔ احساسات و جذبات اور واردات قلبیہ کا اظہار تو وہی شخص اچھی طرح کر سکتا ہے جس کے جذبات و احساسات ہوں، زید کے لیے بکر یہ خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ اور اگر انجام دینے کی کوشش کرے تو وہ جذبات نہ زید کے رہیں گے اور نہ بکر کے

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصل مقصود اصلاح و مشورہ کا ان تمام باتوں سے بالاتر تھا، ہر شخص خود

اپنی خامیوں سے آگاہ نہین ہوتا، اسلوب بیان تو بے شک ہر شخص کا مخصوص ہوتا ہے لیکن الفاظ کا صحیح استعمال، محاوروں کا صرف اور زبان کا ایک معیار پر قایم رہنا یہ ایسی چیزین ہین جن پر عبور حاصل کرنا یا تو وسیع مطالعہ اور مشق سے ممکن ہے یا پھر کسی استاد کی صحبت مین یہ چیزین حاصل ہو سکتی ہین، مطالعہ اور مشق سخن کی ایک ایسے ملک کے باشندون سے توقع رکھنا جہان تعلیم کا رواج گویا نہ ہونے کے برابر ہو اور جہان اقتصادی کش مکش سے دم لینے کی فرصت میسر نہ ہوتی ہو تحصیل حاصل ہے، پس اب اساتذہ کی نظر کرم ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے بل پر ہمارے نوخیز اور ہونہار شعرا شاہراہِ ترقی پر گام زن ہو سکتے ہین یہی انکا اسکول ہین اور یہی ان کی لائبریری

انگریزی کے ایک نقاد کا قول ہے کہ اگر کسی مصنف کی تصانیف کا صحیح اندازہ کرنا چاہو تو مصنف کے ساتھ اس کے نقاد کو بھی شامل کر لو، اگر یہ معیار درست ہے تو ہمارے یہان کے ہر شاعر کا مطالعہ اسی طرح کیا جاتا ہے لیکن اس مین ایک بڑی خامی یہ رہجاتی ہے کہ ہم اصل تصنیف اور تنقید مین کوئی امتیاز نہین کر سکتے۔ ہمارے سامنے دونون چیزین اس طرح پیوست کر کے پیش کیجاتی ہین کہ ان کو الگ الگ کر کے دونون کی خوبیون کا اندازہ کرنا قطعاً غیر ممکن ہے۔

اسی خامی کو دور کرنے کے لیے اردو کے مشہور شاعر حضرت صفدر مرزاپوری نے یہ کتاب تالیف کی ہے، یہ کام جس قدر اہم تھا اس سے کہین زیادہ مشکل بھی تھا، شاید اسی لیے اب سے پہلے کسی نے اس طرف توجہ نہین کی۔ حضرت صفدر نے اپنی تلاش وجستجو اور تحقیق وتدقیق سے اردو زبان پر احسان عظیم کیا ہے، اس وسعت نظر و مطالعہ کی کیا داد دیجائے کہ متقدمین سے لیکر متاخرین تک ہر دور کے اساتذہ کی اصلاحین آپ نے ایک جگہ فراہم کر دی ہین، "مشاطۂ سخن" کا پہلا حصہ ملک مین اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے متعدد اڈیشن شائع ہو کر ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئے۔ یہ اُسی کتاب کا دوسرا حصہ ہے اور قابل مؤلف نے اس مین پہلے حصے سے بھی زیادہ کد و کاوش اور تلاش و جستجو سے کام لیا ہے۔ یہ ادب اردو کا ایک گنج گران مایہ ہے جس مین بیش بہا جواہر کو نہایت سلیقے کے ساتھ پہلو بہ پہلو سجایا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ "مشاطۂ سخن" کے دوسرے حصے کو بھی وہی حسن قبول حاصل ہوگا جو اب سے پہلے اس کے اول حصے کو حاصل ہو چکا ہے۔

حامد اللہ افسر

لکھنؤ ۷- جنوری ۱۹۲۸ء

دیباچہ

از جلیل احمد صاحب جلیل قدوائی۔ بی۔ اے

حضرت صفدر مرزاپوری اس سے پہلے اپنی اس کتاب کا پہلا حصہ اردو ادب اور شاعری کے قدردانوں کے سامنے پیش کر چکے ہین اور اُس کی مقبولیت اس قدر ہوئی کہ وہ ہاتھوں ہاتھ خریدی گئی۔ اب اس اڈیشن کا کوئی نسخہ بازار مین نہین ہے اور حضرت صفدر مجبور ہین کہ اُس کا دوسرا اڈیشن جلد نکالین۔ حضرت صفدر نے اردو تصنیفات کی دنیا مین بالکل ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ اور اس کے مفید دلچسپ اور مقبول عام ہونے کے باعث اب وہ اپنی اس کتاب کا دوسرا حصہ ترتیب دے رہے ہین۔ اس دوسرے حصے کے لیے اُن کا اصرار ہے کہ تمہید یا تعارف کے طور پر مین چند سطرین لکھوں۔ مجھے اس کام کو کرنے مین ذرا تامل نہ ہوتا۔ یہ نہ صرف میری ایک ناچیز ادبی خدمت ہوگی۔ بلکہ یہ میرے لیے ایک سعادت بھی ہے۔ مگر مین اپنے کو اس قدر تہی مایہ اور ناقابل پاتا ہوں کہ اس فرض کی دشواریوں سے آسانی کے ساتھ عہدہ برآ ہونا دشوار ہے بہر حال اس خوف سے کہ حضرت صفدر کی دل شکنی نہ ہو۔ اور اس خیال سے کہ اُن کی وقیع کتاب مین شامل ہو کر شاید میری ناچیز سطرین بھی زندہ رہ جائین اس خدمت پر تیار ہوتا ہوں۔

اپنے محترم و شفیق استاد مسٹر ہل[۱] کے ہان بیٹھے بیٹھے ایک دن اردو لٹریچر کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی اردو شاعری کے سلسلہ مین جب مین نے اپنے ہان کی اس رسم شاگردی اور استادی کا عموماً اور اصلاح سخن کا خصوصاً ذکر کیا تو مسٹر موصوف حیرت سے میرا مُنہ تکنے لگے۔ مین نے زیادہ واضح طور پر جب اُنھین اس مسئلے کو سمجھایا تو مجھ سے بولے۔ ”جب شاگرد کے کلام مین تصرف ہو گیا اور زبان شعر مین تبدیلی یا ترقی ہوئی تو وہ کلام شاگرد کا کیسے رہا؟“ انھوں نے یہ بھی بتایا

[۱] مسٹر جے ال ہل۔ ایم۔ اے۔ آکسن سابق پروفیسر انگریزی ادبیات مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ حال پروفیسر پٹنہ یونی ورسٹی۔

کہ اُن کے ہان انگریزی مین اس قسم کی کوئی رسم نہین ہے۔ استاد اپنے طالب علم کو صرف اشارون سے یا مثالون کے ذریعے کسی خاص خیال کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یا کسی خیال کی درستی کے لیے اس طرح کے مشورے پیش کر دیتا ہے جو نفس خیال تک اس کے ذہن و خیال کی رہنمائی کرین۔ کبھی یہ مشورے محض دوستانہ ہوتے ہین جیسے کولرج کی نظم "بحری مسافر" مین اُس کے دوست ورڈسورتھ کے اشعار وہان اُستادی اور شاگردی کا کسی کو خیال بھی نہین آتا۔

اس مین کوئی شک نہین کہ ال صاحب کو ہمارے ہان کی اس قدیم رسم کو سُن کر تعجب ہوا لیکن اردو مین شاگرد جب تک باقاعدہ استاد کے آگے زانوے ادب تہ نہ کرے اور برسون اس کی صحبت کلام، اصلاح، مشورے اور فیض سے مستفید نہ ہو اس قابل نہین ہوتا کہ مکمل شاعر کہا جا سکے۔ یہان تک کہ زمانۂ حال مین بھی جو آزادی اور انصاف کا زمانہ ہے اردو زبان کے پرانے مرکزون مین سنیت دیرینہ کے طور پر اس رسم کے ماننے والے اور اُس پر عمل کرنے والے موجود ہین اس رسم کے خواہ اور کوئی فوائد ہون یا نہ ہون لیکن اس کا کم از کم ایک روشن پہلو ضرور ہے۔ اُردو شاعری مین زبان، محاورہ، فصاحت، بلاغت، روزمرہ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ جب تک ان دشواریون سے گذر کر شاعر اپنے مین ایک خاص مشق و ہنر نہ پیدا کرے وہ شاعر نہین ہو سکتا اردو باوجود اپنی محدود استطاعت کے آسان زبان نہین ہے اور اُس کی شاعری کے تمام محاسن پہلوون پر ایک غائر نظر کا ہونا ایک دن یا دو دن کا کام نہین۔ برسون اور عمرون کی ریاضت کے بعد یہ فن آتا ہے۔ تاریخ ادب کے صفحات اس امر کے شاہد ہین کہ شعرا نے اپنی عمرین اس ریاضت مین گذار دی ہین تب کہین جا کر انھین قبولیت عام کا درجہ نصیب ہوا ہے سلاست زبان اور محاورات اور شعر کے ظاہری محاسن ایسی چیزین ہین جو نہ صرف شعر مین آراستگی بے ساختگی اور ایک خاص شان پیدا کرنے مین معاون ہوتی ہین بلکہ شعر کی معنوی حیثیت کو بھی بلند کرتی ہین اور اس مین اثر پیدا کرتی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم شعرا اس رسم کے خاص طور پر عامل تھے۔ اور اب بھی جو بچے کھچے شاعر اس زمانے مین موجود ہین اس پر برابر عمل کرتے چلے آتے ہین۔

زیر نظر کتاب مین حضرت صفدر نے نہایت عرق ریزی اور جان فشانی سے تمام ایسی اصلاحین جمع کی ہین جو اُن کی اس کتاب کے پہلے حصے مین نہین ہین۔ میر و سودا۔ مصحفی، آتش، ناسخ،

اسیرؔ۔تسلیمؔ۔ وحید الہ آبادی۔جلیلؔ۔شوق قدوائیؔ۔ایسے استادان باکمال کی اصلاحین جمع
کرنے مین حضرت صفدر کو جو محنت کرنا پڑی ہوگی اُسے اُن کا دل ہی جانتا ہو گا۔سیکڑون کتابون
کی اوراق گردانی، بیسیون مقامات کے سفر، نہ معلوم کتنے اصحاب سے ترسیل خط وکتابت اور
برسون کے شدید انتظار وکوشش سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔ہم ہندوستانی جو قدامت پسند
اور اپنے آباواجداد سے ملی ہوئی ہر چیز کو تبرک کے طور پر آنکھون سے لگاتے ہین۔دیکھیے کہ اس
کتاب کے صفحات پر ہماری زبان کے بادشاہون کے کیسے کیسے انمول موتی اور بیش قیمت جواہر
بکھرے ہوئے ہین۔ہمارے قدیم دستور اور عادت کا یہ تقاضا ہے کہ ان موتیون کو ہم اپنے دامنون
مین بٹور لین اور ان نازک اصلاحون کو اپنے ذہن و دماغ مین بند کرلین۔

حضرت صفدرؔ نے یہ اردو ادب پر احسان کیا ہے کہ ان نادر چیزون کو اس جستجو و کاوش سے
کتاب کی صورت مین جمع کردیا ہے اور ان مرے ہوے اساتذہ کے نشان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے
پردہ گمنامی اور کس مپرسی مین پڑے رہنے سے بچا لیا ہے۔میری دعا ہے کہ اُن کی یہ کوشش بھی
اُن کی پہلی کوششون کی طرح رنگ لائے اور خدا کرے خریدارون اور قدردانون کی اس
قدر کثرت ہو اور بازارون مین اس کی اس قدر مانگ آئے کہ حضرت صفدر اس کا تیسرا حصہ
مرتب کرنے پر مجبور ہون۔

خاکسار

جلیل قدوائی۔بی۔اے۔علیگ

تمہید

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزار نمک دان لیے ہوئے

بحمد اللہ کہ پورے دس سال کی کاوش و جستجو و محنت کے بعد "مشاطۂ سخن" کا دوسرا حصہ بھی بعد ترتیب جلوہ آرائے بزمِ ادب ہوتا ہے۔ پہلے حصے کی جو قدر ملک نے کی اُس کا گہرا نقش میرے دل پر ہے۔ مین نے مشاطۂ سخن کا پہلا حصہ طبع و شایع کر کے حلقۂ ادب و بزمِ شاعری کے متمکنین کا شوق زندہ رکھا۔ ملک کے گوشے گوشے سے اعتراف نامے۔ مشاہیر شعرائے ادب کے صدہا خطوط اور قدیم و جدید اساتذہ کے جواہر ریزے میرے پاس آنے لگے۔ مین نے سب کو دل کے جواہر خانے مین جگہ دی اور مزید تلاش و فکر مین رہا۔ مین نے زمانہ کے لیت و لعل اور افتاد و گردش کا مقابلہ کرتے ہوئے بہترین اور موثر ترین اصلاحون کو اس طرح جمع کیا۔ جس طرح جوہری موتیون اور ہیرون کے ٹکڑون کو ممتون آراستگی کرتا ہے۔ اس دوسرے حصے کے لیے جو نادر و نایاب اصلاحین مین نے فراہم کین وہ اپنی خصوصیات اپنی ادبیت اور شان قدیم کے لحاظ سے فرد ہین۔

اس موقع پر مین ایک اصلاح خواجہ آتش مرحوم کی جو حضرت اسیر مرحوم کے شعر پر دی گئی ہے اپنے دعوے کی تائید مین لکھ کر اربابِ نظر سے داد چاہتا ہون۔ اسیر کا شعر یہ تھا

اسیرؔ وہ زار ہون کہ ہوا چشمِ مور مین ٹھونا ۔۔۔ کمال تنگ ملا گوشۂ مزار مجھے

اصلاح آتش ۔۔۔ " " " " ۔۔۔ بہت فراخ ملا " " "

مصرعۂ ثانی مین "کمال تنگ" کے بجائے "بہت فراخ" بنا کر کمال اُستادی دکھایا ہے۔ مزار کا مفہوم اب جا کے ادا ہوا ہے۔ ذرا مصرعۂ ثانی کو لہجہ بدل کر پڑھیے تو ایک طنز کا پہلو بھی پیدا ہوتا ہے اسی طرح ہر اُستاد کی دو چار اصلاحین اسی پایہ کی آپ ملاحظہ فرمائین گے۔ اس دوسرے حصے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی قابل فخر ہے کہ ملک کے قابل و فاضل ادیب عالی جناب مولانا محمد عبد الحق صاحب پرنسپل کالج و آنریری سکریٹری انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن نے اپنے مشہور و معروف رسالہ "اردو" مین ایک معقول معاوضہ مرحمت فرما کر ان اصلاحون کو شایع فرمایا۔ جن کی قابلیت تبحر،

ادبی خدمات اور علمی کارناموں سے کون ایسا ہے جو واقف نہیں۔ یہ شرف شاطۂ سخن حصۂ دوم کے لیے کچھ کم قابل فخر نہیں۔ رسالہ اردو کے اپریل ۱۹۲۷ء کے نمبر میں "اساتذہ کی اصلاحیں" فاضل ایڈیٹر کے ایک مختصر نوٹ کے ساتھ شایع ہوئی ہیں اور اسکی اشاعت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

مولٰنا محمد عبد الحق صاحب ایڈیٹر رسالہ اردو کا نوٹ

جناب صفدر مرزاپوری صاحب نے اس سے قبل "مشاطۂ سخن" کا پہلا حصہ شایع کیا تھا۔ اور اُس کی اس قدر مانگ ہوئی کہ اب ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتا۔ اب اُنھوں نے بڑی تلاش اور جستجو سے دوسرا حصہ مرتب کیا ہے جس میں مصحفی۔ آتش۔ ناسخ۔ غالب۔ خواجہ وزیر۔ اسیر انیس۔ نسیم دہلوی۔ ذوق۔ وحید الہ آبادی۔ امیر۔ جلال۔ تسلیم۔ داغ۔ جلیل۔ ریاض۔ نظم طباطبائی شوق قدوائی وغیرہ جیسے باکمال اساتذہ کی اصلاحیں جمع کی ہیں اور اردو میں انکی اشاعت کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

حضرت صفدر کی یہ کاوش اور تلاش بہت قابل داد ہے اور ہم شکریہ کے ساتھ اس کا ایک جز اس نمبر میں شایع کرتے ہیں اور باقی حصے آیندہ نمبروں میں شایع ہوں گے

ہمارے ہاں اُستاد شاگردی کا عجیب تعلق چلا آرہا ہے مگر اب اُس کی وہ شان اور اُس کے وہ آداب باقی نہیں رہے۔ اُس وقت مشق سخن اور شاعری کی تربیت کا یہی ایک ذریعہ تھا باکمال استاد اپنے شاگرد کو بتاتا اور شعر و شاعری کے گروں سے واقف کرتا اور خاصکر الفاظ کے صحیح استعمال زبان کی فصاحت بول چال کی صفائی، اسلوب بیان، اور مضمون کے ادا کرنے کے ڈھنگ سمجھاتا تھا۔ ہمارے ہاں سب سے بڑا مدرسہ یہی تھا۔ ان اصلاحوں میں بھی آپ یہی رنگ ملاحظہ فرمائیں گے اگرچہ ان میں بعض شعر بالکل ناقابل التفات ہیں مگر اس کا مقصد صرف اصلاح کا دکھانا ہے کہ محض ایک لفظ کے بدل دینے یا الفاظ کے آگے پیچھے کر دینے۔ یا کسی ناموزوں لفظ نکال کر موزوں لفظ رکھ دینے سے شعر اور مضمون کی شان ہی کچھ اور ہو جاتی ہے جو صاحب زبان کا ذوق رکھتے ہیں اُنھیں ان اصلاحوں کے مطالعے سے نہ صرف لطف حاصل ہو گا بلکہ بصیرت پیدا ہو گی"۔

(اڈیٹر)

پہلا حصہ جس وقت زیور طبع سے آراستہ ہو کر نکلا تو ملک کے نامور ادیب اور ارباب نظر کے زبان و قلم سے بالاتفاق یہی فقرے نکل گئے کہ "ایسا نادر و نایاب مجموعہ نہ فارسی مین نہ عربی مین نہ انگریزی مین نہ اردو نہ ہندی نہ فرانسیسی نہ کسی اور زبان مین موجود تھا نہ ہے۔ اس ایجاد کا سہرا حضرت صفدر ہی کے سر رہا" اگر وہ کل تحریرین ارباب ادب کی اور وہ کل ریویو اخبارات و رسالجات کے لکھے جائین تو ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہوگی۔ ہم سب سے قطع نظر کر کے صرف اپنے محترم دوست مولانا سید جمیل احمد صاحب جمیل سہسوانی شاعر دربار ریاست بھوپال کا وہ گرامی نامہ نذر ناظرین کرتے ہین جس مین نظم کے ساتھ نثر بھی شامل ہے جس کے ہر مصرعے اور ہر فقرے مین نامور شاعر اور کہنہ مشق اُستاد نے تاریخ نکالی ہے۔ جو اُن کے کمال تاریخ گوئی کی عینی شہادت ہے

مشاطۂ سخن کی تاریخین

هو الله الغنی الوسیع

نازِ جمالِ حسن یہ مشاطۂ سخن ۔۔۔ کیا خوب ہے بنی ٹھنی پاکیزہ اک دُلھن

قطعہ

لاریب یہ ترنم ارباب ذوق ہے ۔۔۔ مشاطۂ سخن ہے نئی چیز با مزہ
مضمون جمیل اس کے ہون سب قند یا شکر ۔۔۔ القصہ لطف پاتا ہون "تازہ با مزہ"

فقرات تاریخی

جمیل یہ مشاطۂ سخن ہے یا دلاویز دُلھن ۔۔۔ مسرت کی انجمن ہے یا کامرانی کا چمن
بنام زد کتاب ہے یا اسلوب اصلاح کی راہبر ہے ۔۔۔ اس نہج مین تجدد کا لاجواب سہرا اسی کے سر ہے
اوستادان سخن کی محبوب ہے ۔۔۔ مستفیدان مستعد کی مطلوب ہے
کمال قدردانی شعرا کی سزاوار ۔۔۔ تحسین کملائے عالی قدر کی امیدوار
اگر آئینۂ کمال طبع صفدر کہون تو بجا ۔۔۔ یا پایۂ آگاہی نقش حسن سمجھون تو روا
یہ نامۂ پسندیدہ لایق دید ارباب سخن ہے ۔۔۔ عرق ریزی مؤلف قابل قدردانی اہل فن ہے
رب کریم اس کو پیرایۂ قبول عطا فرمائے ۔۔۔ مؤلف ہمہ دان کی محنت ٹھکانے لگائے

مصلحین کی بامزہ اصلاح ۳۶ قابل تعریف ۱۳ — اصلاح کے مفید فوائد ۳۶ عمدہ مقاصد تالیف ۱۳۱۴

دعا از منت وزگیہان ۳۶ تاج ۱۳ — ناآشنائے فن ۳۶ سخن جمیل ۱۳

نوٹ

اس التزام کے ساتھ کہ ہر فقرہ مقفےٰ ہو اور ہر فقرے سے تاریخ نکلے کوئی آسان کام نہیں۔ ایک مادہ تاریخ نکالنے مین جو زحمت ہوتی ہے وہ وہی حضرات سمجھ سکتے ہین جن کو اس فن تاریخ سے مناسبت ہے۔ نہ کہ ہر فقرہ مین تاریخ اور ہر فقرہ معنی خیز۔ سبحان اللہ ان تاریخون کا اس کتاب مین نہ درج کرنا ایک صریحی ناانصافی تھی۔ اس لیے ضرورت ہے کہ خاکسار مولف کی اس یادگار کے ساتھ قابل مورخ کی یہ یادگار بھی قائم رہے

مؤلف

اصلاح

کے متعلق تو مین پہلے حصہ مین وضاحت کے ساتھ یہ عرض کر چکا ہون کہ اصلاح ایک ضروری چیز ہے ہر کام مین اصلاح کی ضرورت ہے۔ جس کا کام یا کلام اصلاح شدہ ہے وہ بزم عالم مین سربلند ہے اور جو کسی ایک کے آگے سر جھکانے سے پہلوتہی کرتا ہے اُس کی گردن سب کے سامنے نیچی رہتی ہے اور رہیگی۔ ہر نومشق شاعر پر کسی نہ کسی استاد کی شاگردی بہرحال لازم ہوتی ہے بغیر سلسلۂ اُستادی و شاگردی کوئی شخص شاعر کامل ہو ہی نہین سکتا۔ حضرت قدر بلگرامی سے کامل فن و محقق شاعر کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ کہتے ہین کہ "مین بلا اُستاد کے ایک منٹ رہنا پسند نہین کرتا" یہ مین بھی جانتا ہون کہ مذاق سخن کے لحاظ سے ہر شخص شاعر ضرور کہا جاسکتا ہے مگر درجۂ کمال تک پہونچنے کے لیے زبان و بیان کی جتنی خوبیان کلام مین ہونی ضروری ہین وہ استاد کی مدد سے جلد اور یقینی طور پر حاصل ہو جاتی ہین۔ برخلاف اس کے کہ جو خود مشق پیدا کرتے ہین بہت زمانہ صرف ہوتا ہے اور پھر بھی کامیابی یقینی نہین ہوتی اور اُن کا کلام محتاج اصلاح رہجاتا ہے۔ جس کی صدہا مثالین اس دور مین دیکھی جاتی ہین۔ اکثر حضرات بزعم ہمہ دانی جو کہ اس زمانے مین کثرت سے پائے جاتے ہین کسی کو اپنا کلام دکھانا اپنی توہین سمجھتے ہین۔ یہ وہ بزرگ ہین جو صاحب تلامذہ اور مدعی استادی ہین مگر اُن کے دیوانون مین صدہا شعر بے معنی و مہمل دیکھنے مین آتے ہین اُن اشعار پر اہل نظر مضحکہ اُڑاتے ہین رسالون مین تنقیدین لکھی جاتی ہین

اور بجائے توقیع اُن کی تذلیل ہوتی ہے۔ مگر وہ آتش کے اس شعر کو خاطر میں نہیں لاتے ؎

سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا — کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

"اصلاح سخن" مرتبۂ حضرت شوق سندیلوی کے مقدمے میں جناب سلطان حیدر صاحب جوش بھی یہی تحریر فرماتے ہیں کہ "ایک قادر الکلام شخص اپنے کلام کو شاعرانہ معیار سے خود ہی بار بار جانچتا اور تولتا ہے اور خود ہی تمام عیوب دور کر لیتا ہے! یہ ملکہ ایک کہنہ مشق شاعر میں عادت بن جاتا ہے۔ نومشق طبیعت خود اپنا کلام درست کر لینے سے جھجکتی اور جی چراتی ہے، مشورہ اُسے لازمی چیز نظر آتا ہے اور وہ پختہ کار و کہنہ مشق دماغ سے طالب امداد ہوتی ہے! اصلاح دینے والے کا پہلا فرض تخیل پیش شدہ کا اُسی نقطۂ نظر سے دیکھنا ہے جس سے اظہار کرنے والے نے اُسے دیکھا ہو"

اصلاح کا مقصود محض عیوب نقایص کو رفع کرنا۔ کمی کو پورا کرنا یا ماند رنگ کو اُجالنا ہے نقائص۔ وعیوب تخیل و مطالعہ فطرت کے متعلق ہوں یا زبان کے! یقیناً قابل اصلاح ہیں! مگر نفس مضمون کو از سرتا پا بدل دینا یا اپنی طرف سے ایک نیا تخیل پیش کر دینا اصلاح کا منشأ نہیں جس طرح نقص کا دور کرنا مصلح کا فرض ہے اُسی طرح عیب سے پاک تخیل کی داد دینا بھی اُس کا اخلاقی شیوہ ہونا چاہیے۔ فضول وغیر ضروری قطع و برید خود مصلح کی خامی پر دال ہے! ایسی قطع و برید جو محض اظہار شان اصلاح کی غرض سے کیجائے۔ فی الحقیقت کاشف عیوب مصلح ثابت ہوتی ہے! مصلح کو اصلاح سخن میں خود دماغ اصلاح طلب سے زیادہ تفکر و کاوش کرنا پڑتی ہے! یہ لازمی نہیں کہ ہر باکمال شاعر اعلے درجے کا مصلح سخن بھی ہو۔

اصلاح تمام تر تنقید کلام پر مبنی ہے اور تنقید و تصنیف لازم و ملزوم نہیں! بعض افراد جس پایہ کے سخنور ہیں اُس پایہ کے سخن شناس نہیں۔ ایک اعلے درجے کا سخن شناس بعض اوقات ایک باکمال سخنور سے بہتر مصلح سخن ثابت ہوتا ہے۔"

مشاطۂ سخن حصۂ اول کی دیکھا دیکھی ہمارے قابل و جدّت طراز دوست حضرت شوق سندیلوی نے اصلاح سخن ترتیب دیکر ملک میں ایک ہلچل ڈالدی اور در و دیوار سے صدائے آفرین آنے لگی جس کا دیباچہ خدا بخشے ملک کے نامور ادیب و انشا پرداز مولنا محمد عبد الحلیم شرر نے تحریر

فرمایا زدہ اس دیباچے مین تحریر فرماتے ہین۔
"قابل مصنف نے جناب صفدر مرزاپوری کی کتاب "مشاطۂ سخن" سے اپنی اس کتاب کا موازنہ کیا ہے۔ حضرت صفدر نے بڑی جستجو سے قدیم شعراے اردو کی اصلاحون کو جمع کیا ہے اور اس رسالے مین اس عصر کے زندہ شعراء کی اصلاحین خاص مصنف صاحب کے کلام پر یکجا کر کے شایع کی گئی ہین۔ اگرچہ اصلاحون کے اعتبار سے دونون کتابون مین ایک گونہ تناسب ہے مگر سچ یہ ہے کہ دونون مین بڑا فرق ہے۔ حضرت صفدر کی کوشش صحیح معنون مین اصلاح سخن سے تعلق رکھتی ہے بخلاف اس کے جناب شوق کی تصنیف مین شعر کی اصلاح سے زیادہ اساتذہ کے اختلاف مذاق اور اردو شعراء کے موجودہ تنوعات کا اعتبار ہے۔ جو آج کل کے محققین کے لیے ایک نہایت ہی دل چسپ بحث اور غور طلب معاملہ ہے"

مولٰنا شرر مرحوم کا یہ آخری فقرہ کس قدر معنی خیز اور داد طلب ہے۔ کیا لکھ گئے جتنا لکھا ہین اُس سے زیادہ تخیل کے لیے گنجایش چھوڑی۔

حضرت شوق سندیلوی کی اس جدید تالیف "اصلاح سخن" پر اکثر حضرات نے ریویو بھی لکھے سب سے زیادہ پر لطف جامع و مانع ادیب یگانہ ناثر زمانہ مولٰنا محمد عبدالحق صاحب آنریری سکریٹری انجمن ترقی اردو۔ اورنگ آباد دکن کا ریویو ہے جو اکتوبر ۱۹۲۶ء کے رسالۂ اردو صفحہ ۶۹۵ پر جلوہ گر ہے اور جس کا خاتمہ صفحہ ۶۹۷ پر ہوا ہے۔ مولٰنا مدظلہ کے اس ریویو مین بعض فقرے ایسے ہین کہ جن کو پڑھکر بے ساختہ ہنسی آجاتی ہے وہ یون رقم طراز ہین۔

اصلاح سخن

عنوان سے کتاب کا مضمون ظاہر ہے۔ لیکن اصلاحین جس ڈھب سے حاصل کی گئی ہین وہ عجیب وغریب اور قابل مرتب کی جدت طبع پر دلالت کرتا ہے۔

ہماری شاعری مین اساتذہ کی اصلاحین بڑی قدر کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہین اور بعض اصلاحین جو قدیم استادون کی دستیاب ہوئی ہین یا مشہور چلی آتی ہین وہ بڑی آب وتاب اور فخر کے ساتھ تذکرون یا اسی قسم کی تالیفات مین درج کی جاتی ہین

کچھ عرصہ ہوا ہمارے عنایت فرما جناب صفدر مرزاپوری نے بھی ایک کتاب اسی مضمون کی

شایع کی تھی مگر اس مین اور اُس مین فرق ہے وہ قدیم اساتذہ کی اصلاحین تھین اور یہ ہم عصر شعرا کی ہین۔ ان اصلاحون کے بہم پہونچانے مین جناب شوق نے بڑی ستم ظریفی سے کام لیا ہے حضرت نے ایک ہی غزل ہندوستان کے مختلف صوبون کے مشہور شعرا کی خدمت مین بھیجی اور شاگردی کے ادعا کے ساتھ اصلاح کی درخواست کی۔ بعض کی خدمت مین تو باقاعدہ شیرینی کے دام پیش کر کے شاگردی کی رسم ادا کی ہے۔ ان بزرگوارون نے حسب معمول شاگرد سمجھ کر اپنی فہم کے موافق اصلاح دی اور ازراہ اُستادی کچھ کچھ ہدایتین بھی کین۔ اس طرح انھون نے اپنی سولہ غزلون کو جن پر کم و بیش ۲۵ نامور اور مستند شعرا کی اصلاحین ہین اس کتاب مین جمع کر دیا ہے۔ اصلاح کا یہ سلسلہ کوئی پانچ سال تک رہا۔ ایک اقبال و اکبر مرحوم تو ان کے دام مین نہین آئے باقی کوئی ان کی زد سے نہین بچا۔ بعض نے دبی زبان سے پیچھا چھڑانا چاہا مگر حضرت شوق کب مانتے ہین، سر ہو گئے، شاگرد ہو کے رہے، اصلاح لے کے چھوڑی۔ بعض حضرات کو جب اس کی سُن گن معلوم ہوئی کہ اُن کی اصلاحی غزلین دوسری جگہ بھی اسی غرض سے گئی ہین تو اُنھین شبہہ ہوا اور حضرت شوق سے دریافت کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ شوق صاحب نے کچھ ایسی تھپکی دی کہ وہ خاموش ہو گئے۔ استادی کا شوق بھی بُرا ہوتا ہے جُل مین آ گئے اور برابر اصلاحین دیتے رہے۔ اُنھین اصلاحون کی یہ پوٹ ہے جو چھپ کر ہمارے سامنے آئی ہے۔"

مولانا نے اس کے بعد ترتیب کتاب کا ذکر کیا ہے پھر اسی ریویو مین دوسری جگہ یون گہر فشان ہین۔ — "اس مجموعہ کو دیکھکر ہمین ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا۔ ہنسی تو حضرت شوق کی شوخی پر آئی۔ اور افسوس اُن بزرگون کی سادگی پر ہوا۔ خیر اس کا بھی کچھ مضایقہ نہ تھا کہ وہ یہ سب اصلاحین چھاپ دیتے لیکن غضب یہ کیا کہ کتاب کے آخر مین ان صاحبون کے وہ تمام خطوط بھی شایع کر دیے جو انھون نے زمانۂ اصلاح مین اپنے سعادت مند شاگرد کو لکھے تھے۔

ان بیچارون کو کیا معلوم تھا کہ اُن کا شاگرد رشید یہ بھانڈا چوراہے پر پھوڑیگا۔ غرض حضرت شوق نے اپنے اساتذہ کرام کے نام اُچھالنے اور اُن کی رسوائی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ .... ہمارے خیال مین اُن کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ خانگی خطوط بغیر اجازت کے شایع کرتے مگر شاگرد تو بیٹے کی برابر ہوتا ہے اُسے اجازت کی کیا ضرورت ہے۔

اب رہی اصلاح جس کے مفید ہونے کا بڑا طومار باندھا گیا ہے سو واجبی ہی واجبی ہے بعض صاحبون نے اصلاح کے شوق مین سرے سے مضمون ہی بدل دیا ہے۔ کوئی صاحب مطلب نہین سمجھے اور شعر کاٹ کر رکھدیا ہے۔ کسی نے اصلاح دیکر شعر کو پست کر دیا ہے اور کہین مضمون ہی خبط ہو گیا ہے۔ البتہ کہین کہین کوئی اصلاح اچھی بھی نظر آجاتی ہے خیر جو صاحب بصیرت ہین وہ ان اصلاحون کو دیکھکر اُن کی حقیقت سمجھ لین گے۔ لیکن جو مبتدی ہین یا جنھین شعر کہنے کا نیا شوق ہوا ہے اُنھین بڑی الجھن پیدا ہوگی اور کچھ عجب نہین کہ وہ اصلاحون کے اس طومار سے گمراہ ہو جائین۔"

مولنا مدظلہ کے اس آخری فقرے سے مجھکو بھی اتفاق ہے کہ

"انھون نے ادبی تفریح کا ایسا اچھا سامان جمع کیا ہے جو کسی دوسرے سے ممکن نہ تھا اور جو محنت اور کاوش انھون نے اُٹھائی وہ فی الحقیقت قابل داد ہے"

غرضکہ ہم بھی حضرت شوق کی جدت طرازی کے معترف اور شکر گزار ہین کہ انھون نے ایک "اصلاح سخن" سے "مشاطۂ سخن" ہی کا جواب نہین دیا بلکہ اس کتاب مین اپنے اساتذۂ کرام کے خطوط شایع فرماکر "مرقع ادب" حصۂ اول و دوم دونون کو نیچا دکھانا چاہا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ مشاطۂ سخن "دوم" کے جواب مین وہ کون سا ذخیرۂ ادب ملک کے سامنے پیش کرتے ہین۔

حضرت شوق "اصلاح سخن" مین یون گہرفشان ہین کہ "مشاطۂ سخن" مولفۂ حضرت صفدر مرزاپوری قریب قریب اسی رنگ کی کتاب ہے مگر اس مین اور میری کتاب مین ایک نازک فرق ہے۔ حضرت صفدر نے بڑی جانکاہیون سے زیادہ تر ان اساتذہ کی اصلاحین جمع کی ہین جو موت کی نیند سو رہے ہین اور مین نے صرف اساتذۂ عصر کی اصلاحین جمع کین" اس نازک فرق کا فیصلہ خدا بخشے حضرت شرر اور خدا زندہ رکھے مولنا محمد عبدالحق صاحب پرنسپل کالج و آنریری سکریٹری انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن نے کر دیا۔ اور جس حسن سے "اصلاح سخن" کی داد دی وہ غالبًا حضرت شوق کی حوصلہ افزائی کے لیے کافی ہے۔

"مشاطۂ سخن" حصۂ اول کی جو قدر ملک مین ہوئی اور جن الفاظ مین ملک کے مشاہیر اہل قلم نے داد دی اُس کے اعادہ کی ضرورت نہین مگر یہ عرض کرنا بے موقع نہ ہوگا کہ جو ادبی

مقاصد "مشاطۂ سخن" کے پیش نظر تھے اُن کا اعتراف ملک کے نامور اہل ادب نے کر کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی - خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میگساران میخانۂ ادب اس حور وش پری جمال کے متوالے آج تک نظر آتے ہین - ابھی حال ہی مین جولائی ۱۹۲۶ء کے صلائے عام دہلی مین ایک مضمون "مشاطۂ سخن" کی سرخی سے مین نے پڑھا جو ملک کے نامور و مشہور مضمون نگار محترمی حضرت ضیاء دہلوی کے قلم کا نکلا ہوا ہے - گو چند سطرین ہین مگر جامع و مانع ہین - حضرت ضیاء دہلوی گہر فشان ہین -

مشاطۂ سخن

درست کرتی ہے کیون بار بار مشاطہ ۔۔۔ شکست عیب نہین گیسوے دوتا کے لیے

یہ شعر حضرت امیر مینائی کا ہے اُن ملائک فریب حسینون کا حسن واقعی خدمت مشاطہ سے مستغنی ہے جن کو قدرت نے کمال حسن کے سبب سنوارنے سے بے نیاز کر دیا ہے ورنہ معمولی صورت کے لیے مشاطہ کی ازحد ضرورت ہے - اسی طرح مبتدیون کے لیے سخن کی اصلاح لازمی سمجھنی چاہیے -

جناب صفدر مرزاپوری شاگرد حضرت جلیل ایک ممتاز اور نامی سخن فہم ہین - ادبی خدمات کا شغف اُن کو کافی طور سے روشناس عالم کرا چکا ہے - ان کی یہ ادبی خدمات ان کو اور زیادہ مشہور و معروف کر دین گی اور ان کی یہ دو یادگارین یعنی "مرقع ادب" و "مشاطۂ سخن" انکے نام کو بقائے دوام کی سند عطا کرنے مین کامیاب ہونگی ؎

داغ سا دوسرا نہ پاؤ گے ۔۔۔ گل ہزارون ہین ایک صورت کے

میر ضیاء دہلوی

اس دوسرے حصے مین اس کمی کو مین نے پورا کیا ہے جو پہلے حصے مین رہ گئی تھی - یعنی اس کتاب کا آغاز اول تو ایک ایسی متبرک اصلاح سے کیا گیا ہے جو ہمارا دین و ایمان ہے جس کا نام نامی دیکھکر ہر مسلمان یقینی درود پڑھے گا - حضور سرور کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اصلاح خود ہم کو سبق دے رہی ہے کہ بقول حضرت قدر بلگرامی مرحوم اصلاح لینا سنت ہے دوسرے یہ کہ میرزا سودا کی اصلاحون کا اس حصے مین اضافہ کچھ کم قابل قدر نہین - اُس کے

ساتھ ہی مولنا عرفی مرحوم کی دو اصلاحین ایک گذشتہ واقعہ تاریخی کی یادگار ہین ان کے
علاوہ چند ایسے اساتذہ کی اصلاحین آپ اس حصے مین ملاحظہ فرمائین گے جو پہلے حصے مین نہین
فراہم ہو سکی تھین۔ جیسے حضرت وحید الہ آبادی مرحوم۔ جناب مہر لکھنوی مرحوم۔ میر نفیس مرحوم
وغیرہ کی ہین۔ غرضکہ جہان تک میرے امکان مین تھا اس حصے کے دلچسپ بنانے مین کوئی
دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ اب مقبولیت اس کتاب کی خدا کے ہاتھ ہے یہ اپنے بس کی بات نہین۔
انسان ایک کام کو مفید سمجھ کر اپنے حتے الامکان کوشش کرتا ہے مگر ع۔ قبول خاطر و لطف سخن خداداد است
مین اُن دوستون کا شکر گزار ہون کہ جن کے ذریعے سے یہ اصلاحین مجھ کو ملین۔ سب سے
پہلے اپنے ادب نواز محترم بزرگ خواجہ عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی کا نام لینا چاہتا ہون
کہ موصوف نے مصحفی۔ ناسخ۔ آتش۔ خواجہ وزیر کی اصلاحین ۲۰ سال پہلے اس غرض سے جمع
کی تھین کہ وہ خود "اصلاح" کے نام سے ایک کتاب لکھنے والے تھے۔ مگر مشاطۂ سخن حصۂ اول کی
اشاعت سے اُن کی راے بدل گئی اور میری استدعا پر یہ اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین اس کے
بعد جو اصلاحین خود اپنے شاگردون سے لکھوا کر منگوائی تھین وہ بھی میرے حوالے کین۔ دوسرے
عالی جناب مکرمی سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری تلمیذ حضرت امیر مینائی نے حضرت غالب
کی (۲۱) معرکۃ الآرا اصلاحون کے علاوہ خود اپنے شاگردون سے اپنی اصلاحین لکھوا کر مرحمت
فرمائین۔ اور "بزم خیال" جس کے پانچ اڈیشن شایع ہو چکے ہین اُس کا مسالا اس قدر خود
اپنے قلم سے لکھکر عنایت فرمایا کہ مجھے "حسن خیال" کی اشاعت کی پھر جرأت ہوئی۔ اس کو "بزم خیال"
کا دوسرا حصہ سمجھیے۔ مین ان بیش بہا مہربانیون کا شکریہ کس زبان و قلم سے ادا کرون۔
تیسرے میرے عزیز بھائی جناب محمد یوسف صاحب نفیس بنگلوری نے اس حصے کے دلچسپ
بنانے مین خاص طور پر میری اعانت کی۔ مرزا رفیع السودا کی اصلاحون کے علاوہ جس کتاب یا
جس رسالے مین کوئی پاکیزہ اصلاح اُن کی نظر سے گذری لکھکر مشاطۂ سخن حصۂ دوم کے لیے
میرے پاس بھیجدی۔ حضرت نفیس اس کتاب کی تالیف مین فی الحقیقت میرے قوت بازو
بن گئے اللہ اُن کو زندہ و سلامت رکھے۔
سید مجاور حسین عرف مجن صاحب تمنا تلمیذ و جانشین حضرت جاوید مرحوم لکھنوی بھی قابل ذکر

ہین کہ جہان تک اُن کے امکان مین تھا اصلاحین بڑی تلاش جستجو سے فراہم کر کے مجھے رہین منت فرمایا اور جو اصلاحین جن دوستون سے مجھے ملی ہین ان کا نام نامی اُن اصلاحون کے ضمن مین مین نے لکھدیا ہے۔

آخر مین مین اپنے کرمفرما ملک کے قابل مشہور ناظم و ناثر مسٹر حامد اللہ افسر ایم۔ اے میرٹھی پروفیسر انٹرمیڈیٹ کالج لکھنؤ و حضرت جلیل قدوائی۔ بی اے (علیگ) کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ ان حضرات نے اپنی اپنی رائین "مشاطۂ سخن" پر لکھکر میری محنت و سعی کی داد دی۔

حضرت افسر میرٹھی تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت صفدر نے اپنی تلاش و جستجو اور تحقیق و تدقیق سے اردو زبان پر احسان عظیم کیا ہے۔ اس وسعت نظر اور مطالعہ کی کیا داد دیجائے کہ متقدمین سے لیکر متاخرین تک ہر دور کے اساتذہ کی اصلاحین آپ نے ایک جگہ فراہم کر دی ہین" مشاطۂ سخن" کا پہلا حصہ ملک مین اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے متعدد اڈیشن شائع ہو کر ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئے یہ اسی کتاب کا دوسرا حصہ ہے اور قابل مؤلف نے اس مین پہلے حصے سے بھی زیادہ کدوکاوش اور تلاش و جستجو سے کام لیا ہے۔ یہ ادب اردو کا ایک گنج گران مایہ ہے جس مین بیش بہا جواہر کو نہایت سلیقے کے ساتھ پہلو بہ پہلو سجایا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ "مشاطۂ سخن" کے دوسرے حصے کو بھی وہی حسن قبول حاصل ہو گا۔ جو اب سے پہلے اس کے پہلے حصے کو حاصل ہو چکا ہے"

ہمارے عزیز دوست جناب جلیل قدوائی یون گہرفشان ہین کہ

"زیر نظر کتاب مین حضرت صفدر نے نہایت عرقریزی اور جانفشانی سے ایسی اصلاحین جمع کی ہین جو ان کی کتاب کے پہلے حصے مین نہین ہین۔ میر۔ سودا۔ مصحفی۔ آتش۔ ناسخ اسیر۔ تسلیم۔ وحید الہ آبادی۔ جلیل۔ شوق قدوائی۔ ایسے استادان فن کی اصلاحین جمع کرنے مین حضرت صفدر کو جو محنت کرنا پڑی ہو گی اُسے اُن کا دل ہی جانتا ہو گا۔ سیکڑون کتابون کی اوراق گردانی۔ بیسیون مقامات کے سفر۔ نہ جانے کتنے اصحاب سے ترسیل خط و کتابت اور برسون کے شدید انتظار و کوشش سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔ ہم ہندوستانی جو قدامت پسند ہین اور اپنے آبا و اجداد کی ملی ہوئی ہر چیز کو تبرک کے طور پر آنکھون سے لگاتے ہین۔ دیکھیے اس کتاب کے صفحات پر ہماری زبان کے بادشاہون کے کیسے انمول موتی اور بیش قیمت جواہر

بکھرے ہوئے ہین - ہمارے قدیم دستور اور عادت کا یہ تقاضا ہے کہ ان موتیون کو ہم اپنے دامن مین بٹورلین اور ان نازک اصلاحون کو اپنے ذہن و دماغ مین بنہ کرلین -

حضرت صفدر نے اردو ادب پر یہ احسان کیا ہے کہ ان نادر چیزون کو اس جستجو وکاوش سے کتاب کی صورت مین جمع کر دیا ہے اور ان مرے ہوے اساتذہ کی نشانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پردۂ گم نامی اور کس مپرسی مین پڑے رہنے سے بچا لیا ہے میری دعا ہے کہ اُن کی یہ کوشش بھی اُن کی پہلی کوششون کی طرح رنگ لائے اور خدا کرے خریدارون اور قدردانون کی اس قدر کثرت ہو اور بازارون مین اس قدر مانگ ہو کہ حضرت صفدر اس کا تیسرا حصہ مرتب کرنے پر مجبور ہون -"

مین نے ۱۹۱۸ء مین جب مشاطۂ سخن کا پہلا حصہ شایع ہوا تھا یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی ملک کے سامنے پیش کرونگا - دس سال مسلسل مین اسی جستجو و تلاش مین سرگردان و پریشان رہا - یہ اصلاحین مجھے جس محنت و کاوش سے دستیاب ہوئی ہین اُسے کچھ میرا ہی دل جانتا ہے - ۱۹۱۸ء کا وعدہ ۱۹۲۸ء مین وفا کر رہا ہون - اور پھر وعدہ کرتا ہون کہ اگر زندگی نے کچھ اور میرا ساتھ دیا تو مین کوشش کرون گا کہ تیسرا حصہ بھی مشاطۂ سخن کا مرتب کرون - اس دوسرے حصے مین اکثر اصلاحین احباب کی بھیجی ہوئی بچند وجوہ مین نہ دے سکا جن کے اظہار سے میرا دل دکھتا ہے - لہٰذا مین اُن احباب سے اپنی معذوری و مجبوری کی معافی مانگتے ہوئے یہ وعدہ کرتا ہون کہ انشاء اللہ العزیز یہ اصلاحین تیسرے حصے کی زینت بڑھائینگی اور یہ بھی میری درخواست ہے کہ شیدایان علم ادب جہان تک جلد ممکن ہو اور اصلاحین بھی مرحمت فرما کر مجھے رہین منت فرمائین گے تاکہ تیسرا حصہ بھی مین مرتب کر سکون -

آخر مین دعا ہے کہ اللہ سبحانہ میری اس ناچیز تالیف کو حسن قبول عطا فرمائے اور ارباب ذوق اس حصے کو ملاحظہ فرما کر میری محنت کی مجھے داد دین تاکہ حوصلہ افزائی ہو اور مین تیسرا حصہ بھی پیش کر سکون

خادم ادب

صفدر مرزاپوری محمود نگر لکھنؤ

فہرست اسماء اساتذہ شعراء متقدمین و متاخرین و زمانۂ حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سردار دو جہان فخر کون و مکان حضرت احمد پاک صاحب لولاک
عالی جناب سیدنا و مولانا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اصلاح شعر کے متعلق یہ متبرک لطیفہ کبھی بھلانے کے قابل نہین ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب کعب ابن زہیر کو کسی خطا پر نکالدیا اور حکم فرمایا کہ جو شخص اس کو پائے قتل کرے۔ کعب نے یہ بات سنکر قصیدۂ بانت سعاد نظم کیا اور خود حاضر دربار رسول ہو کر یہ قصیدہ سنایا جب آنحضرتؐ نے یہ شعر سنا ؎

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ　　مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُولُ

بیشک رسول صلعم نور ہین روشنی حاصل کیجاتی ہے آن سے　　ایک تلوار ہین ہند کی تلوارون سے جو تیز کاٹ والی ہے

تو آپ نہایت خوش ہوئے اور چادر مبارک انعام مین مرحمت فرمائی۔ سید محمد برزنجی مدنی نے اپنے کسی رسالہ مین لکھا ہے کہ کعب نے یہ شعر اسی طرح لکھا تھا۔ حضرت افصح الفصحا نے ارشاد فرمایا کہ "سیوف الهند" کو "سیوف اللہ" بنا لو۔ یہ اصلاح نہایت پسند کر کے کعب نے اوسی طرح بنا لیا۔ اور شعر کی سچائی اور بلاغت کو آسمان پر پہونچا دیا "سیوف الهند" سے "سیوف اللہ" نہایت اعلے ہے۔ یہ روایت مولوی غلام علی صاحب آزاد نے خزانۂ عامرہ مین نقل کی ہے۔ اور حضرت قدر بلگرامی نے اپنی کتاب عروض سخن مین لکھکر یہ تحریر فرمایا ہے کہ اصلاح لینا سنت ہے۔

فیضی و عرفی

شہنشاہ جلال الدین اکبر کے حکم سے جب فیضی نے مثنوی نل دمن لکھکر تمام کی اور دربار مین ایک مقررہ تاریخ پر سنانے کے لیے گئے تو تمام مشہور شعرائے دربار مثل عرفی و صایب نظیری وغیرہم کے موجود تھے۔

اکبر نے حکم دیا اور فیضی نے بموجب حکم عالی مثنوی کا پہلا شعر پڑھا۔ ؎

اے در تگ و پوے تو ز آغاز　　طاؤس نظر بلند پرواز

عرفی نے نہایت فراخدلی سے داد دیکر کہا کہ "فیضی خوش گفتی خوش گفتی" مگر طاؤس را چہ پرواز ازاین بام تا آن بام بگو "عنقاے نظر بلند پرواز"

سب اہل دربار نے عرفی کی اس اصلاح کو پسند کیا اور فیضی نے اُس کو بدل دیا۔

اس اصلاح میں دیکھنا یہ ہے کہ فیضی چونکہ خود آستادِ زمانہ اور نہایت قابل تھا۔ کیا اس سے یہ فروگذاشت ہوئی تھی، یا دراصل اُس نے بھی طاؤس کے لفظ مین کوئی بلاغت پوشیدہ رکھی تھی فیضی نے بھی نہایت عمدہ لفظ رکھا تھا۔ طاؤس سے اس قدر معنے نکلتے ہین جب آدمی ایک طرف نظر جماتا ہے تو مختلف اور رنگارنگ کے نقطے نظر آنے لگتے ہین اور نگاہ سراپا طاؤس بن جاتی ہے۔ آنکھ کی حالت جس کا نگاہ سے تعلق ہے خود ہی طاؤس کے پر کی طرح ہے۔ اس قدر مراعات تھین جو فیضی کے مدِنظر تھین۔ اس پر اصلاح دینا عرفی ہی کا کام تھا کہ اُسی کی برابر تمام خوبیان پیدا کر کے اُس نقص کو دور کردیا۔ جو فیضی کے رکھے ہوے لفظ مین موجود تھا۔ عنقا کی بلند پروازی اتنی خود بخود ثابت ہے کہ وہ گم ہے۔ یعنی اے خدا نظر تیری جستجو مین اتنی بلند اُڑی کہ خود عنقا ہوگئی۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہے

اسی طرح اُس جگہ پر جہان طبیب نل کی نبض دیکھنے گیا ہے اور نل نے نہایت غصے کے ساتھ اُس سے کہا ہے ... ؎

نل گفت کہ اے طبیب نادان	رنجم مفزاے بامدادان
ناخن چہ زنی رگِ جنون را	آگاہ نۂ تپِ درون را

جیسے ہی فیضی نے آخری شعر پڑھا جس کا پہلا مصرع یہ تھا "ناخن چہ زنی رگِ جنون را" تو عرفی نے کہا کہ "فیضی" از ناخن چہ کار آید۔ بگو کہ۔ ع "نشتر چہ زنی رگِ جنون را"

فیضی نے ناخن۔ صرف نبض کی مناسبت سے رکھا تھا۔ مگر رگِ جُنون نبض کو نہین کہہ سکتے نہ اُس مین وہ نشتریت ہے جو عرفی کی اصلاح مین ہے۔ لہٰذا وہ سقم بھی دور ہوگیا۔ شعر مین جوش اور زور بدستور قایم رہا۔ یہی اصلاحین مایۂ ناز ہوسکتی ہین۔

میر تقی۔ میر مرحوم

قبل اس کے کہ ہم میر صاحب قبلہ کی یہ اصلاحین مشاطۂ سخن مین درج کرین۔ اپنے محترم دوست مولانا محمد عبدالباری آسی کا دلی شکریہ ادا کرتے ہین کہ مولانائے موصوف نے خاص طور پر "نکات الشعرا" مصنفۂ میر مرحوم سے یہ نایاب و نادر اصلاحین انتخاب فرما کے میرے حوالے کین "مشاطۂ سخن" مین

نوٹ - یہ اصلاحین مولانا عبدالباری صاحب آسی شارح دیوان غالب نے مرحمت فرمائین - ۱۲

صرف کمی یہی تھی کہ دور اول کے اساتذہ کی اصلاحون سے اس کا دامن خالی تھا جس کی تحریک ہمارے برادر معظم جناب نفیس بنگلوری نے کی اور "مرقع" مین مرزا رفیع سودا کی اصلاحین لکھ دین اُن کے بعد حضرت آسی شارح دیوان غالب نے اس کمی کو بھی پورا کر کے مجھی پر نہین۔ بلکہ دنیائے ادب پر ایک عظیم احسان فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ ایسے ادب نواز دوستون کو رہتی دنیا تک زندہ وسلامت رکھے۔ این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد +

نجم الدین عرف شاہ مبارک ۔ نہین تارے بھرے ہین تنک کے نقط + اس قدر نسخۂ فلک ہے غلط +

اصلاح .... ۔ " " " " + کس " " "

میر صاحب مرحوم کہتے ہین کہ اگر بجائے "اس قدر" "کس قدر" می گفت شعر بآسمان می رسید"

اب اس اصلاح کو ارباب نظر غور سے ملاحظہ فرمائین۔ اور اس باکمال عدیم النظیر استاد کی روح کو فاتحہ سے ایصال ثواب پہونچائین۔ واقعی صرف ایک لفظ کی ترمیم سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے مل گیا۔

میان شرف الدین مضمون ۔ میرے پیغام کو تو اے قاصد کھیو سب سے اُسے جدا کر کے

اصلاح ۔ میرا پیغام وصل " " " " "

چونکہ مصرع ثانی مین "جدا کر کے" تھا۔ اس لیے یہ شعر میر صاحب نے اتفاقاً محمد حسن کلیم کے سامنے یون پڑھا

میرا پیغام وصل اے قاصد کھیو سب سے اُسے جدا کر کے

اب لفظ "جدا" کے لیے "وصل" کا تقابل۔ اے سبحان اللہ۔

مضمون ۔ مضمون تو شکر کر کہ ترا نام سُن رقیب غصے سے بھوت ہو گیا لیکن جلا تو ہے

اصلاح ۔ " " " " اسم " " " " " "

بجائے نام کے "اسم" کا معنی خیز لفظ رکھ دیا۔ دوسرا مصرع اسی لفظ کا محتاج تھا۔ سراج الدین خان آرزو نے میر صاحب کی اس اصلاح "ترا اسم سُن رقیب" کی بہت داد دی۔

مصطفےٰ خان۔ یکرنگ ۔ سچ کہے جو کوئی سو مارا جائے راستی ہیگی دار کی صورت

اصلاح ۔ حق " " " " " "

میر صاحب نے بجائے "سچ" کے "حق" کو پسند کیا اور اپنے قلم معجز رقم سے یہ الفاظ تحریر فرمائے کہ:-

"اعتقاد فقیر بجائے "سچ" حرف "حق" اولےٰ ست" اس ایک لفظ نے شعر مین واقعۂ منصور"

کی آنکھوں میں تصویر کھینچ دی۔ اصلاح نہیں اعجاز ہے
یکرنگ۔ ؎ اس کوت یوجھ سجن اوروں کی طرح مصطفے خان آشنا یکرنگ ہے۔
اصلاح ؎ مت تلون اس میں سمجھیں آپ سا " " " "
میر صاحب نے پہلے مصرع کی ترمیم کے بعد یہ الفاظ تحریر فرمائے کہ اگر شعر من می بود "این قسم موزون میدادم"، "مت تلون اس میں سمجھیں آپ سا"، اس اصلاح کو اسی دور کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیے اس دور میں سجن اور مت یہ الفاظ متروک ہیں۔
محمد شاکر ناجی ؎ دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم + لب صدف کے ترنہیں ہر چند ہے گوہر بیچ میں
اصلاح ؎ مت رکھے چشم کرم دولت سے اپنے خورد کے + " " " "
میر صاحب کہتے ہیں کہ سمجھدار سمجھ سکتے ہیں کہ "پہلا مصرع اس طرح چاہیے تھا۔ مت رکھے چشم کرم دولت سے اپنے خورد کے"، واقعی مصرعۂ ثانی اسی مصرع کا محتاج تھا۔
میر سجاد ؎ کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ یاں کوئی مرجا ستم سے ان کے تو کہتے ہیں حق ہوا +
اصلاح ؎ باطل " " " " " " " " "
میر صاحب کہتے ہیں "باطل باطل ضرور ہے مگر بجائے کافر کے باطل حق تھا"
اب حق و باطل کا تقابل ارباب نظر ملاحظہ فرمائیں۔
میر سجاد ؎ ہجر شیریں میں کیونکہ کاٹے گا کوہکن یہ پہاڑ سی راتیں
اصلاح ؎ کس طرح کوہکن یہ گذریں گی ہجر کی " " "
میر صاحب نے اپنی زبان میں یہ شعر کہدیا۔ اور لطف یہ کہ شعر کا مفہوم وہی رہا۔ ہم ان اصلاحوں کی کس زبان و قلم سے داد دیں۔
شیخ محمد حاتم ؎ ہائے بیدرد سے ملا کیوں تھا آگے آیا مرے کیا میرا
میر صاحب نازک طبع نازک مزاج تو فطرتاً واقع ہوئے تھے اور اس نازک مزاجی کا احساس خود میر صاحب کو بھی تھا۔ اسکی شہادت میں خود انھیں کا یہ مصرع کافی ہے۔ فرماتے ہیں ؎ ع ہے مخلوں میں نام مرا میر بیدماغ + محمد حاتم کے اس شعر کو جس میں صریحی ذم کا پہلو موجود ہے دیکھکر طنزاً یوں کہا کہ میں اگر کہتا تو اس شعر کو یوں کہتا ؎ مبتلا آتشک میں ہوں اب میں + آگے آیا مرے کیا میرا

حاتم ؎ دیکھو طور اس دور کا حاتم نے کی ترک شراب ۔ یاد کرکے سبزہ رویان کو وہ اب پیتا ہے بھنگ ؛
میر صاحب کہتے ہین کہ سبزہ رویان کے لفظ پر غور کرنا چاہیے اس لیے کہ مین نے نہین سنا۔
محمد حسین کلیم ؎ یقین کے شعرون پہ ہین بدگمان بعضے نہین انکے ۔ غلط ہے ہم نے بوجھا ہیگا مرزا جان جانان کو
یہ شعر ذرا قصہ طلب ہے - جناب یقین مرزا کے تلامذہ مین سے تھے اُن کی شاعری کے متعلق
اُن کے حریفون نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ یہ اپنے استاد سے شعر کہلوالیا کرتے ہین چنانچہ جناب کلیم
نے اُنھین کی صفائی مین یہ شعر کہا - میر کہتے ہین کہ " نام مرزا جان جان ہے - اور شاعر نے جان جانان
بسبب گفتگو ے عوام کے کہا یہ بُرا ہے انھون نے عوام کو مدنظر رکھا مگر ذکر اور بحث خواص سے ہے "
انعام اللہ خان یقین ؎ مجنون کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھکو ؛ کیا عیش کرگیا ہے ظالم دوانہ پن مین ؛
اصلاح ؎ " " خوش معاشی " " " " " " " "
میر نے "خوش نصیبی" کے بجاے "خوش معاشی" بناکر یہ تحریر فرمایا کہ اب شعر بہت عمدہ ہوگیا۔
محمد یار خاکسار ؎ خاکسار اُسکی تو آنکھون کے کہے مت لگیو ؛ مجھکو ان خانہ خرابون ہی نے بیمار کیا ؛
اصلاح ؎ " " " " " " " " نے گرفتار کیا ؛
خاکسار نے آنکھون کی رعایت سے "بیمار کیا" کہا مگر میر صاحب فرماتے ہین کہ جاننے والے جانتے
ہین کہ بجاے "بیمار کیا" گرفتار کیا - چاہیے -
لالہ ٹیک چند بہار ؎ تھی زلیخا مبتلا یوسف کی اور لیلےٰ کا قیس ؛ یہ عجب مظہر ہے جسکے مبتلا ہین مرد و زن ؛
اصلاح ؎ " " " " " " حسن کیا " " " "
میر صاحب کہتے ہین کہ میرے نزدیک "حسن کیا مظہر ہے" اچھا ہے اب اس سے شعر واضح ہوگیا۔
(ماخوذ از نکات الشعرا مصنفۂ میر)

ملک الشعرا مرزا رفیع سودا

قبل اسکے کہ ہم مرزا صاحب کی یہ اصلاحین "شاطۂ سخن" حصہ دوم مین درج کرین ہم اپنے برادر
مکرم جناب مولوی محمد یوسف صاحب نفیس بنگلوری کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ موصوف نے رسالۂ
"مرقع" لکھنؤ مین "مرزا رفیع سودا کی اصلاح" کے عنوان سے چند اصلاحین مرزا مرحوم کی درج کین
اور مجھے خواب غفلت سے جگایا - وہ تحریر فرماتے ہین کہ "تعجب ہے کہ یہ اصلاح مصنف مشاطۂ سخن

کی نگاہون سے کس طرح محفوظ ہین۔ شاطۂ سخن مین صرف دور سوم کے شعرا اور شعراے حال مصروف مشاطگی نظر آتے ہین۔ اور مرزا سودا دورِ دوم کے باکمال شعرا مین سے ہین"
ہمارے اخی معظم مین ہدایت فرماتے ہوے طعنہ زن بھی ہین۔ مگر ہم خوش ہین کہ پہلے حصے مین اگر ہماری نگاہ انتخاب چوک گئی تو دوسرے حصے مین سہی۔ بات یہ تھی کہ ہم نے میر و سودا کی اصلاحون کی اس خیال سے کوشش نہین کی کہ ان کی اصلاحون کا ملنا دشوار ہی نہین بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ان باکمال اساتذہ کے دور کو اتنا زمانہ گذرا کہ اُس وقت کے انسان تو کیا زاغ و زغن بھی شاید ہی زندہ ہون۔ مین نے اصلاحون کے جمع کرنے مین کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ ایک شعر پر بھی کسی استاد کی اصلاح سن پائی۔ تو جس کے پاس وہ اصلاح ہوئی اُس کے آستانے کی مٹی تک چاٹ کے رکھدی۔ اور خوشامد برآمد سے جس طرح ممکن ہو سکا اصلاح حاصل کرلی قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہے۔ نو۹ سال کامل کی دریوزہ گری مین دوسرے حصے کی کتابی صورت نظر آئی ؎

یون لائے وان سے ہم دل صد پارہ ڈھونڈہ کر   پایا پڑا جہان کوئی ٹکڑا اُٹھا لیا

اب مرزا صاحب کی اصلاحین جنابِ مولوی قیام الدین قائم چاند پوری کی مثنوی "درویش و عروس" پر ملاحظہ ہون۔   مؤلف

قایم ؎   الٰہی شعلہ زن کر آتش دل   تپ دل دے بقدر خواہش دل
" ؎   ہے تا پر شور چشم گریہ آلود   لب زخم جگر کو رکھ نمک سود
اصلاح ؎   ہو شور انگیز " " " " "

پہلا شعر سلسلۂ کلام کے لیے اس جگہ لکھا گیا مگر دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین "ہے تا پر شور" کے بجاے "ہو شور انگیز" کا ٹکڑا اُستاد نے بنا کر شعر کو اور فصیح کر دیا۔

قایم ؎   کرامت کر وہ عشق آتش انگیز   بنے ہر استخوان میرے سے گل ریز
اصلاح ؎   " " "   کہ تا ہر استخوان میرا ہو " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "ہر استخوان میرے سے" کے یہ بنایا کہ "کہ تا ہر استخوان میرا ہو" جس زمانہ کی یہ اصلاح ہے اُس دور مین "میرے سے" یہ ترکیب جایز سمجھی جاتی تھی مگر مرزا نے اُس وقت بھی اس ترکیب کو مخل فصاحت سمجھ کر دوسرے مصرع کو بنایا۔ اور خوب بنایا۔

قایم ؎ زخون دیدگان تر کر گلو کو نیابت دے سنان کی مو بمو کو
اصلاح ؎ زموج اشک دے خنجر " " " " "

"زخون دیدگان ترکر" کی جگہ "زموج اشک دے خنجر" کا ٹکڑا اُستاد نے بنا دیا۔ گلو کے لیے خنجر ہی کی ضرورت تھی۔ اور پھر "زخون دیدگان" "زموج اشک" کے سامنے پانی پانی ہے۔ عمدہ اصلاح ہے۔

قایم ؎ ہے دم ماہی کا جس صورت سے پانی اسی سے ہے ہر اک کی زندگانی
اصلاح ؎ دم ماہی ہے " " " " " "

اس اصلاح سے تعقید لفظی دور ہو گئی اور شعر مین روانی پیدا ہو گئی۔

قائم ؎ فضولی ہے اب آگے حرف گفتار نمون یک مشت ہے از خیدحسہ وار
اصلاح ؎ " " " کہ یک مشت نمون بس ہے زخروار

دوسرے مصرع کو اس حسن سے ترمیم کیا کہ سب عیوب دور ہو گئے اور مفہوم وہی رہا۔

قائم ؎ نہ ہوتا دہ اگر زینت دہِ خاک بلا گردان خاک ہوتے نہ افلاک
اصلاح ؎ " " " تصدق خاک کے ہوتے نہ " "

قایم کے مصرعہ ثانی مین ایک سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ تقطیع سے "ہ" گرتی تھی سودا نے "ہ" کا گرنا غلط سمجھ کر یہ مصرع ترمیم کر دیا۔ "تصدق خاک کے ہوتے نہ افلاک"

قایم ؎ بس اب بہتر ہے اس جا گہ خموشی ہوتا عجز سخن کی عیب پوشی
اصلاح " " " " کہ ہو " "

مرزا نے "ہوتا" کی جگہ "کہ ہو" بنا کر شعر کو اور لطیف کر دیا۔

قایم ؎ کہ چپ رہنا جو واقع مین بجا ہے کلام غیر موقع سے بھلا ہے
اصلاح ؎ سکوت برمحل ہے دل کی تفریح سخن پر اس کو سو درجہ ہے ترجیح

مرزا نے شعر کو قلمزد کر کے دوسرا شعر لکھ دیا جس کا مفہوم وہی رہا جو قایم کے شعر کا تھا

قائم ؎ الا اے چارہ ساز بادہ نوشان زبان گویا کن مست خموشان
اصلاح ؎ " " " " خاک پے " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے مست کے "خاک" بناکر شعر مین ترقی کر دی۔

قایم ؎ وہ مے دے جائے جس سے دل کی کلفت ؛ کہون مین داستانِ جذب الفت

اصلاح ؎ مری اس خاک سے دھونے کی کلفت ؛ " " "

"مرقع" مین سودا کا اصلاحی مصرع یہی شائع ہوا ہے اور اس پر یہ نوٹ بھی درج ہے۔" اس اصلاح سے سلاست اور روانی پیدا ہوگئی قائم کا مصرع اُلجھا ہوا تھا۔ مگر میرا خیال ہے کہ اصلاحی مصرع وہی ہے جو قایم کے نام سے درج ہے۔ اور قایم کا الجھا ہوا مصرع وہ ہے جو اصلاح کے تحت مین لکھا گیا ہے اہل نظر خود فیصلہ کر لین گے۔

قایم ؎ غرض سایہ کا جو لکہ کہ تھا وان ؛ کشان تھا سو طرف سے دامنِ جان

اصلاح ؎ غرض سایہ کو وان کے سو سلاسل ؛ کشان تھے سو طرف سے دامنِ دل

سودا نے اس شعر کو اپنے لفظون مین کس خوبی سے ادا کر دیا۔ اس شعر مین درخت کے سایہ کو سلاسل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

قایم ؎ مسافر جو کوئی اُس راہ آتا ؛ وہ دل سے یاد منزل کی بھلاتا

اصلاح ؎ " " " " " " بھول جاتا

دوسرے مصرع مین "کی بھلاتا" کے بجاے استاد نے بھول جاتا بنایا قایم نے کہا تھا "وہ دل سے یاد منزل کی بھلاتا" سودا نے یہ معنی پیدا کر دیے کہ از خود بھول جاتا۔ اس کے سوا پہلا قافیہ آتا اور اس کے مقابلے مین جاتا حسن سے خالی نہین ۔"

قائم ؎ نہ جانے تھی نگہ یا تیر تاتار ؛ کہ اس تحریک مین دل سے ہوئی پار

اصلاح ؎ " " " ؛ کہ بے تحریک وہ دل سے " "

سودا کو تحریک نگاہ بے موقع معلوم ہوئی اس لیے مصرعۂ ثانی مین "بے تحریک وہ" بنا دیا یعنی نگاہ نے آنکھ سے دل تک حرکت نہین کی اور پھر پار ہوگئی "۔ کتنی نازک اصلاح ہے

قائم ؎ چنانچہ واقف راز نہانی ؛ کرے ہے اس طرح آفت بیانی

اصلاح ؎ " " " " " " گوہر فشانی

سودا نے "آفت بیانی" کے بجاے "گوہر فشانی" بنا کر شعر کو لطیف کر دیا۔

قائم سے ہوا اس سے ساعد چرخ کجباز لی ان نے ہاتھ مین وہ ساعد ناز

اصلاح سے ہوا گر دون دون اُس سے مساعد لی اپنے ہاتھ مین ان نے وہ ساعد

مرزا نے دیکھا کہ دونون مصرعون مین مساعد و ساعد قافیے موجود ہین پھر کجباز و ناز کی کیا ضرورت ہے

قایم سے کہ جب وہ ناز مین گھر بیچ آئی دی جان ہر اک کو اُس نے رونمائی

اصلاح سے " " " دیا ہر ایک نے جی رونمائی

سودا نے مصرعہ ثانی کی بندش صاف کر دی۔ اب "دی" کی 'ی' نہین گرتی اور 'اک' سے 'ایک' فصیح معلوم ہوتا ہے۔

قایم سے نچھاور کے لیے پھینکے یہ سب در کہ صحن خانہ گوہر سے ہوا پُر

اصلاح سے کیے سب نے نچھاور اس قدر دُر " "

"وجہ اصلاح یہ معلوم ہوتی ہے کہ قایم نے "یہ" اس قدر کے معنے پر صرف کیا ہے" اس اصلاح سے شعر صاف ہو گیا

قایم سے دماغ اپنا جلاتے تھے زن و مرد یہ صد چندان ہر اک لحظہ تھا وہ درد

اصلاح سے " " " ولے افزود تھا ہر لحظہ وہ درد

قائم کا دوسرا مصرع بہت الجھا ہوا تھا۔ اس لیے ترمیم کیا گیا۔

قائم سے وہ گوہر جسکے رشتے سے ہر اک یان گہر کی طرح تھا بر خویش نازان

اصلاح سے " " " بخود بالیدہ تھا مانند مرجان

مرزا کو دوسرے مصرع کی ترکیب پسند نہ آئی اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔

قایم سے نہ جانے کیا کی اس کافر نے تدبیر کیا کیا دو بچن مین اس کو تسخیر

اصلاح سے " " " " " سخن " "

سودا نے بجائے "بچن" کے "سخن" بنا دیا۔ "بچن" اس موقع پر بے محل تھا۔

قایم سے چلی القصہ جب وان سے سواری ہوئی دونی وہ اُس کی بے قراری

اصلاح سے غرض جب وان سے چل نکلی سواری " "

اس اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

قائم سے کبھی جیسے ہین دلجوئی کے معمول یہ باتون مین اُسے رکھتی تھی مشغول

اصلاح نے یہ نحوی نقص ، دستان معقول   کبھی رکھتی تھی اُس وحشی کو مشغول
قایم کے بہم دونوں مصرعوں میں ربط قائم نہ تھا۔ اس لیے دونوں مصرعے ترمیم کیے گئے۔
قایم سے غرض گلشن کے اس تکیہ کے اطراف   جو ہے سینے سے مہرویوں کے کچھ صاف
اصلاح سے غرض ان کے خیابان کے ہر اطراف   ″   ″
قایم کے پہلے مصرع میں گنجلک تھی۔ اس اصلاح سے صفائی پیدا ہوگئی۔
قایم سے قدح کو آتش تر لے کے بھر تو   طراوت دے گل باغ جگر کو
اصلاح سے ″ ″ ″ ″ ″ ″ داغ ″ ″
سودا نے بجائے "باغ" کے "داغ" بنا دیا۔ کیونکہ داغ جگر کو گل ہی سے مشابہت ہوسکتی ہے۔"
قایم سے پکڑتے تھے اُسے ہر چند احباب   یہ نکلی جاتی تھی یہ ہاتھوں سے جوں آب
اصلاح سے ″ ″ ″ ″   یہ نکلی جاتی تھی ہاتھوں سے جوں آب
مصرعۂ ثانی میں "نکلی جاتی" اُس دور میں بھی خلاف محاورہ تھا۔ اور جب پہلے مصرع میں "اُسے"
موجود تھا تو دوسرے مصرع میں "یہ" زاید تھا۔ انھیں عیوب پر نظر کرکے مرزا نے دوسرا مصرع ترمیم کیا۔
قایم سے غرض سمجھا کے ان کو چار و ناچار   کہا ہر اک نے اب ہے صبر درکار
اصلاح ″ ″ ″   کہا ہر ایک نے ہے صبر درکار
مصرعۂ ثانی میں لفظ "اب" کا نکالنا مقصود تھا جو بلا ضرورت تھا۔ اس لیے مصرع میں ایک ہلکی سی ترمیم
کی گئی۔   از مرقع، بابت ماہ فروری ۱۹۲۷ء

شیخ غلام ہمدانی ۔ مصحفی

اسیر سے میں وہ بلبل ہوں میرے واسطے ایسی زمیں پکڑی   کہ تودہ بن گیا صیاد دیوار گلستان کا
اصلاح سے ″ ″ ″ میری گھات میں ″ ″ ″ کہ پشتہ ″ ″ ″
پہلے مصرع میں ہمہ دان استاد نے بجائے "میرے واسطے" "میری گھات میں" بنا کر مصرع کو بلند سے بلند تر
نوٹ ۔ میر و مرزا کی اصلاحیں رسالہ "اردو" اورنگ آباد دکن میں مسودہ بھیجنے کے بعد دستیاب ہوئیں جنکی
ایک نقل رسالۂ مذکور میں بعد اشاعتِ رسالۂ ماہ اپریل بھیجی گئی ۔ غالباً جولائی نمبر میں وہ شایع ہوگی ۔ اور
یہاں کتاب کے شروع میں درج کی جاتی ہے۔   مؤلف

کردیا کیونکہ یہ محل گھات ہی کا تھا۔ دوسرے مصرع مین بجاے (تودہ) کے (پشتہ) بنایا جس سے زمین شعر کا پایہ آسمان پر پہونچ گیا۔ ایسی استادانہ اصلاح دی جس کی جس قدر داد دی جاے کم ہے۔

اسیر ؎ نہر اشکون کی شب ہجر مین جاری رکھنا آبرو دیدۂ تر آج ہماری رکھنا

اصلاح ؎ " " " سوا بحر سے " " " " "

پہلے مصرع مین "شب ہجر مین" یہ الفاظ قلم زد کرکے "سوا بحر سے" استاد کامل نے بنایا اب دیدۂ تر کا تقابل بحر سے ہوگیا اور شعر مین پہلے سے کس قدر ترقی ہوگئی۔

اسیر ؎ دخل اغیار کا اب صحن گلستان مین نہین یاؤن کچھ سوچ کے اے باد بہاری رکھنا

اصلاح ؎ " " نہین بزم گل و بلبل مین " " " " " "

پہلے مصرع مین "کا اب صحن گلستان مین نہین" یہ ٹکڑا قلم زد فرماکے "نہین بزم گل و بلبل مین" بناکر شعر کو درست فرمایا صحن گلستان کو بزم گل و بلبل کہنا ایسے ہی باکمال استاد کا کام ہے۔

اسیر ؎ جدائی کوے جانان کی ہوئی وجہ الم ہم کو فراق باغ جنت کس قدر تھا شاق آدم کو

اصلاح ؎ " " " رُلاتی ہے بجا ہم کو " " " " "

پہلے مصرع مین "ہوئی وجہ الم" کے بجاے "رُلاتی ہے بجا" بنایا حالانکہ اسیر مرحوم کا مصرع بھی معناً صحیح تھا مگر اصلاح سے ترقی ہوگئی اور مطلع کی شان ہی اور ہوگئی۔ عام قاعدہ ہے کہ کثرت رنج والم مین انسان کی آنکھون سے آنسو بے ساختہ جاری ہوجاتے ہین۔

اسیر ؎ وہ مجرم ہین کہ آتش مین خدا ڈالے اگر ہم کو ہواے باغ جنت شعلہ ور کردے جہنم کو

اصلاح ؎ " " " " " " " " اور بھڑکا دے " "

مصرعۂ ثانی مین "شعلہ ور کردے" کو قلم زد فرماکے "اور بھڑکا دے" بنا دیا۔ حالانکہ "شعلہ ور" کے بھی یہی معنے تھے مگر "اور بھڑکادے" کے ٹکڑے نے شعر مین نہ صرف ور گرمی پیدا کردی بلکہ زبان کے لحاظ سے بھی حسن پیدا ہوگیا۔

آتش ؎ گل سے خوش رنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا آتش عشق نے کیا خوب چمن مجھکو دیا

اصلاح ؎ " " " " " " " " بے خار " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "کیا خوب" کے استاد نے "بے خار" کا لفظ بناکر مطلع مین مراعاۃ النظیر کی

صنعت پیدا کر دی۔ سبحان اللہ اصلاح اسی کا نام ہے۔

آتش سے عاشقِ مردہ ہے یارب کہ چراغ مردہ   نہ تو رویا کوئی مجکو نہ کفن مجسکو دیا
اصلاح سے " " شاید کہ " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "یارب" کے "شاید" بنا کر اس شبہہ کو قوی کر دیا جس کا اظہار مصرعۂ اولے مین کیا گیا تھا۔

آتش سے دیکھے اک بوسۂ خالِ لبِ شیرین اپنا   تو نے سو نافۂ آہوے ختن مجسکو دیا
اصلاح سے " " " " " اے دوست " " " " " "

مصرع اولے مین بجاے "اپنا" کے "اے دوست" بنایا جس سے شعر مین ترقی ہی نہین ہوئی بلکہ مصرعۂ ثانی کا زور اور بڑھ گیا۔ بندش چست ہو گئی۔

آتش سے بندہ نواز تجھ سا کوئی دوسرا نہین   رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
اصلاح سے عاجز نواز " " " " " " " "

استاد نے پہلے مصرع مین بجاے "بندہ" کے "عاجز" بنا کر مصرع ثانی کا ثبوت قوی کر دیا۔

آتش سے غبارِ راہ ہو کر چشمِ انسان مین محل پایا   نہال خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا
اصلاح سے " " " " مردم " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "انسان" کے "مردم" بنایا جس سے مطلع مین معنوی خوبیان بڑھ گئین۔ واقعی چشم کے لیے مردم ہی کی ضرورت تھی۔

آتش سے خلل انداز کوئی حسن عمل مین ہوتا   شیشہ اک روز تو قاضی کی بغل مین ہوتا
اصلاح سے اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا   " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "خلل انداز کوئی" کے "اے فلک کچھ تو اثر" بنایا جس سے مطلع کی شان ہی اور ہو گئی۔ آتش مرحوم نے تو شیشے کو خلل انداز حسن عمل بنانا چاہا تھا، مگر استاد کامل نے فلک کو مخاطب کر کے دادِ حسن عمل چاہی۔ اس اصلاح سے مطلع مین زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔

آتش سے کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا   نیچی نظرون نے دکھایا مجھے اعجاز اپنا
اصلاح سے " " " " "   لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

مصرع ثانی مین "نیچی نظرون نے دکھایا" کے بجاے "لب جان بخش دکھایا کیے" بنایا واقعی اعجاز کے لیے لب جان بخش ہی کی ضرورت تھی اصلاح سے دونو مصرعے برابر کے ہوگئے اور لطف زبان پیدا ہوگیا

آتش ہے سنا کرتے تھے ہم کہ پہلو مین دل ہے جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

اصلاح سے بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل ہے جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

پہلے مصرع مین جو ترمیم کی گئی اس سے اس شعر کا وہ مرتبہ بڑھا کہ ضرب المثل ہوگیا اور آج ایک زمانے کی زبان پر ہے۔ اصلاح ایسی تو ہو کہ شعر مقبول جہان ہو جائے۔

خواجہ حیدر علی۔آتش

میر وزیر علی صبا سے عشق بازی کا جو سودا ہوگیا آپ مین اپنا تماشا ہوگیا

اصلاح سے خود پرستی کا جو سودا ہوگیا " " " "

پہلے مصرع مین "عشق بازی" کے بجاے "خود پرستی" بنا کر دوسرے مصرعے کے مضمون کو قوی کر دیا۔

صبا سے داغ غم دل سے سویدا ہوگیا غیرتِ خورشید ذرہ ہوگیا

اصلاح سے " " " " مشرقِ خورشید " " "

مصرع ثانی مین بجائے "غیرت خورشید" کے "مشرق خورشید" بنایا جس سے مطلع مطلع آفتاب ہوگیا چونکہ آفتاب مشرق سے طلوع ہوتا ہے اس لیے اس موقع پر مشرق خورشید ہی نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

صبا سے دور دورا جو یون ہی تیغ جفا کا ہوگا یہ تو کہیے کوئی مرجاے گا تو کیا ہوگا

اصلاح سے وار ہر دم " " " " " " "

بجاے "دور دورا" کے پہلے مصرع مین استاد نے "وار ہر دم" بنایا۔ تلوار کی مناسبت سے وار ہی کا لفظ خوب ہے۔

صبا سے بیٹھا ہے ہڈیون پہ مری شیر کی طرح دیکھے کوئی ذرا سگ دلدار کا مزاج

اصلاح سے بپھرا ہے " " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "بیٹھا ہے ہڈیون پہ" "بپھرا ہے ہڈیون پہ" خوب بنایا۔ شیر کے لیے

نوٹ۔ یہ اصلاحین جناب خواجہ عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی نے مرحمت فرمائین۔

اس محل پر بیم ناہی خوب ہے۔ واقعی استادانہ اصلاح ہے۔

صبا ۔ موسی ہیں طور پر تو مسیح آسمان پر ۔۔۔ دونوں ڈھٹی دیے ہیں ترے آستان پر

اصلاح ۔ موسی نہ طور پر نہ مسیح آسمان پر ۔۔۔ ” ” ” ”

اس اصلاح میں استاد کامل نے دونوں جگہ ” نہ “ کا لفظ بنا کر کمال استادی دکھایا ہے۔ ایسی نازک اصلاح دی کہ جس کا لطف نکتہ سنج طبیعتیں دل ہی دل میں اُٹھائیں گی۔ گو صبا مرحوم کا مصرعۂ اولیٰ اپنی جگہ پر خود معنی خیز تھا مگر حضرت آتش کی اصلاح سے مطلع کی شان ہی اور ہو گئی۔ اور معنوی ترقی کی تو حد ہی نہ رہی۔ ایسی بے نظیر اصلاح ہے کہ جس کی بدولت یہ لاجواب مطلع آج سخن سنجوں کی زبانوں پر ہے۔

ہمارے محترم دوست نواب محمد اصغر علی عرف لڈن صاحب نے خواجہ آتش مرحوم کی ایک معرکۃ الآرا اصلاح کا ذکر فرمایا۔ نواب صاحب موصوف سے سید علی حیدر دل تعلقدار جرول کے توسل سے ملاقات ہوئی تھوڑی ہی دیر کی ملاقات میں نواب صاحب کے سلیم المذاق ہونے کا سکہ میرے دل پر بیٹھ گیا۔ وہ اس اصلاح کے ساتھ ایک دلچسپ واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ جب خواجہ صاحب مرحوم مشغلۂ شعر و سخن کو بالکل ترک فرما چکے تھے، نہ خود شعر کہتے نہ شاگردوں کو اصلاح دیتے تھے۔ لکھنؤ کے ایک صاحب کمال شاعر جن کو اپنی قابلیت پر ناز تھا اور جن کو یہ دعوے تھا کہ میرے کلام پر کوئی حرف نہیں رکھ سکتا۔ ایک ان کا ذکر ہے کہ اسی سلسلۂ شعر و سخن میں اُنھیں کے ہم پلہ اُنکے دوست تھے ان سے کسی شعر پر بحث چھڑ گئی۔ اول الذکر نے یہ کہا کہ اب میرے کلام پر کوئی حرف رکھنے والا لکھنؤ میں نہیں ہے۔ ان کے دوست نے جواب دیا کہ بھائی ابھی تو خواجہ آتش زندہ ہیں۔ اگر حوصلہ ہو تو اپنا کلام بغرض اصلاح خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کرو دیکھو اصلاح ہوتی ہے یا نہیں۔ غرضکہ دونوں حضرات خواجہ صاحب کے خلوتکدہ پر حاضر ہوے۔ کواڑ بند تھے۔ دو چار آوازیں دیں مگر صدائے نہ برخاست۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اب سواے ایک بڑھیا کے جو خواجہ صاحب کو کھانا کھلانے آتی ہے اور کوئی اندر جانے نہیں پاتا وہاں سے یہ حضرات اُس بڑھیا کے گھر پر پہونچے جو خواجہ صاحب کے مکان کے قریب ہی رہتی تھی بڑھیا کو دو اشرفیاں نذر دیں اور یہ کہا کہ خواجہ صاحب سے کسی طریقہ سے اصلاح دینے کی سفارش کر دے۔ یہ دو اشرفیاں پا کر خوش ہو گئی اور فوراً آکر کواڑ کھڑکھڑائے خواجہ صاحب نے بڑھیا کی

آہٹ پاکر کواڑ کھول دیے۔ اس نے پہلے تو گڑگڑہ تازہ کیا۔ چلم بھر کے خواجہ صاحب کے سامنے گڑگڑا رکھدیا۔ پھر کہا کہ دو شریف زادے آپ سے ملنا چاہتے ہین، پوچھا کس غرض سے، بڑھیا نے کہا کہ وہ اصلاح لینے آئے ہین۔ خواجہ صاحب نے پہلے تو بہت انکار کیا مگر وہ بڑھیا بھی ایک بلائے بے درماں تھی اور خواجہ صاحب کی خدمت مین گستاخ بھی بہت، کہنے لگی کہ چاہے کچھ ہو۔ آج تو آپ کو اصلاح دینی پڑیگی۔ بے حد اصرار کے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا بلاؤ۔ یہ حکم پاتے ہی باہر آئی اور ان حضرات سے کہا اندر آیئے۔ یہ دونون بزرگ خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بوریے کے ایک کنارے ادب سے تسلیم کر کے بیٹھ گئے۔ پہلے تو ان دونون صاحبون نے اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا کہ باریابی کی اجازت ملی پھر ایک مطلع بغرض اصلاح پیش کیا۔ فرمایا پڑھو۔ انھون نے نہایت فخر کے ساتھ یہ مطلع پڑھا ؎ بات مین فرق نہ آنے دیجے   جان جاتی ہے تو جانے دیجے

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بہت اچھا ہے اصلاح کی ضرورت نہین۔ مگر دوسرے صاحب بول اُٹھے کہ میری آرزو یہ ہے کہ حضور اس مطلع مین کوئی لفظ رکھدین۔ جب بے حد اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اچھا پھر پڑھو۔ دوبارہ جب یہ مطلع پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اسے یون بنا لو :۔

؎ آن مین حرف نہ آنے دیجے   جان جاتی ہے تو جانے دیجے

اللہ اللہ خواجہ صاحب نے یہ اصلاح دی یا اپنا کمال فن اور شان اُستادی دکھا دی۔ آن مین حرف نہ آنے دیجے اور جب حرف آگیا تو جان گئی۔ مجھے ڈھونڈے سے بھی وہ الفاظ نہین ملتے کہ جن الفاظ مین خواجہ صاحب کے اس کمال کی داد دی جائے۔ صبا مرحوم نے بہت صحیح فرمایا ہے :۔

بیت ہستی کے صبا ہو گئے معنے روشن   خواجہ آتش سا زمانے مین جو استاد آیا

افسوس ایسا باکمال اور ماہر فن اُستاد جس کا ایک ایک حرف قابل سند ہو جس کی سحر بیانی کا سکہ دنیائے شاعری مین ہر ایک کے دل پر بیٹھا ہو جس نے ایشیائی شاعری کو زمین سے آسمان پر پہونچایا ہو اُس کے احسانات تو ہم فراموش کر دین اور اُسکو برے الفاظ سے یاد کر کے اُسکی روح کو صدمہ پہونچائین

شیخ امام بخش۔ ناسخ

خواجہ وزیر۔ وزیر ؎ آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا   مہتاب کے قرین ہو طلوع آفتاب کا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃   مہتاب کے ہو ساتھ 〃 〃

مصرع ثانی مین بجاے "مہتاب کے قرین ہو" کے "مہتاب کے ہو ساتھ" بنا کر مطلع مین چار چاند لگا دیے
وزیر سے منظور ہے کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش رکھون نہ کوئی باغ مین کانٹا گلاب کا
اصلاح سے " " " " " توڑون عوض مین پھول کے " " "
مصرع ثانی مین بجاے اس کے "رکھون نہ باغ مین کوئی" کے "توڑون عوض مین پھول کے" بنا کر شعر کو اور رنگین کر دیا - استاد کامل نے کانٹے کی رعایت سے پھول کا لفظ بھی بڑھا دیا - اور توڑون" کا لفظ پھول اور کانٹے دونون مین شترک رہا - استادانہ اصلاح دی -

وزیر - سے زاہد حرام ہے کہ بتائے گا تو اگر جنت مین چھین لون گا پیالہ شراب کا
اصلاح سے زاہد حرام ہے کو نہ کہنا وگرنہ مین " " " " "
پہلے مصرع مین جو ترمیم کی گئی اُس سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی -

وزیر سے شکر ہے اب تک زمین سنت کش گردون ہوا خاک سے پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا
اصلاح سے مر گیا لیکن " " " " " " " " " "
اس اصلاح سے مصرعۂ اولی مین زور پیدا ہو گیا - شکر ہے اب تک' یہ ٹکڑا براے بیت تھا -

وزیر سے ناز سے آیا سر مرقد وہ رشک آفتاب گنبد مدفن بھی میرا گنبد گردون ہوا
اصلاح سے فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب " " " " " " "
اصلاح سے معشوق کے آنے کی غایت ثابت کر دی گئی - اور جب وہ بہر فاتحہ آیا تو گنبد مدفن گنبد گردون ہو گیا - اور جب مصرعۂ ثانی مین گنبد مدفن موجود ہے تو مصرعۂ اولے مین سر مرقد کی ضرورت نہ تھی -

وزیر سے چلا ہے او دلِ راحت طلب کیون شادمان ہو کر زمین کوئے جانان رنج دیگی آسمان ہو کر
اصلاح سے " " " " کیا " " " " " " "
یہ مطلع خواجہ وزیر کے مشہور مطلعون مین ہے مگر استاد نے پہلے مصرع مین بجاے "کیون" کے "کیا" بنا دیا اس کیا نے کیا کیا معنے مطلع مین پیدا کر دیے - سبحان اللہ کیا بے نظیر اصلاح دی - اس زمین مین اکثر اساتذہ نے غزلین کہین اور "آسمان" کے قافیے مین بہت زور لگائے مگر اس مطلع کا جواب نہ ہو سکا اس قافیے مین ایک شعر میر کا بھی ہے جسے اکثر سخن سنج حضرات نے پسند فرمایا - جی چاہتا ہے کہ ناظرین

"شاطۂ سخن" کے سامنے بھی پیش کر دون۔ شعر ملاحظہ ہو ؎

ترے بیمار پر یہ رات بھاری کیون نہ ہو جاتی ۔ شب فرقت مین تارے ٹوٹتے ہین آسمان ہو کر
وزیر ؎ اسی باعث تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے ۔ اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر
اصلاح ؎ ,,خاطر،، ,, ,, ,, ,, ,, ,, ,, ,,

یہ بھی شعر وزیر کا زبانون پر ہے۔ پہلے مصرع مین بجائے 'باعث' کے 'خاطر' بنایا۔ اس اصلاح کی تعریف کیا ہو سکتی ہے ارباب نظر کے دل سے پوچھیے یہان 'خاطر' خوب ہے، حالانکہ باعث کے بھی وہی معنے ہین جو خاطر کے، مگر استاد کو یہی لفظ خاطر پسند ہوا۔

وزیر ؎ موے ہم رشک کے مارے کیا غیرون کو قتل اس نے ÷ اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
اصلاح ؎ کیا غیرون کو قتل اس نے موے ہم رشک کے مارے ÷ ,, ,, ,, ,, ,,

پہلے مصرع مین جو الفاظ مین الٹ پھیر کی گئی۔ اس سے شعر مین سلاست وروانی پیدا ہو گئی اور تعقید کا عیب بھی مٹ گیا۔ ترتیب معنے بھی درست ہو گئی۔

وزیر ؎ غضب ہے جھک کے ملتے ہو اور اس پر قتل کرتے ہو ۔ ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر
اصلاح ؎ ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو ,, ,, ,, ,, ,,

پہلا مصرعہ وزیر مرحوم کا بہت ہلکا تھا اصلاح سے اس شعر کا لنگر بڑھ گیا۔ اور اس اصلاح سے کمان کا قافیہ لاجواب ہو گیا۔ مگر داب فصاحت جنگ حضرت جلیل نے اسی قافیے مین یہ شعر خوب کہا ہے میرے خیال ناقص مین وزیر مرحوم کے شعر سے یہ شعر کسی طرح کم نہین بلکہ واقعات کے اعتبار سے تو یہ شعر اس سے بدرجہا بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہین ؎

بڑھاپا چرخ کا تیری جوانی دونون قاتل ہین ۔ ستمگر تو بنا ہے تیر ہو کر وہ کمان ہو کر

وزیر ؎ بہت کہنا تھا لیکن ضعف سے یان لب نہین ہلتے ۔ سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر
اصلاح ۔ کہا جو اس نے چاہا۔ ضعف سے یان لب نہین ہلتے ,, ,, ,, ,,

اصلاح سے شعر مین سلاست وروانی پیدا ہو گئی۔ دوسرا مصرع اسی مصرع کا محتاج تھا۔

وزیر ؎ مجھکو جس وقت گیا چھوڑ کے بسمل قاتل ۔ دہن زخم پکارا کیا قاتل قاتل
اصلاح ؎ نہ کیا ذبح ,, ,, ,, ,, ,, ,, ,,

یہ مطلع بھی وزیر مرحوم کا زبانون پر ہے - پہلے مصرع مین بجاے "مجھکو جس وقت" کے "نہ کیا ذبح" شیخ صاحب نے بنایا - واقعی عجب اصلاح دی جس سے یہ مصرع آپ ہی اپنا جواب ہوگیا - اس موقع پر مجھے اپنا مطلع یاد آگیا جو ایک رئیس کی فرمایش سے فی البدیہہ عرض کیا تھا، مین نے یون کہا تھا ؎

آئینہ دیکھ رہا ہے سر محفل قاتل　　مجھکو ڈر ہے کہین لڑجائین نہ قاتل قاتل

حضرت ریاض نے یون بنایا ؎

آئینہ ہے کہ ہے قاتل کے مقابل قاتل　　مجھکو ڈر " " " " "

اب اہل نظر وزیر مرحوم کے اس مشہور مطلع سے تقابل کرکے جو چاہین فیصلہ کرین

وزیر ؎ رکھ نہ دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری　　رقص بسمل ہی کے قابل ہے یہ محفل قاتل+

اصلاح ؎ پھیر دے " " " " " " " "

چھری رکھنے سے پھیرنے مین زیادہ مزہ ہے اور اس کا لطف عشاق کے دل سے پوچھیے -

وزیر ؎ گل کھلائے ہین تری تیغ نے ایسے ایسے　　آشیانون سے نکل آئے عنادل قاتل

اصلاح ؎ کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا " " " "

پہلا مصرع وزیر کا بھی خوب تھا - گر استاد کا مصرع استادانہ ہے "جوہر کا چمن دکھلایا" اس ٹکڑے کا کیا کہنا تیغ کی مناسبت سے جوہر کا لفظ خوب آبدار ہے اور پھر چمن مین گل بوٹے سب آگئے - کیا خوب اصلاح دی -

وزیر ؎ آدب کی جا ہے بت سنگ آستانۂ عشق　　چلون گا پاؤن نگہ بن کے سوے خانۂ عشق

اصلاح ؎ خدا نما ہے " " " " " " "

بت کی رعایت سے بجاے "ادب کی جا ہے" "خدا نما" بنایا - عشق مجازی سے عشق حقیقی کا رستہ دکھایا

بحر لکھنوی ؎ پھول کانٹے ہوگئے خط آگیا رخسار پر　　خار و خس پتی چمن سے حسن جانان لیچلا عہ

اصلاح ؎ " " " رونق گلزار عارض " "

اللہ اللہ مصرع ثانی اتنا بے نظیر بنایا کہ شعر یوسف ثانی بن گیا "رونق گلزار عارض" کی بہار تو حسین تھی ہی اس پر طرہ یہ کہ "حسن جانان لے چلا"، کتنی نازک اصلاح ہے -

بحر ؎ نفرت ہماری خاک سے بھی یار کو یہ ہے　　رکھا قدم تو پائنچہ اپنا اٹھا لیا

عہ یہ اصلاحین خواجہ عشرت نے ۴۰ برس کی محنت سے جمع کی تھین جو مجھے عنایت فرمائین - انکی اصل خواجہ صاحب پاس موجود ہے -

اصلاح سے نفرت ہماری خاک سے باقی ہے یار کو ۔ رکھا قدم تو پائچہ اپنا اُٹھا لیا

پہلے مصرع مین "یار کو یہ ہے" کانون کو برا معلوم ہوتا تھا۔ اس لیے استاد نے "باقی ہے یار کو" بنا کر شعر مین معنوی خوبیان بڑھا دین۔ مطلب یہ کہ بعد فنا بھی ہماری خاک سے نفرت باقی ہے

بحر سے پہنے بنوا کے انگوٹھی وہ پری کا ٹکڑا ۔ کیا ہی رنگین ہے یہ لعل جگری کا ٹکڑا

اصلاح سے ″ ″ ″ ″ ″ ۔ دیدۂ ترمین ہے ″ ″ ″

مصرع ثانی کی ترمیم سے شعر مین کس قدر ترقی ہوگئی "لعل جگری" کے لیے دیدۂ تر ہی کی ضرورت تھی

بحر سے رشک سے چاند کو ہالے مین گہن لگ جاتا ۔ اپنے سر پر نہ کبھی آپ نے شملا باندھا

اصلاح سے ماہ کا ہالہ سہ طوق غلامی بنتا ۔ ″ ″ ″ ″ ″

بحر کے مصرعۂ اولی مین ایک ذم کا پہلو بھی تھا۔ ہالۂ ماہ کی رعایت سے "طوق غلامی" بھی خوب بنایا۔ اصلاح سے یہ شعر روشن ہوگیا۔ اور معنی بھی کیا سے کیا ہوگئے۔

بحر سے دیکھ کر وہ رخ شفاف کہا طوطون نے ۔ آج آئینے کی ٹٹی لیے صیاد آیا

اصلاح سے دیکھ کر چہرۂ شفاف ″ ″ ″ ۔ ″ ″ ″ ″

پہلے مصرع مین "وہ رخ شفاف" کے بجاے "چہرۂ شفاف" بنایا جس سے شعر مین صفائی پیدا ہوگئی

بحر سے قامت یار کی تشبیہ جو ڈھونڈھی مین نے ۔ اُڑ کے قمری کی طرح خلد سے شمشاد آیا

اصلاح سے ″ ″ ″ جو چاہی ″ ″ ۔ ″ ″ ″ ″

پہلے مصرع مین بجاے "ڈھونڈھی" کے "چاہی" بنا دیا کیونکہ یہ محل "چاہی" کا تھا ڈھونڈھی کا نہ تھا

بحر سے تل گئی مہر و وفاے یار اپنی آنکھ مین ۔ جب ترازو دل مین ہر تیر نظر ہونے لگا

اصلاح سے ″ ″ ″ ″ ۔ جب ترازو سینے مین ″ ″ ″

مصرع ثانی مین بجاے "دل مین" کے "سینے مین" بنایا اور ہر کا لفظ جو زاید تھا اُسے بھی اُڑا دیا۔

بحر سے اُڑ کے پہونچون مین جو اُسکے بام پر تو کیا عجب ۔ شہپر شبنم ہوا شوق وصال آفتاب

اصلاح سے ″ ″ ″ جو بام یار تک ″ ″ ۔ ″ ″ ″ ″

مصرعۂ اولے مین "اس کے بام پر" کے بجاے "بام یار تک" بنایا۔ کیونکہ یہ ٹکڑا اس ٹکڑے سے فصیح ہے۔

بحر ۔ طعن رندون پہ نہ کر شیخ خدا لگتی بول　　اس کے الطاف سوا ہین کہ گنہگار بہت
اصلاح ۔ 〃 〃 〃 〃 〃 بہت 〃 〃 〃

دوسرے مصرع مین (سوا) کے بجاے (بہت) بہت خوب بنایا۔

بحر ۔ جان اللہ ہی بچاے دل ہے بیتابانہ آج　　اشک بیڈھب بہتے ہین اٹھا ہے آب و دانہ آج
اصلاح ۔ دم نہ ٹھیریگا نہایت دل ہے بے تابانہ آج 〃 〃 〃 〃 〃

پہلے مصرع مین (جان اللہ ہی بچالے) کے بجاے (دم نہ ٹھیریگا نہایت) بنایا کیونکہ (دل ہے بے تابانہ) کے لیے (دم نہ ٹھیریگا) اسی کی ضرورت تھی۔

بحر ۔ گھر سے نکل کے چال چلے کس ادا سے تم　　سو سو مزار بن گئے ہر نقش پا کے پاس
اصلاح ۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 اک تازہ قبر بن گئی 〃 〃 〃

مصرع ثانی مین (سو سو مزار بن گئے) کے بجاے "اک تازہ قبر بن گئی" بنایا۔ تازہ قبر مین جو جدت پیدا ہو گئی وہ ذوق سلیم پر مخفی نہین۔

بحر ۔ سب عضو بدن شمع صفت بہ گئے گھل کر　　اس آتش دل نے مجھے سیلاب بنایا
اصلاح ۔ 〃 〃 〃 〃 〃 اس سوزش 〃 〃 〃 〃

مصرع ثانی مین بجاے "آتش دل" کے "سوزش دل" بنایا جس مین زیادہ گرمی اور زور ہے۔

بحر ۔ تصویر حسن رنگ بدلتی ہے جابجا　　عذرا کہین بنی یہ کہین ہیر ہو گئی
اصلاح ۔ عالم مین مختلف ہین محبت کی صورتین　　عذرا کہین بنی یہ کہین ہیر ہو گئی

مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے بیان مین سلاست، بندش مین ذرا چستی آگئی

بحر ۔ قدم میکدے سے نہ نکلے گا اپنا　　یہین نشہ مین گرتے پڑتے رہین گے
اصلاح ۔ 〃 〃 〃 〃 باہر 〃 〃 〃

مصرعۂ اولیٰ مین "اپنا" کی ضرورت نہ تھی اس لیے "باہر" بناکر تقویت معنی پیدا کر دی۔

بحر ۔ اتنی بے پروائی بھی اچھی نہین　　لوگ کرتے ہین شکایت آپ کی
اصلاح ۔ اتنی بے پروائیان 〃 〃 〃 〃 〃

مصرعۂ اولیٰ مین (بھی) زائد تھا اس ترمیم سے بندش ذرا چست ہو گئی اور زبان کا لطف بھی بڑھ گیا۔

بحر ــ شہید عشق سے تلوار کے پھل کا مزا پوچھو   وہ عالم ہے کہ موںھ مین زخم کے انگور خطل ہے
اصلاح ــ 〃 〃 〃 〃 وہ لذت 〃 〃 〃 〃
مصرع ثانی مین بجاے (عالم) کے (لذت) بنایا۔ ایک لفظ کی ترمیم سے شعر مزے کا ہو گیا۔ واقعی موںھ کے لیے لذت ہی کی ضرورت تھی۔
بحر ــ ہم نے جب چشم خریداری سے دیکھا سوے باغ   پھول مھنگے ہو گئے داغون کی بازاری ہوئی
اصلاح ــ 〃 〃 〃 〃 باغ کو 〃 〃 〃 〃 〃
مصرعۂ اولی مین بجاے (سوے باغ) (باغ کو) بنایا جس سے روانی پیدا ہو گئی۔
بحر ــ شعلہ رویون کی تجلی کا کوئی خواہان نہین   شمع روشن ہے پتنگون کو ستم کی روشنی
اصلاح ــ شمع رویون 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
اس ایک لفظ کی ترمیم سے مضمون مصرع ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا۔ شمع روشن کے لیے شمع رویون ہی کی ضرورت تھی۔
بحر ــ تم جو عاشق کی طرف اے ماہ پیکر بولتے   کبک کے آگے نہ یون بڑھ بڑھ کے تیتر بولتے
اصلاح ــ 〃 〃 〃 〃 ماہ انور بولتے 〃 〃 〃 〃 〃
مصرعۂ اولے مین بجاے "ماہ پیکر" کے "ماہ انور" بنایا ظاہر ہے کہ ماہ پیکر سے ماہ انور زیادہ روشن ہے

تمۂ اصلاح شیخ امام بخش ناسخ

نواب اصغر علی خان اعجاز مرحوم نبیرہ نواب شجاع الدولہ بہادر شیخ صاحب سے اصلاح لیتے تھے ایک مرثیہ عون و محمد کے حال مین کہا اور اصلاح کے لیے پیش کیا۔ ناسخ مرحوم کے قلم کی چند اصلاحین اس مرثیہ پر ہین۔ اور اصلاحین باوجود کوشش کے نہ مجھ سے پڑھی گئین نہ جناب خبیر سے جن کے پاس اصل مرثیہ موجود ہے۔ صرف ایک بند کے ایک شعر پر ایک اصلاح پڑھنے مین آئی۔
اعجاز ــ کہا کچھ عذر نہ باقی رہا ہوا مین تباہ   چلے ہین شام کی بدلی مین میرے غیرت ماہ
اصلاح ــ کہا کہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
چونکہ پہلے مصرع مین عذر کا عین گرتا تھا۔ اس لیے اس مصرع مین بجاے (کچھ) کے (کہ) بنا کر ناسخ مرحوم نے حاشیہ پر اپنے قلم سے یہ پر لطف نوٹ لکھا:

ع مکرمی وصل بلگرامی کے پاس بحر کا قلمی دیوان موجود ہے جس پر ناسخ کی اصلاحین جا بجا ہین۔ انھین سے یہ چند اصلاحین انتخاب کیگ

"سبحان اللہ جناب مصرع ناموزون فرمودن ہم خوب می دانند - بندہ نمی دانست"

اس نوٹ سے شیخ صاحب کے رنگ طبیعت و نازک مزاجی کا پتا چلتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوٹ غصہ مین آکر لکھا ہے - شیخ صاحب کا یہی رنگ طبیعت تھا کہ بادشاہ ہو یا فقیر کسی کی لگی لپٹی نہین رکھتے تھے - مین جب جناب خبیر سے یہ اصلاح مانگنے اُن کے در دولت پر حاضر ہوا تو حسن اتفاق سے اُن کے والد ماجد مولوی اعجاز حسین صاحب اعجاز بھی موجود تھے - ناسخ مرحوم کے تذکرے پر ایک لطیفہ اور بیان فرمایا جس سے پتا چلتا ہے کہ ناسخ مرحوم کس قدر غصہ ور تھے حضرت اعجاز بیان فرماتے ہین کہ ایک نواب صاحب ان کے شاگرد تھے - اُنھون نے یہ سن لیا تھا کہ استاد اپنے ہاتھ سے شب دیگ خوب پکاتے ہین اور شیخ صاحب کا معمول یہ تھا کہ سال بھر مین ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے پکاتے اور کھانے والے مزے لے لیکے کھاتے نواب صاحب نے بھی بے حد اشتیاق ظاہر کیا حضرت نے وعدہ فرمالیا کہ اس مرتبہ آپ کو بھی دعوت دونگا مگر جس دن شب دیگ پکائی اُن کو دعوت دینا بھول گئے - اُس کے دوسرے روز نواب صاحب تشریف لائے - شیخ صاحب نے اظہار افسوس کیا اور کہا کہ مین بالکل بھول گیا خیر آئندہ سال سہی - مگر نواب صاحب نے باصرار فرمایا کہ نہین استاد اسی سال پکایئے بلکہ آج ہی - بس اتنی ہی بات پر غصہ آگیا - فرمایا کہ کل تشریف لایئے ان کے جانے کے بعد ملازم کو حکم دیا کہ جاؤ ایک سیر شلجم ایک سیر مرچین ایک سیر نمک بازار سے ابھی لاؤ ملازم بہ تعمیل حکم سب چیزین لے آیا - آپ نے چولھے پر ایک دیگچی مین چڑھوا دیا - رات بھر پکا - صبح کو جب نواب صاحب تشریف لائے - دسترخوان پر شب دیگ اور روٹیان رکھی گئین - نواب صاحب سے فرمایا بسم اللہ - انھون نے ایک ہی نوالہ موٗنھ مین رکھا تھا کہ ان کی بری حالت ہوگئی - کہا استاد یہ تو زہر ہے - جواب دیا کہ اب تو آپ کو کھانا پڑے گا - اور زبردستی ان کے موٗنھ مین دو ایک نوالے اور ٹھونس دیے - جب انھون نے بے حد منت و سماجت کی تب ان کی جان بچی - یہ ایک تاریخی واقعہ تھا کہ جو پروفیسر آزاد مرحوم کو نہ معلوم ہو سکا - مین نے اس اصلاح کے تحت مین حوالۂ قلم کیا -

ے۱ یہ اصلاح محبی منشی سرفراز علی صاحب خبیر لکھنوی سے ملی - حضرت اعجاز مرحوم جناب خبیر کے نانا تھے جن کے پاس اصل اس کی موجود ہے -

مرزا نوشہ غالب

راجہ قمر الدین (راقم) دہلوی ؎

اللہ میں ہوں اور ہے غم وصل یار کا — کیا جانے کوئی درد دل بے قرار کا

اصلاح ؎ " " " " یہ " " " " — تو جانتا ہے درد " " "

پہلے مصرع میں بجائے (ہے) کے 'یہ' بنایا جس سے مصرع کا زور اور بڑھ گیا: دوسرا مصرع راقم کا بھی خوب تھا مگر یہ غالب ہی سے استاد کا کام تھا کہ دوسرے مصرع میں "کیا جانے کوئی"، کو قلم زد کر کے "تو جانتا ہے" بنایا چونکہ پہلے مصرع میں خطاب اللہ سے ہے۔ اس لیے اس جواہر نگار ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے مصرعۂ ثانی کی اصلاح سے اول تو درد کی کوئی انتہا نہ رہی۔ دوسرے یہ معنی بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ میں محبت میں اس قدر ضبط کرتا ہوں کہ زبان سے شکوۂ درد کسی سے بھی نہیں کرتا، اس لیے کہ تو عالم الغیب ہے تجھ پر میرے درد کا حال روشن ہے۔

راقم ؎ تکلیف کیوں سنے کسی خستہ جگر کی وہ — افسانہ جو سنے ستم روزگار کا

اصلاح ؎ " " " وہ کسی درد مند کی — " " " " "

پہلے مصرع میں بجائے "خستہ جگر کی وہ" کے "وہ کسی درد مند کی" بنایا۔ ظاہر ہے کہ خستہ جگر سے درد مند زیادہ مؤثر ہے۔ اصلاح سے شعر میں درد و اثر بڑھ گیا۔

راقم ؎ راقم بہت ہی ہم نے اٹھائے ہیں جور یار — لیکن اٹھا سکے نہ ستم روزگار کا

اصلاح ؎ راقم اٹھائے ہم نے بہت جور یار کے — " " " "

اس اصلاح سے مصرعۂ اولی میں سلاست اور روانی پیدا ہو گئی۔

شمس العلما مولانا الطاف حسین حالی :

؎ کریں اہل دنیا نہ آتش مزاجی — انھیں ایک دن خاک ہونا پڑے گا

اصلاح ؎ عزیزو کہاں تک یہ آتش مزاجی — تمھیں " " " "

جناب حالی اہل دنیا کو نصیحت کر رہے ہیں مگر اصلاح میں استاد غالب نے عزیزوں کو مخاطب کیا ہے اب اس نازک فرق کو باریک بین نگاہیں دیکھ سکتی ہیں کہ اصلاح سے کیا بات پیدا ہو گئی

نوٹ۔ یہ اصلاحیں خدا بخشے نواب بہادر حسین خان انجم لکھنوی سے مؤلف کو دستیاب ہوئیں۔

جس کی شرح نہین ہو سکتی ۔

حالی سے ہوے تم نہ سیدھے جوانی مین حالی — مگر اب بڑھاپے مین ہونا پڑے گا

اصلاح سے ″ ″ ″ ″ مری جان ″ ″

اس اصلاح کو اسی زمانے کے نقطۂ نظر سے ملاحظہ فرمائیے ۔ زمانۂ حال کی تہذیب شاید (مری جان) کی متحمل نہین ۔ جان کا لفظ جان کے استاد نے رکھا ۔ لطف زبان کس قدر بڑھ گیا ہے ۔ دوسرے مصرعے مین بے شک بڑھاپے کی ضرورت تھی ۔ لیکن اب کا لفظ بالکل کافی ہے اور اس مین زیادہ لطف ہے

حالی سے چپ چپاتے کسی کافر کو دیا دل ہم نے — مال مہنگا نظر آتا تو چکایا جاتا

اصلاح سے چپ چپاتے اسے دے آئے دل اک بات پہ ہم ″ ″ ″ ″

اللہ اللہ پہلا مصرع کس حسن سے بنایا "اُسے دے آئے دل اک بات پہ ہم" اس بات کی کیا بات ہے اس اصلاح سے شعر مین ایک خاص ادا پیدا ہو گئی اور ایک بات کے کیا کیا معنی پیدا ہو گئے

حالی سے بارہا دیکھ چکے تیرا فریب اے ظالم — ہم سے اب جان کے دھوکا نہین کھایا جاتا

اصلاح سے ″ ″ ″ ″ دنیا ″ ″ ″ ″ ″

پہلے مصرعے مین بجائے (ظالم) کے (دنیا) بنایا جس سے شعر مین حد درجہ کی ترقی ہوئی ۔ اور یہی ایک لفظ (دنیا) شعر کی جان ہو گئی ۔ اصلاح اسی کا نام ہے ۔

نمونۂ اصلاح مرزا نوشہ غالب مرحوم

منشی حبیب الدین سوزان سہارنپوری سے

مین اس چمن مین صورت مرغ پریدہ ہون — وحشت یہ ہے کہ سایہ سے اپنے رمیدہ ہون

اصلاح سے اس دام گہ مین طایر از کف پریدہ ہون ″ ″ ″ ″

پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کس قدر ترقی ہو گئی 'دامگہ' اور 'طائر از کف پریدہ' یہ دونون ترشے ہوے ٹکڑے خود بتاتے ہین کہ ہم غالب کے قلم سے نکلے ہین ۔

سوزان سے راحت کبھی تو مجھکو بھی اے آسمان دون — کیا رنج ہی کے واسطے مین آفریدہ ہون

اصلاح سے ″ ″ ″ ″ ″ آفسر بدگار ″ ″ ″ ″

نوٹ ۔ اصلاحین مولانا نجیب اللہ نجیب فرنگی محلی سے ملین جو مولانا حالی کے خاص دوستون مین ہین اور جنکا کہ بے تکلف ملنے والون مین

پہلے مصرع مین بجائے "آسمان دون' کے آفریدگار' بنایا۔ چونکہ مصرعۂ ثانی مین "آفریدہ" ہے اس لیے اُسی کی مناسبت سے مصرعۂ اولی مین آفریدگار بنا کر مصرعۂ ثانی کو قوی کر دیا۔

استادی حضرت امیر مینائی نے بھی یہ قافیہ خوب فرمایا ہے۔ (امیر)

پیدا کیے کی شرم الٰہی ضرور ہے | تو آفریدگار ہے مین آفریدہ ہون

سوزاں ہے جو دل مین ہے وہ کہہ نہین سکتا کسی طرح | چپ ہون اگرچہ لذت حلوا چشیدہ ہون

اصلاح ہے جو دل مین ہے کہا نہین جاتا زبان سے | ہین مثل گنگ ۔۔۔ " " "

دونون مصرعون مین تصرف اس حسن سے کیا گیا کہ شعر مین روانی و سلاست کے علاوہ لطف زبان پیدا ہو گیا "کہا نہین جاتا زبان سے' اس ٹکڑے کی کیا بات ہے اور دوسرے مصرع مین "مثل گنگ" کی کیا تعریف ہو۔ یہی مصرع پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ مصرع خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست ÷

سوزاں ہے معاذ اللہ ہے کتنا لئیم اے آسمان تو بھی | تجھے انداز بخشش کا نہ آیگا نہ آیا ہے

اصلاح ہے " " " غلط بخش اے فلک تو بھی | " " " "

"لئیم اے آسمان تو بھی" کے بجاے "غلط بخش اے فلک تو بھی" بنا کر شعر مین کتنی معنوی خوبیان پیدا کر دین۔ آسمان کو لئیم کہنا اس موقع پر نامناسب تھا کیونکہ لئیم تو اُسے کہتے ہین جو کسی کو نہ دے اب بجائے اُس کے غلط بخش کے معنی خیز ٹکڑے کو غور سے ملاحظہ فرمائیے یعنی فلک دیتا تو ہے مگر ایسا غلط بخش ہے کہ جو مستحق ہین وہ اس کی بخشش سے محروم ہین۔

اسی مضمون کو حضرت جلیل مدظلہ نے بھی کس خوبی سے نظم فرمایا ہے (جلیل)

فلک نا اہل ہے دیتا ہے شہرت بے کمالون کو | کسی دن انگلیان اُٹھتے نہ دیکھین ماہ کامل پر

انگلیان اُٹھنے کا اشارہ ہلال کی طرف ہے۔

سوزاں ہے جس طرح رخ اہل جہان سوئے خدا ہے | اس طرح سے ہے روے خدا سوئے محمدؐ

اصلاح ہے " " اہل خدا " " " " " " "

بجاے "اہل جہان' کے "اہل خدا' بنایا اہل جہان مین تو ساری دنیا آ گئی۔ "اہل خدا" سے صرف وہی برگزیدہ اصحاب جو مقربان بارگاہ کبریا ہین اُن سے مراد لی گئی ہے صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر نور کے سانچے مین ڈھل گیا۔ سبحان اللہ

سوزان ؎ کیا مجھے نفع ان آنکھون سے کہ واہن لیکن   نظر آتی نہین اُس نور نظر کی صورت

اصلاح ؎ " " " " کہ بااین ہمہ قرب " " " " "

"واہن لیکن" کے بجاے "بااین ہمہ قرب" بنانے سے جو حسن شعر مین پیدا ہو گیا ظاہر ہے کہ باوجود اتنی قربت کے اُس نور نظر کی صورت نظر نہین آتی۔

سوزان ؎ القصہ تجربہ نہ تھا بازار عشق کا   سودائے سود مین تھے خیال زیان نہ تھا

اصلاح ؎ القصہ تھا تاجر ناآزمودہ کار " " " "

اس اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

سوزان ؎ سوز غم دل مین آتشین چہرہ   کشتہ ہون وضع شمع محفل کا

اصلاح ؎ دل پر سوز روے جان افروز " " " "

مصرعۂ ثانی اسی مصرع کا محتاج تھا۔ "روئے جان افروز" اس ٹکڑے کی بلاغت کا کیا کہنا

سوزان ؎ کاہ خوشیدۂ صحرا ہون مین ای آتش خو   اس قدر تیز نہ ہو مجھ پہ کہ جل جاؤن گا

اصلاح ؎ دیکھنا تودۂ باروت ہون لے آتش خو " " " "

کاہ خوشیدۂ صحرا مین وہ بات کہان جو تودۂ باروت مین ہے۔ اب مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا

سوزان ؎ ہوتا ہے جس سے راز نہان جہان عیان   وہ لفظ ہون مین قدرت حق کی کتاب کا

اصلاح ؎ معنی سے جسکے راز دو عالم ہو منکشف " " " "

اس اصلاح سے زمین شعر کا پایہ آسمان پر پہونچ گیا۔ مصرعۂ ثانی مین "وہ لفظ ہون" وہ ٹکڑا تھا جس کے لیے معنی کی ضرورت تھی۔ سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح دی۔ انسان کی حقیقت پر اس لفظ سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

سوزان ؎ جب وہ ساقی ہو پھر بھلا کیونکر   دعوے اتقا کرے کوئی

اصلاح ؎ اُس کو ساقی بناتے ہین لیجے " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر کے معنے کیا سے کیا ہو گئے۔ انداز بیان مین وہ شگفتگی پیدا ہو گئی جس کی مثال مل سکتی ہے تو غالب ہی کے کلام مین مل سکتی ہے کتنا پیارا مصرع لگا دیا۔

سوزان ؎ خجل نہ کفر ہو اسلام سے مرے کیونکر   صنم پرست ہون ایسا کہ برہمن کیا ہے۔

اصلاح ـ خدا پرست مجھے لوگ کہتے ہین اور مین صنم پرست ہون ایسا کہ برہمن کیا ہے

مصرعۂ ثانی مین "صنم پرست" اس لیے پہلے مصرع مین اُستاد باکمال نے "خدا پرست" بنایا۔ اب دونون مصرعون مین دونون ٹکڑے برابر کے ہوگئے اور شعر مین فصاحت پیدا ہوگئی۔ اصلاح کے یہی معنی ہین کہ باہم دونون مصرعے دست و گریبان ہو جائین۔

سوزان ـ اے عشق ترے صدقے یہ تاثیر ہے تری مڑ مڑ کے یون وہ میری طرف دیکھتا چلے

اصلاح ـ قربان تیرے اے اثر جذب اشتیاق " " " "

عشق کی تاثیر کے مقابلے مین "اثر جذب اشتیاق" کا کرشمہ ملاحظہ فرمایئے وہ اصلاح دی کہ تعریف کو الفاظ نہین ملتے۔

سوزان ـ حج سے بہتر طواف ہے دل کا طوف کعبہ کیا کرے کوئی

اصلاح ـ حج اکبر زیارت دل ہے " " "

اے سبحان اللہ اتنا بلند مصرع لگا دیا کہ شعر فلک ہفتم پر پہونچ گیا۔ پہلے مصرعے مین طواف اور دوسرے مصرعے مین طوف کانون کو ناگوار سا تھا مگر استاد نے بجاے "حج سے" کے "حج اکبر" بنایا اور بجائے "طواف" کے "زیارت" بنا کر شعر کو بلند سے بلند تر کر دیا۔

سوزان ـ وہ بے فایدہ در پے شست و شو ہین یہ دھبا نہین عاشقون کا لہو ہے

اصلاح ـ " " " " یہ آخر وفا پیشگان کا لہو ہے

"وفا پیشگان" یہ ترکیب خاص غالب مرحوم ہی کا حصہ ہے اس اصلاح سے شعر مین جو دھبا تھا مٹ گیا

سوزان ـ نہ دل مین بلکہ اُسے ہر جگہ سمجھتا ہون بھلا بتاؤ تو قید رگ گلو کیا ہے

اصلاح ـ " " " " خدا کے واسطے " " "

"بھلا بتاؤ تو" مصرعۂ ثانی مین یہ ٹکڑا برائے بیت تھا بجائے اُس کے "خدا کے واسطے" بنانا ایسے ہی کہنہ مشق استاد کا کام تھا اگر یہ اصلاح غور سے دیکھی جاے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ "خدا کے واسطے" یہ ٹکڑا خاص ہمین کے لیے وضع کیا گیا۔ مین تو اس اصلاح کو لکھتے وقت کئی بار جھوم جھوم پڑا۔ ایسی ہی نادر الوجود اصلاحین سبق آموز ہوا کرتی ہین۔ جب اس مصرع کو پڑھتا ہون۔

ع خدا کے واسطے قید رگ گلو کیا ہے + دل تڑپ جاتا ہے اور طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔

یقین تو ہے کہ ارباب نظر بھی اس اصلاح کو پڑھکر میری طرح بے قابو ہو جائین گے

(عطیۂ حضرت زاہد سہارن پوری)

تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی۔ اسیر

نواب مہدی حسین ماہر لکھنوی

کیا کیا قتل مجھکو قاتل ہوا ہوا خون مجھ حزین کا — یہ ڈر ہے دامن نہ کوئی پکڑے تو دھو ڈال آستین کا

اصلاح نہ " " " کیا کیا " " " ارے گریبان " " "

مصرعۂ اولی پر یہ نوٹ لکھکر (کیا کیا) بنایا۔ کہ "ہوا ہوا" یہ یارون کی بولی مجھے پسند نہین۔" اور مصرعۂ ثانی مین بجاے (یہ ڈر ہے) کے (ارے گریبان) بنایا۔ استاد کامل نے اس اصلاح مین دامن و گریبان کا جو نازک فرق دکھایا ہے وہ دیکھنے اور سمجھنے کی چیز ہے۔ یہ موقع دامن پکڑنے کا نہ تھا۔ بلکہ بالعموم مجرم کا گریبان ہی پکڑا جاتا ہے۔ (ارے) کا لفظ تو اس مطلع مین قیامت کا رکھدیا ہے۔ اب یہ مطلع زبان کے سانچے مین ڈھل کر آپ ہی اپنا جواب ہو گیا۔

نواب بہادر حسین خان انجم لکھنوی ؎

ترے درد کا دل مبتلا یہ بتا علاج مین کیا کرون — جو طبیب ہون تو دوا کرون جو فقیر ہون تو دعا کرون

اصلاح ؎ " " " " " نہ " " کہ " " نہ " " کہ " "

جیسا بے مثل مطلع تھا ویسی ہی بے نظیر اصلاح بھی استاد نے دی۔ مصرع ثانی مین دونون جگہ (نہ) کا لفظ رکھکر بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا۔ اس اصلاح سے مطلع مین ترقی کے علاوہ جو لطافت پیدا ہو گئی اُس کا لطف کچھ ایک نکتہ سنج شاعر ہی کا دل اُٹھا سکتا ہے۔ اللہ اللہ نہ طبیب ہون کہ دوا کرون نہ فقیر ہون کہ دعا کرون۔ یہ مصرع ہے کہ موتیون کی لڑی جسکی جی کھول کے داد حضرت طاہر فرخ آبادی نے بھی دی ہے طاہر مرحوم کا وہ خط مرقع ادب حصۂ اول مین شایع ہو چکا ہے اس اصلاح کا ذکر مولف سے خود انجم مرحوم نے کیا تھا اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے سراپا صدق و محبت تھے

داروغہ واحد حسین واقف لکھنوی ؎

جس کو بحرین لوگ کہتے ہین — دو یہ قطرے ہین دیدہ تر کے

اصلاح ؎ " " " " " — " چشمے " " " "

نوٹ + ۔ یہ اصلاح بنے صاحب آخر خلف خورشید مرحوم سے سنکر مین نے نوٹ کر لی تھی جو ماہر مرحوم کے عزیزون مین تھے۔

مصرع ثانی مین بجائے قطرے کے "چشمے" بنایا جس سے شعر مین روانی اور ترقی ہی نہین ہوئی بلکہ صنعت مراعاۃ النظیر بھی پیدا ہو گئی - مین تو یہ کہون گا کہ استاد کامل نے قطرے کو دریا کر دیا ؎

واقف ؎ ہین جہان مین جو مرد اُنھین واقف   کوشش نام و ننگ رہتی ہے

اصلاح ؎ مرد جو ہین اُنھین کو اے واقف   " " "

الفاظ وہی ہین مگر ذرا سے اُلٹ پھیر مین بندش مین چستی اور بیان مین لطافت پیدا ہو گئی - (جہان مین) حشو زائد تھا - اسے اُڑا کے (اُنھین کو) بنا کر تخصیص انحصاری پیدا کر دی -

واقف ؎ آ گئی موت بے اجل اس کی   جس کو دیکھا ذرا نظر بھر کے

اصلاح ؎ " " " " " تو نے دیکھا جسے " " "

مصرع ثانی کی ترمیم سے شعر مین جان پڑ گئی - اور لفظ (تو نے) سے صفائی پیدا ہو گئی - (ذرا) قابل حذف تھا - نظر بھر کے دیکھنے سے مناسبت نہین - (ذرا) خفیف کے لیے مستعمل ہے -

واقف ؎ کیا رنگ ہے میرے سیم تن کا . کندن کی طرح چمک رہا ہے

اصلاح ؎ " " " چمپئی تمھارا " " " دمک رہا ہے

پہلے مصرعے مین (سیم تن) کے بجائے (چمپئی) بنایا اور دوسرے مصرعے مین (چمک) کو قلمزد کر کے (دمک) کا لفظ رکھ دیا جس سے شعر مین عجیب رنگ پیدا ہو گیا - کندن کی مناسبت سے چمپئی رنگ بنایا اور ایک نازک بات یہ بتائی کہ کندن مین چمک نہین ہوتی - اس لیے (دمک) بنایا کیونکہ کندن مین دمک ہوتی ہے - جو اصلاح ہے وہ آپ اپنی نظیر ہے جس سے استاد کی استادی اور بالغ نظری کا پتا چلتا ہے

واقف ؎ اگر سوز نہان تاثیر دکھلائے عیان ہو کر   مری تصویر کا بھی رنگ اُڑ جائے دھوان ہو کر

اصلاح ؎ دکھا دے گر اثر سوز نہان میرا عیان ہو کر   " " " "

پہلا مصرع سلاست اور صفائی کی غرض سے بدلا گیا - (دکھلائے) سے (دکھا دے)

واقف ؎ پوچھ لے اے مہ جبین گر چاہتا ہے امتیاز   ہم سے تو چاہ ذقن یوسف سے گرنا چاہ کا

اصلاح ؎ قافلہ کس طرح آتا مصر جاتے کس طرح   وجہ رفعت ہو گیا یوسف کو گرنا چاہ کا

یہ کلام جناب واقف کا سنہ ۱۲۸۶ ہجری کا ہے جب اُن کی عمر ۱۶ - یا ۱۷ سال کی تھی - اس شعر سے انکی کم مشقی کی تصدیق ہوتی ہے - عام طور پر اور حضرات اپنے ابتدائی کلام کو عیب سمجھ کر چھپاتے ہین مگر ہمارے محترم

؎ اس زمانے مین لفظ گر متروک نہین تھا - مولف

دوست نے ہمین شوق سے اس کلام کی اشاعت کی اجازت دیدی۔ہم بھی استاد اسیر مرحوم کی ایک ایک اصلاح کو تبرک سمجھکر ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین۔اس اصلاح مین استاد نے شاگرد کے مفہوم کو اپنے الفاظ مین ادا کر کے اپنی استادی کا ثبوت دیا ہے۔

واقف ۔ پھر رہے ہین رات دن لیتے نہین منزل پہ دم قافلہ گم ہوگیا شاید کہ مہرو ماہ کا
اصلاح ۔ جستجو مین رات دن پھرتے ہین دم لیتے نہین " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا اور باہم دونون مصرعون مین ربط پیدا ہوگیا۔

واقف ۔ خضر بھکانے جو آئین راہ الفت مین تو کیا کوئی رہبر ساتھ دیتا ہے کسی گمراہ کا
اصلاح ۔ رہبری راہ محبت کی بہت دشوار ہے خضر رکھتے ہین وہان سب نام ہر گمراہ کا

شاگرد کا شعر بہت الجھا ہوا تھا اُسی مفہوم کو استاد نے اپنے الفاظ مین کس حسن سے ادا کر دیا۔

واقف ۔ کیون نہ دل زلفون سے چھٹ کر چشم جانان مین گرے + راہرو کی موت ہے ظلمت مین ہونا چاہ کا
اصلاح ۔ دل گرا چاہ ذقن مین آئی جب چہرے پہ زلف + " " " " "

اصل مصرع حضرت واقف کا کچھ نہ تھا۔اصلاحی مصرع سے شعر با معنی و لطیف ہوگیا۔اب مصرع ثانی کو مصرع اولے سے ربط پیدا ہوگیا۔

واقف ۔ سراسر وصف موزون ہے جو میرے ماہ کنعان کا + کنول کیونکر نہ بن جائے ہر شعر دیوان کا
اصلاح ۔ رقم شعرون مین مضمون ہے جو ہجر ماہ کنعان کا بیاض دیدۂ یعقوب ہے صفحہ دیوان کا

جناب واقف کی ناواقفی کا زمانہ، شاعری کی بسم اللہ تھی۔دونون مصرعے بے ربط تھے استاد نے انھین قافیون مین اور نو آموز شاگرد کے خیالات کو مد نظر رکھتے ہوے کتنا حسین مطلع کہدیا کہ جس کی تعریف مین زبان و قلم دونون قاصر ہین۔ایسے ہی مواقعات پر اساتذہ کو مجبور ہو کر کہنا پڑتا ہے جب شعر مین گنجایش اصلاح نہین دیکھتے

واقف ۔ کبھی گر شوق وحشت مین ہوا دید گلستان کا + بنا لیتا ہون اک گلدستہ مین خار مغیلان کا
اصلاح ۔ سلامت خون چھالون کا بیابان بھی گلستان ہے + " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین رنگینی پیدا ہوگئی۔اور باہم دونون مصرعون مین ربط پیدا ہوگیا۔

واقف ؎ کیا اُس ماہ وش نے جبکہ سامان عید ملنے کا + سہ انور گلے مل کر بنا کنٹھا گریبان کا +

اصلاح ؎ نئی پوشاک جب اُس ماہ وش نے عید کو بدلی + 〃 〃 〃 〃 〃

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہوگئی - گریبان کے کنٹھے کی مناسبت سے نئی پوشاک کی ضرورت تھی - دوسرے مصرع مین تعقید تھی اُسے بھی رفع کیا -

واقف ؎ یہان تک اُس پری نے قید مجھ دیوانے کو رکھا + کہ آخر سڑ کے خود ہی گر گیا دروازہ زندان کا

اصلاح ؎ ہوا وجہ رہائی بعد مدت اشک کا پانی + کہ آخر سڑ کے خود ہی گر گیا دروازہ زندان کا

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر شعر ہوگیا - اور ثبوت مصرع ثانی کا قوی ہوگیا

واقف ؎ وہ الجھن ہو شب فرقت کہ ہر تار نفس ٹوٹے + بگڑ جانا ہماری موت ہے زلف پریشان کا

اصلاح ؎ اُدھر ٹوٹا کوئی بال اس طرف تار نفس ٹوٹا + 〃 〃 〃 〃

پہلا مصرع خوب بنایا گیا - مگر دوسرے مصرع مین پھر بھی ایک ہلکی سے تعقید رہ گئی - اسے سہو نظر کے سوا اور کیا کہا جائے -

واقف ؎ ہوائے فصل گل آئی ہے آیا مجھکو ستانے کو   رہائی خود بخود دیتا ہے کیون دروازہ زندان کا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 شاید میرے لینے کو   کھلا جاتا ہے ہر دم آپ ہی 〃 〃 〃

سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح دی "شاید میرے لینے کو" اس ٹکڑے نے شعر کو کس قدر بلند کر دیا - اور پھر دوسرے مصرع مین "کھلا جاتا ہے ہر دم" کیا خوب بنایا - ہوائے فصل گل کی مناسبت سے دم کا لفظ بھی بہت خوب ہے -

واقف ؎ خوف ہے پنجۂ وحشت کی دراندازی سے   او مصور نہ بنا نا مری تصویر مین ہاتھ

اصلاح ؎ زور وحشت سے گریبان نہ کہین چاک کرے   〃 〃 〃 〃

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین زور پیدا ہوگیا - بندش چست ہوگئی - چاک گریبان کے لیے زور وحشت ہی کی ضرورت تھی -

واقف ؎ مین نے بلند نام ترا مہ لقا کیا   عنقا کیا کمر کو دہن کو ہما کیا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃   سائے کو تیرے سایۂ بال ہما کیا

جناب واقف کا دوسرا مصرع کچھ نہ تھا - استاد نے مصرعۂ ثانی کو ترمیم کر کے مصرع اولی کا صحیح مفہوم

ادا کر دیا۔ اس اصلاح سے شعر میں جو نزاکت پیدا ہو گئی وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔

واقف ؎ یہ کم مشقی تو دیکھو چھد گیا دل جگر جب اُس کمان ابرو نے تاکا

اصلاح ؎ نظر کا تیر دل نے بڑھ کے روکا " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں ترقی ہی نہیں ہوئی بلکہ معنے آفرینی کا ایک پر لطف حصہ بڑھ گیا "دل نے بڑھ کے روکا" اس ٹکڑے نے شعر میں ایک بانکپن پیدا کر دیا۔

واقف ؎ وہ شہسوار نہ دیگا جو اپنے کوچے میں جا مرا غبار بھی ہر سو رواں دواں ہوگا

اصلاح ؎ نہ اپنے دل میں جو دیگا جگہ وہ آئینہ رو " " " "

جناب واقف نے غبار کی رعایت سے شہسوار کہا تھا مگر استاد نے آئینہ رو بنا کر شعر میں صفائی پیدا کر دی۔

واقف ؎ تمھارا چاند سا مکھڑا جو دیکھ لوں گا کبھی تو پارہ پارہ بدن صورت کتان ہوگا

اصلاح ؎ " " " نظر جو آئے گا تو ٹکڑے جامۂ تن " " "

پہلے مصرع میں بجائے "جو دیکھ لوں گا کبھی" کے "نظر جو آئے گا" بنایا اور دوسرے مصرع میں "تو پارہ پارہ بدن" کو قلم زد کر کے "تو ٹکڑے جامۂ تن" لکھدیا۔ "تو پارہ پارہ بدن" برا تھا کیونکہ صورت کتان ٹکڑے ٹکڑے جامۂ تن ہی ہوتا ہے۔ بدن نہیں ہوتا۔

واقف ؎ جان دی ہم نے جو اے جان تمھارے غم میں تم نے بھولے سے بھی ہم کو نہ کبھی یاد کیا

اصلاح ؎ اسی حسرت میں یہاں مر گئے مرتے مرتے " " " "

جناب واقف کا پہلا مصرع دوسرے مصرع سے منطبق نہ تھا اس لیے استاد نے دوسرا مصرع لگا کر شعر کو پر لطف کر دیا۔ "مرتے مرتے" یہ ٹکڑا اس شعر کی جان ہے۔

واقف ؎ یہی دعوے ہے مسیحائی کا لے رشک مسیح مر گئے ہم نہ مگر عشق کا آزار گیا

اصلاح ؎ اے مسیحا یہی دعوائے مسیحائی ہے " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں صفائی و روانی پیدا ہو گئی۔ اصلاح نہیں اعجاز ہے۔

واقف ؎ جیتے جی دونگا پیام انکو نہ اب وصل کا میں اُن کے ہر روز کے انکار سے جی ہار گیا

اصلاح ؎ " " " " " " " " " دل "

مصرع ثانی مین بجاے "مین" کے "دل" بنایا حالانکہ "مین" بھی غلط نہین۔ مگر "دل ہار گیا" خاص اسی محل کا صرف ہے۔

خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم۔ ذوق

فصیح الملک نواب مرزا خان داغ دہلوی ؎

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج　　یہ برقِ ادا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج

اصلاح ؎ " " " "　　یہ برقِ بلا " " " "

مصرع ثانی مین استاد کامل نے بجاے (برق ادا) کے (برق بلا) بنایا۔ یون تو برق ادا ہی کیا کم تھی۔ مگر گرنے کے لیے برق بلا ہی خوب ہے۔ چونکہ بلائین آسمان سے نازل ہوتی ہین۔ اس لیے شوخی نظر کو برق بلا سے استعارہ کیا۔

لکھنؤ مین مخدومی پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب رسوا۔ بی۔اے کی زبانی یہ حکایت سنی کہ دہلی مین ایک عزادار نے عشرۂ ماہ محرم مین سبیل رکھی، اس پر یہ مصرع لکھا تھا مصرع تبرّا کرا سے پی لو یہ نذر حضرت ہے + اتفاقاً جناب ذوق بھی ادھر سے گذرے، وہ صاحب جناب ذوق کے بھی ملنے والے تھے۔ ان سے کہا، یہ مصرع مین نے کہا ہے، کچھ عیب شاعری ہو تو فرما دیجیے گا، جناب ذوق نے کہا، عیب تو کچھ بھی نہین، مگر میری راے مانو تو مصرع یون لکھو، ع تبرکاً اسے پی لو یہ نذر حضرت ہے + پھر خود ہی یہ بھی کہا کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ ذوق سنّی ہے، لفظ تبرا اسے برا معلوم ہوتا ہے، نہین یہ بات نہین ہے، یہ نذر و نیاز کی چیز ہے، یہان تبرک کا ہی لفظ ہونا چاہیے، سچ ہے　ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد۔　(حیات دبیر حاشیۂ ذیلی صـ۴۹۹)

مرزا حاتم علی مہر تلمیذ شیخ ناسخ مرحوم

مہاراجہ بلوان سنگھ بہادر التخلص بہ راجہ والی بنارس کا قلمی دیوان جو ۲۲۔ شوال ۱۲۵۳ھ مین لکھکر تیار ہوا جس کو اسد علی خان ملازم مہاراجہ صاحب بہادر نے اپنے قلم سے لکھا تھا جس پر جابجا حضرت مہر کی اصلاحین انھین کے قلم کی ہین۔ محترمی و مکرمی مرزا قاسم حسین صاحب قزلباش ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پنشنر نبیرۂ حضرت مہر مرحوم کے کتب خانہ مین تھا جب خاکسار مولف نے مشاطۂ سخن (حصۂ دوم) کی ترتیب و تالیف کا ذکر مرزا صاحب موصوف سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے

کتب خانے مین بھی ایک دیوان مہاراجہ بلوان سنگھ بہادر کا ہے جس پر داداجان مغفور کی کچھ اصلاحین بھی ہین۔ اور میری استدعا پر دیوان مذکور دینے کا وعدہ بھی فرمالیا۔ مین کئی بار دردولت پر حاضر بھی ہوا مگر مرزا صاحب کو تلاش کرنے سے وہ قلمی نسخہ نہ مل سکا۔ مگر جب مرزا صاحب ملتے تھے مین برابر تقاضا کرتا تھا۔ اس مین دو سال کامل کا زمانہ گذر گیا۔ بالآخر وہ دیوان کتب خانہ مین تلاش سے مل ہی گیا۔ اور آج ۸۔ نومبر ۱۹۲۷ء کو مرزا صاحب موصوف نے مجھے مرحمت فرمایا اب مین چند اصلاحین حضرت مہر کی ناظرین شائقین سخن کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتا ہون اور مرزا صاحب موصوف کی اس ادب نوازی کا دل سے شکرگزار ہون۔ مولف

راجہ ؎ یک ذرہ وصف ہو نہ سکے تیری ذات کا ہر مو اگر زبان بنے کائنات کا

اصلاح ؎ ہر مو زبان ہو قصد ہو کل کائنات کا تو بھی نہ وصف ہو سر مو تیری ذات کا

اُسی مفہوم کو مطلع مین اُستاد نے کس حسن سے ادا کر دیا اور مصرعۂ ثانی مین جو نقص تھا اُسے بھی دور کر دیا۔ کیونکہ "ہر مو اگر زبان بنے کائنات کا" یہ مصرع زبان اور محاورے کے خلاف تھا

راجہ ؎ کُن تیرے منھ سے نکلا تو یہ بن گیا طلسم تیری زبان نے کام کیا لاکھ بات کا

اصلاح ؎ " " " کیا خاک دے جواب کوئی تیری بات کا

مصرعۂ ثانی کچھ نہ تھا۔ اس لیے استاد نے ترمیم فرما کر شعر کو بامعنے کر دیا۔

راجہ ؎ لاتقنطوا کو دیکھ کے کیون ناامید ہون ہے اعتماد دل سے مجھے تیری بات کا

اصلاح ؎ لاتقنطوا سے ہو گئی امید مغفرت " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔

راجہ ؎ شاہی ہے تو نے دن کی تو دی آفتاب کو مہتاب پاسبان بنایا ہے رات کا

اصلاح ؎ پرتو سے تیرے مہر کو ہر روز ہے فروغ مہتاب کو چراغ " " "

دونون مصرعے قابل اصلاح تھے اس لیے دونون مصرعے ترمیم کیے گئے جس سے شعر روشن ہو گیا۔ مصرع اولیٰ کی ترمیم سے شعر مین بلاغت پیدا ہو گئی۔ اور مصرعۂ ثانی مین مہتاب کو پاسبانی سے کیا نسبت تھی اور پھر "مہتاب" کے بعد "کو" کی ضرورت تھی۔ اس لیے استاد کامل نے لفظ "کو" بھی بڑھایا اور "چراغ" سے مہتاب کی مناسبت پیدا کر دی۔ اور راجہ صاحب کے مفہوم کو بھی ادا کر دیا۔

راجہ ۔ یہ جا کے ذرا اُن کا کوئی دل نہین لیتا   سر کاٹ مرا کس لیے قاتل نہین لیتا
اصلاح ۔ جان لینے کو جھوٹون بھی مرا دل نہین لیتا   سر کاٹنے کا نام بھی ״ ״ ״

دونون مصرعے دولخت تھے۔ اس لیے ہر دو مصرعے ترمیم کیے گئے جس سے مطلع اچھا خاصا ہو گیا اور مفہوم بھی وہی رہا۔ لفظِ جان بلا اعلانِ نون اس دور مین مخل فصاحت ہے

راجہ ۔ تا راز کو جانے نہ کوئی اس لیے صاحب   وہ نذر ہماری سر محفل نہین لیتا
اصلاح ۔ ظاہر نہو تا راز نہان ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

"تا راز کو جانے نہ کوئی" یہ ٹکڑا محاورے اور زبان کے خلاف تھا۔ اس لیے بجائے اُسکے "ظاہر نہ ہو تا راز نہان" بنایا۔ "صاحب" کا لفظ زمانۂ قدیم مین مستعمل تھا۔ اب متروک ہے۔

راجہ ۔ بس مر گیا یا جیتا ہے تو دیکھ تو قاتل   خنجر کے تلے دم ترا بسمل نہین لیتا
اصلاح ۔ کیا ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״

"بس" مصرعۂ اولیٰ مین بے محل تھا۔ اس لیے بجائے اُسکے (کیا) بنایا جس سے شعر صحیح اور با معنی ہو گیا

راجہ ۔ شب ڈھونڈنے نکلا ہے جو تو ماہ لقا کو   کیون ہاتھ مین مشعل مہ کامل نہین لیتا
اصلاح ۔ نکلا ہے اگر ڈھونڈنے اسکو یہ سیہ بخت ״ ״ ״ ״ ״ ״

پہلا مصرع بے تکا تھا اس لیے پورا مصرع ترمیم کیا گیا۔ مہ کامل کی رعایت سے "سیہ بخت" کا ٹکڑا بڑھایا گیا۔ یہ اُس دور کا خاص مذاق تھا۔

راجہ ۔ دل سنگدلون کو دیا راجہ یہ کیا کیا   دھر آپ سے چھاتی یہ کوئی سل نہین لیتا
اصلاح ۔ ״ ״ ״ ״ ״ چھاتی کے لیے مول کوئی ״ ״ ״

مصرعۂ ثانی مین "دھر آپ سے" یہ ٹکڑا برا تھا۔ اس لیے بجائے اُس کے "چھاتی کے لیے مول" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔

راجہ ۔ جل عید مین زلفون کی شکن مین نہین رہتا   دل چین دکھاؤن جو ختن مین نہین رہتا
اصلاح ۔ بل کرتا ہے ״ ״ ״ ״ ״ اپنا دل دیوانہ ختن مین نہین رہتا

مطلع مین دو نون مصرعے بے ربط ہی نہین بلکہ بے معنے تھے اس لیے دونون مصرعے ترمیم کیے گئے۔ اصلاح سے مطلع اچھا خاصا ہو گیا۔

راجہ ؎ گھبرائے ہے کیوں لختِ جگر دیدۂ تر میں کیا مردمِ آبی بھی چمن میں نہیں رہتا
اصلاح ؎ ٹھہرا نہ کبھی ″ ″ ″ کیوں ″ ″ ″ ″

"گھبرائے ہے کیوں" کے بجائے پہلے مصرع میں۔ (ٹھہرا نہ کبھی) بنایا اور دوسرے مصرع میں بجائے (کیا) کے (کیوں) بنایا جس سے شعر میں لطافت و فصاحت پیدا ہو گئی۔

راجہ ؎ مت ڈھونڈ تو بن بن مجھے صبا دِ جفا کیش میں آہوئے تصویر ہوں بن میں نہیں رہتا
اصلاح ؎ کیوں ڈھونڈھتا ہے دشت میں ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

پہلا مصرع زبان اور محاورے کے خلاف تھا۔ اس لیے مصرع ترمیم کر کے شعر کو زبان کے سانچے میں ڈھال دیا۔ اصلاح سے شعر میں روانی و سلاست پیدا ہو گئی۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

راجہ ؎ ہل چل یہ سدا رہتی ہے اس بزم میں راجہ جو شمع کا بھی پاؤں لگن میں نہیں رہتا
اصلاح ؎ ″ ″ یہ رہا کرتی ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

پہلے مصرع میں بجائے (سدا رہتی ہے) "رہا کرتی ہے" بنا کر مفہوم مصرع ثانی کا ادا کر دیا۔ لفظِ "سدا" بمعنی ہمیشہ اس دور میں اب متروک ہے۔ مگر اس اصلاح سے پتا چلتا ہے کہ شعرائے قدیم بھی کم لکھتے تھے۔

راجہ ؎ دل تو کرے ہے منت و زاری کسی کی کیا بگڑی ہے آج دیکھ ہماری کسی کی کیا
اصلاح ؎ کرتا ہے دل تو ″ ″ ″ ″ بدخو ہے وہ سنیگا ″ ″ ″

پہلے مصرع میں "دل تو کرے ہے" برا تھا اس لیے "کرتا ہے دل تو" بنا کر اس نقص کو دور کر دیا دوسرے مصرع میں "بگڑی ہے آج دیکھ" کی جگہ "بدخو ہے وہ سنے گا" بنا کر مطلع کو دل آویز کر دیا۔

راجہ ؎ اے راجہ آج تیرا فلاک پر جو ہے دماغ دیکھی ہے رات تو نے اٹاری کسی کی کیا
اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ تو نے گردِ سواری ″ ″ ″

راجہ صاحب نے بنارس کے خاص محاورے میں "اٹاری" کا لفظ استعمال کیا تھا مگر استاد نے گردِ سواری' بنا کر مقطع کو بہت بلند کر دیا۔

راجہ ؎ کر بام سے یہ کون اشارا اُتر گیا ابرو تک اپنے سر میں جو آرا اُتر گیا
اصلاح ؎ کوٹھے سے پار کر کے ″ چڑھتے ہی چڑھتے نشہ ہمارا اُتر گیا

مطلع مہمل تھا جس کو اصلاح دیکر نہایت بلند کر دیا۔ مصرع ثانی کی کیا تعریف ہو اُستادانہ مصرع لگا دیا

راجہ — کچھ آئینے پہ تمھارا خیال اب نہ رہا　　نکلتے خط کے وہ حسن و جمال اب نہ رہا

اصلاح — 〃 〃 〃 〃 〃　　نمود خط ہوا 〃 〃 〃 〃 〃

مصرعہ ثانی میں "نکلتے خط کے وہ" کے بجائے "نمود خط ہوا" بنایا جس سے زبان کا نقص دور اور مطلع صاف ہو گیا۔

راجہ — کہیں ہے ہاتھ کہیں پا کہیں پڑی گردن　　ترے مریض میں کچھ یار حال اب نہ رہا

اصلاح — 〃 〃 〃 پاؤں ہے کہیں گردن　　〃 〃 〃 〃 〃

مصرع اولی میں "کہیں پا کہیں پڑی گردن" کے بجائے "کہیں پاؤں ہے کہیں گردن" بنایا کیونکہ لفظ "پا" اس محل پر غیر فصیح تھا۔ اس اصلاح سے یہ نقص دور ہو گیا۔

راجہ — دے قفل اُس نے در سے جو دربان اُٹھا لیا　　سر پر ہمارے نالوں نے زندان اُٹھا لیا

اصلاح — قفل اُس نے دیکھے 〃 〃 〃 〃　　〃 〃 〃 〃 〃

"دے قفل اُس نے" اس ٹکڑے میں تعقیب کا عیب تھا۔ اس لیے بجائے اسکے "قفل اُس نے دیکھے" بنا کر اس سقم کو دور کر دیا۔

راجہ — آیا خیال کیا مرے قاتل کو کیا سبب　　گردن پہ رکھ کے خنجر برّان اُٹھا لیا

اصلاح — آیا خیال حشر تو قاتل نے وقت قتل　　〃 〃 〃 〃 〃

اصلاح میں اُستاد نے "خیال حشر" کا ٹکڑا قیامت کا رکھدیا اور پھر "وقت قتل" سے شعر کے معنے اور صاف ہو گئے اور مصرعہ ثانی سے ربط زیادہ بڑھ گیا۔

راجہ — اس رشک سے میں چاک گریبان کروں نہ کیوں　　چلنے میں تیرا غیر نے دامان اُٹھا لیا

اصلاح — کیونکر نہ بیٹھ جاؤں کلیجا پکڑ کے میں　　〃 〃 〃 〃 〃

دامان کی مناسبت سے پہلے مصرع میں چاک گریبان کرنے کو کہا گیا تھا۔ مگر "کروں نہ کیوں" یہ ٹکڑا ذرا ثقیل تھا۔ اس لیے استاد نے ایک سارا مصرع لگا کر شعر کو فصیح کر دیا۔

راجہ — راجہ شفق نہیں ہے فلک نے بغور دیکھ　　روئے زمیں سے خون شہیدان اُٹھا لیا

اصلاح — 〃 〃 〃 مگر چرخ پیر نے　　〃 〃 〃 〃 〃

"فلک نے بغور دیکھ" یہ ٹکڑا معنی مین کسی قدر خرابی پیدا کرتا تھا اس لیے بجاے اس گے "مگر چرخ پیر نے" بنا کر شعر کو بامعنی و بلند کر دیا۔ اس شعر مین ایک نازک معنی بھی ہین کہ آسمان پر شفق بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام نمودار ہوئی۔

راجہ — کیا تو بیٹھا ہوا دھمکاتا ہے تلوار اُٹھا　　قتل منظور ہے تو حد سے ستمگار اُٹھ آ

اصلاح — " " " " " 　　قتل منظور ہے میرا تو " "

دوسرا مصرع بے ربط و مہمل تھا۔ اس لیے "حد سے ستمگار اُٹھ آ" کو قلم زد کر کے بجاے اُس کے یہ مصرع لکھدیا۔ "قتل منظور ہے میرا تو ستمگار اُٹھ آ" اب مصرع ثانی کو مصرع اولے سے ربط پیدا ہو گیا اور معنی بھی صاف ہو گئے۔

راجہ — تا کوئی جانے شہِ حسن کا کشتہ ہے یہ　　میری میت کو تجمل سے فدا یار اُٹھا

اصلاح — " " " " یہ ہے " " " "

مصرعۂ اولیٰ مین تعقیب کا عیب تھا اسلیے بجاے (ہے یہ) کے (یہ ہے) بنا کر اس عیب کو رفع کر دیا

راجہ — نقد دل لیکے تو دینے کہا کافر بوسہ　　اب خدا کے لیے ناحق کی نہ تکرار اُٹھا

اصلاح — " " " تو دے بوسہ ہین او کافر " " " "

پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔ اب بندش بھی چست ہو گئی اور معنی بھی صاف ہو گئے

راجہ — یادِ دندان نے تمھاری جان پر رکھدیا　　سودۂ الماس زخم خونچکان پر رکھدیا

اصلاح — جب لب و دندان ترے یاد آئے مجھ دلِ خستہ کو " " " " "

پہلا مصرع بے معنے تھا اور مصرعۂ ثانی سے ذرا بھی ربط نہ تھا اس لیے اُستاد نے دوسرا مصرع لگا کر شعر کو بامعنے کر دیا اور مصرعۂ ثانی سے منطبق بھی کر دیا۔

راجہ — غرق کر دیوے نہ کیونکر موج اشک　　آب جب سر کی برابر آگیا

اصلاح — غرق کر دے کیون نہ مجھکو سیل اشک　　پانی اب سر کی برابر آگیا

دونون مصرعون مین ترمیم کر کے شعر کو شستہ و صاف کر دیا۔ پہلے مصرع مین "کر دیوے" برا تھا اُسے "کر دے" بنایا۔ دوسرے مین "آب جب" کو قلمزد کر کے "پانی اب" بنا کر شعر کو لطیف کر دیا۔ کیونکہ اردو کا لفظ جب اردو شعر مین آئے تو فارسی لفظ کیون رکھا جائے۔

راجہ ۔ دل سمجھ لے تو یہی خط کا جواب گھر مرے جیتا کبوتر آگیا

اصلاح ۔ " " میرے گھر " "

مصرعۂ ثانی مین تعقیب تھی اس لیے بجاے "گھر مرے" کے (میرے گھر) بنا دیا۔

راجہ ۔ اب چھری گردن پہ جو چلتی نہین کچھ تو تجھکو خوفِ محشر آگیا

اصلاح ۔ " " " کیا تجھے کچھ " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "کچھ تو تجھکو" کے "کیا تجھے کچھ" بنا کر شعر مین اور صفائی پیدا کر دی۔

راجہ ۔ زلف لپٹی لیلے کی گردن مین دیکھ قیس سے طوق گران اُٹھنے لگا

اصلاح ۔ " " " جب " " " "

پہلے مصرع مین "دیکھ" کا لفظ بے محل تھا۔ اسلیے بجاے اُس کے "جب" بنا کر مصرع ثانی سے ربط پیدا کر دیا۔ شعر مین روانی پیدا ہو گئی۔

راجہ ۔ سن سن مرے نالون کو لگی خلق یہ کہنے ہر روز پھُنکے صور کبھی یہ نہ ہوا تھا

اصلاح ۔ سن سن کے مرے نالون کو کہتا ہے اک عالم " " " "

پہلے مصرع مین "سن سن مرے نالون کو" زبان اور محاورے کے خلاف تھا اس لیے استاد نے "سن سن کے مرے نالون کو" بنایا۔ اور آخر مین "اک عالم" بڑھایا جس سے شعر عمدہ و با محاورہ ہو گیا۔

راجہ ۔ قسمت اُسکی جو کہ لے بوسہ بھلی ہے ہمکو کیا لب تمھارا گو کہ مصری کی ڈلی ہے ہمکو کیا

اصلاح ۔ بوسہ لینے والون کی قسمت " " " " " "

پہلے مصرع مین تعقید کا عیب تھا۔ اس لیے ترمیم فرما کر اس عیب کو دور کر دیا۔

راجہ ۔ غصے سے بل پڑا یہان ابرو کے درمیان تیغ دودم مین اور بھی اک خم نیا ہوا

اصلاح ۔ " " " نہین " " " " " "

مصرعۂ اولی مین بجاے "یہان" کے "نہین" بنا کر شعر مین صفائی پیدا کر دی۔

راجہ ۔ وحشت سے جب تلک کہ یہ آہو ہوا نہ تھا وحشی دل اپنا قیدیِ گیسو ہوا نہ تھا

اصلاح ۔ کعبے مین خلق نافۂ آہو ہوا نہ تھا " " "

اس اصلاح کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے۔ ناقۂ آہو سے گیسو کو جو مناسبت ہے ظاہر ہے۔ کتنا نازک مصرع لگا دیا ہے۔ مصرع دوم مین دل تھا۔ اس لیے پہلے مصرع مین "کعبہ" لائے۔ ؎ دل گذرگاہ جلیل اکبرست + کعبہ بنگاہ خلیلِ آزر است +

راجہ ؎ دل دیکھ میرا سینہ پہ داغ اور اشک — آتش کا باغ یعنی لبِ جو ہوا نہ تھا

اصلاح ؎ دیکھو ہمارے سینۂ سوزان کے داغ کو — باغ خلیل " " " "

دونون مصرعون میں اس حسن سے تصرف کیا گیا کہ شعر مین زور پیدا ہو گیا۔

راجہ ؎ پلہ مین تیرے حسن تلامہ کا یار سے — لے دیدہ تو بھی مثل ترازو ہوا نہ تھا

اصلاح ؎ پلہ مین تیرے تلتا ہے اُس رشک مہ کا حسن + " " " " "

پہلے مصرع مین گنجلک تھی۔ صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ اس لیے حضرت مہر نے اپنے الفاظ مین اسی مفہوم کو کس خوبی سے ادا کر دیا۔ اصلاح سے دونون مصرعے ہم پلہ ہو گئے۔

راجہ ؎ تحریر سے مہ چشم فسونگر مین دیکھکر — کس روز ہم پہ آپ کا جادو ہوا نہ تھا

اصلاح ؎ کب چشم سحر ساز نے مجھکو کیا نہ محو " " " " "

مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے شعر مین لطافت پیدا ہو گئی اب رہا یہ اعتراض کہ پہلے مصرع مین "مجھکو" اور دوسرے مصرع مین "ہم" یہ شتر گربہ ہے۔ مگر یہ اصلاح ۱۲۵۳ھ کی ہے جس کو ۹۳ سال کا زمانہ ہوا اُس دور کے شعرا اس شاعرانہ عیب کو عیب نہین جانتے تھے۔ جس کی صدہا مثالین اساتذۂ قدیم کے کلام مین مل سکتی ہین۔

راجہ ؎ کہہ کے مجھ سے مے کا پیا ہے گناہ — دل کو بریان میرے زاہد نے کیا

اصلاح ؎ " " " " — دل کباب اے وائے " " "

مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین اور صفائی پیدا ہو گئی۔

راجہ ؎ ابروے بت جان کر طاق حرم — بتکدے کو سجدہ ساجد نے کیا

اصلاح ؎ " " " " " " " زاہد نے کیا

"ساجد" سے "زاہد" کا لفظ اس محل پر زیادہ مناسب تھا۔ اس لیے مصرع ثانی مین ترمیم کیا گیا۔ "طاق حرم" کے بعد "کو" محذوف ہے۔ مصرع ثانی مین (کو) ثابت رکھا گیا۔

راجہ ۔ دامن سے کیون کرے ہے تو اے بخبر ہوا جان ہوگئی مری تہ تیغ دو سر ہوا

اصلاح ۔ دامن سے بس نہ کر تو اب اے بخبر ہوا " " " " "

پہلا مصرع غیر فصیح تھا اس لیے بدلا گیا۔ مگر "ہوا کرنا" سے ہوا دینا اچھا ہے اب اس دور مین قطعاً متروک ہے۔

راجہ ۔ بلبل بچاری غش مین پڑی ہے چمن کے بیچ اے گل تو آج اپنے ہی دامن سے کر ہوا

اصلاح ۔ غش آگیا ہے بلبلِ شیدا کو باغ مین " " " " "

پہلے مصرع مین "چمن کے بیچ" یہ ٹکڑا برا تھا اس لیے پہلا مصرع بدلا گیا جو نہایت فصیح ہے مگر مصرع ثانی مین "دامن سے کر ہوا" یہ ٹکڑا بھی محتاج اصلاح تھا۔

راجہ ۔ اے تصور مہروش کے کیون نہون ممنون ترا یہ سیہ دل مطلع الانوار تو نے ہی کیا

اصلاح ۔ اے خیال مہروش کیونکر " " " " مطلع الانوار " "

پہلے مصرع مین لفظ "کے" بے ضرورت تھا اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔

راجہ ۔ ناتوانی ہوئی اس حد پہ کہ گردن سے مری بارہا پھولون کا اک ہار اُٹھایا نہ اُٹھا

اصلاح ۔ یہ گلوگیر ہوا ضعف کہ گردن نے مری " " " " "

مصرعۂ اولیٰ مین زبان کا نقص تھا۔ اس لیے ترمیم کیا گیا۔ گلوگیر۔ گردن کی رعایت سے خوب ہے۔

راجہ ۔ در پہ قاتل کے مین ایسی ہی زمین پکڑی تھی کھینچ کر گھر سے وہ تلوار اُٹھ آیا۔ نہ اُٹھا

اصلاح ۔ ایسی پکڑی تھی زمین مین نے درِ قاتل کی " " " " "

مصرعۂ اولیٰ مین "مین ایسی ہی زمین پکڑی تھی" یہ ٹکڑا غلط تھا اس لیے مصرع بدل دیا گیا۔

راجہ ۔ مجھے وہ کون سی شب قبر مین قرار نہ تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے سحر تک مرا مزار نہ تھا

اصلاح ۔ وہ کون شب تھی لحد مین جو بیقرار نہ تھا " " " " "

پہلے مصرع مین تعقید لفظی کا عیب تھا اس لیے اسی مفہوم کو استاد نے ادا کر کے یہ عیب دور کر دیا

راجہ ۔ شعلہ کرتا ہی رہا شمع کے سر پہ سایا کر تو اے نخلِ مژہ دیدہ تر پہ سایہ

اصلاح ۔ شعلہ کرتا ہے اگر " " " " " "

پہلے مصرع مین "کرتا ہی رہا" کے بجائے "کرتا ہے اگر" بنا کر مطلع کو درست فرمایا جس سے زمانہ کا

جو دونون مصرعون مین فرق تھا جاتا رہا۔

راجہ ۔ بل پہ بل کھائی کمر بل بے نزاکت تیری جعد مشکین کا پڑے ہے جو کمر پر سایا
اصلاح ۔ " " کھائے " " " " " " " جو پڑجاے " " "

پہلے مصرع مین "کھائی" کو "کھائے" بنایا دوسرے مصرع مین "پڑے ہے" کو قلمزد کر کے "جو پڑجاے" لکھدیا جس سے شعر صحیح و درست ہو گیا۔

راجہ ۔ ایسا لاغر ہون کہ اس بار سے دب جاتا ہون کسی طایر کا جو پڑجاے ہے سر پر سایا
اصلاح ۔ " " " " " " " " " " پڑجاتا " " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "پڑجاے" "پڑجاتا" بنایا۔ اہل لکھنؤ پڑجاے ہے نہین بولتے

راجہ ۔ قمری دل پہ مرا طوق کی سیلی کو پہن چمن دہر مین اب سرو سا آزاد ہوا
اصلاح ۔ پہنی جب طوق کی سیلی تو مرا قمری دل " " " " "

الفاظ وہی ہین مگر مصرع اولی کی ترمیم سے جو زبان کا نقص تھا جاتا رہا "طوق کی سیلی کو پہن" اس ٹکڑے ہین زبان کا نقص تھا۔

راجہ ۔ اپنے کوچہ مین نہ دی خاک تری اُس نے دلا خاکساری کا صلہ یہ تجھے امداد ہوا
اصلاح ۔ اُس نے کوچہ مین نہ رہنے دی تری خاک دلا " " " " "

پہلے مصرع کو محاورہ و زبان سے کوئی واسطہ نہ تھا "نہ دی خاک تری اُس نے دلا" یہ ٹکڑا مہمل اور بے معنی تھا۔ استاد نے اسی مفہوم کو اس خوبی سے ادا کردیا کہ شعر با معنی ہو گیا۔

راجہ ۔ مین ہوا قیس ہوا بلکہ وہ فرہاد ہوا سب کا دل آہ ترے ہاتھ سے برباد ہوا
اصلاح ۔ " " " " وامق و " " " " " "

مصرع اولی مین 'بلکہ وہ' زاید تھا اس لیے 'وامق و' بجاے اُسکے بناکر مطلع کو مطلع الانوار بنادیا۔

راجہ ۔ چھیڑا چٹکی سے رگ جان کو مرے بے نشتر اس نئی طرز کا دنیا مین تو فصاد ہوا
اصلاح ۔ " " " " " " " کس نئی " " " "

مصرعۂ ثانی مین بجائے "اس" کے "کس" بنا کر مصرع مین زور اور ترقی پیدا کر دی۔ رگ جان کو راجہ نے مذکر باندھا ہے۔ اب رگ کو مونث بولتے ہین۔

راجہ — آنسو نہین آنکھون مین مری یار بھر آیا یہ نوح کا طوفان دگر بار بھر آیا

اصلاح — " " " " " " " " " ہے اے یار بھر آیا

مصرعۂ ثانی مین "دگر بار بھر آیا" کو قلمزد کر کے یہ نوٹ تحریر فرمایا (دگر بار محاورۂ کالیستان است بار دگر گفتن باید) مگر اصلاح سے دونون مصرعون مین "یار" کا قافیہ مطلع مین ایک ہی معنی مین آپڑا ہے۔ اسے سوائے سہو نظر اور کیا کہا جائے۔

راجہ — تو آج زمین ہو رہی ہے ہمہ تن چشم کل کس نے یہان توسن رہوار بھر آیا

اصلاح — " " ہو رہی ہے کیون " " " " " کاوے یہ رہوار بھر آیا

مصرع ثانی مین توسن ورہوار۔ دونون لفظون کے ایک ہی معنے تھے اس لیے بجائے اسکے "کاوے یہ" خوب بنایا۔ اس اصلاح سے ردیف چمک اٹھی۔

راجہ — گو پاؤن مین چھالے تھے مگر راجہ کو تو نے صحرا مین جنون بر سر ہر خار بھر آیا

اصلاح — " " " " " افسوس کہ صحرا مین سر خار بھر آیا

مصرعۂ ثانی کی ترکیب نادرست تھی "بر سر ہر خار" یہ ٹکڑا کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا۔ اس لیے بجائے "جنون" کے معشوق ہی کے خطاب پر اکتفا کی گئی۔ کیونکہ مصرعۂ ثانی مین اتنی گنجایش نہ تھی کہ جنون کا لفظ بھی لایا جاتا۔

راجہ — خوف محشر کا ہوا خوب کہ یاد آ تو گیا قتل کا خاطر قاتل سے ارادا تو گیا

اصلاح — خوف محشر اُسے صد شکر کہ " " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "خوف محشر کا ہوا خوب" کے "خوف محشر اُسے صد شکر" بنا کر شعر کو زبان کے سانچے مین ڈھال دیا۔

راجہ — بوسہ تو دل لے ابرو کا تو سر سے باز آ گر خوف سا ہے ابروے دلبر سے باز آ

اصلاح — ابرو کا بوسہ لے تو دلا سر سے باز آ " " " " "

مصرعۂ اولی مین "تو" کی تکرار بدنما تھی۔ اس اصلاح سے مطلع صاف ہو گیا۔

راجہ — قاتل یہ بیگناہون کو تھوڑا کیا ہے قتل کچھ تو خیال خطرۂ محشر سے باز آ

اصلاح — سفاک " " " " " " " " " "

مصرعۂ اولی مین لفظ "یہ" زائد تھا۔ اس لیے بجائے "قاتل یہ" کے "سفاک" بنا دیا۔

راجہ ۔ مہر جب منہ کو چھپاے ہے شفق ہوکے خجل ماہ منہ تیرا کب اس منہ کے مقابل ہوگا

اصلاح ۔ مہر جب منہ کو چھپاتا ہو خجالت سے بھلا " " " " " "

مصرعۂ اولی مین اول تو زبان کا عیب تھا دوسرے مہر دن مین نکلتا ہے اور شفق شام کو نمودار ہوتی ہے اصلاح سے شعر چمک گیا۔ اور یہ عیوب بھی مٹ گئے۔

راجہ ۔ ناخن پا مہ کنعان کا جو ہے مثل ہلال دیکھنا چاہ سے نکلے مہ کامل ہوگا

اصلاح ۔ " " " " چندہی روز مین بڑھ کے " " "

مصرعۂ ثانی بے ربط بلکہ مہمل تھا۔ اس لیے ترمیم کی گئی۔ مگر ناخن پا کا ہلال سے بڑھ کے کامل ہونا ناچیز مؤلف کے خیال مین اچھا نہین۔

راجہ ۔ وہ مین ڈوبا ہون ترے ہجر کے دریا مین یار حشر تک بھی نہ میسر مجھے ساحل ہوگا

اصلاح ۔ ایسا " " " " " کہ یار " " " " "

پہلے مصرع مین "وہ مین" کے بجاے "ایسا" بنایا جس سے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہوا اور پہلا مصرع کاف بیانیہ کا بھی محتاج تھا اس لیے (کہ یار) بھی بنا کر شعر کو درست کر دیا۔

راجہ ۔ چھڑکے وہ قبر پہ جو گلاب اور دوسرا یہ اک عذاب پر ہے عذاب اور دوسرا

اصلاح ۔ ڈھونڈھا ہے اُس نے خانہ خراب اور دوسرا " " " " "

مصرعۂ اولی مصرعۂ ثانی سے منطبق نہ تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔

راجہ ۔ اک باب پڑھ کے راجہ تو ایسے کہے ہے شعر پڑھتا گلستان کا جو تو باب اور دوسرا

اصلاح ۔ کہتا ہے شعر پڑھ کے گلستان کا ایک باب کیا ہوتا پڑھتا راجہ جو باب اور دوسرا

اس مقطع مین زبان کی خامی تھی لہذا اسی مفہوم کو استاد نے اپنے الفاظ مین ادا کر دیا اس مقطع سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر کا یہ ابتدائی کلام ہے یعنی جس زمانہ مین یہ غزل کہی وہ زمانہ یہ تھا کہ وہ صرف گلستان کا ایک باب پڑھے تھے۔

راجہ ۔ سر پر مرے یہ گنبد اخضر پھرا کیا مین شکل ظرف چاک کے اوپر پھرا کیا

اصلاح ۔ ہرگز گیا نہ پاؤن کا چکر پھرا کیا " " " " "

پہلے مصرع مین "گنبدِ اخضر" کچھ نہ تھا۔ اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا۔ جس سے مطلع کے معنی ہی کچھ اور ہو گئے۔

راجہ ۔ لے کر عصا بھی آہ کا اُٹھ سکتے ہم نہین کیا جانے قیس کیسا تھا لاغر پھرا کیا
اصلاح ۔ لیکر عصائے آہ بھی ہم تو نہ اُٹھ سکے " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا اور جو گنجلک مصرعۂ اولےٰ مین تھی اُس کی اصلاح ہو گئی۔

راجہ ۔ یہ سختیان کاٹتے ہے جو فرہاد جہان مین سر پھوڑنے کو کیا اُسے پتھر نہین ملتا
اصلاح ۔ کن سختیون سے کاٹتا ہے کوہ کن اوقات " " " "

پہلا مصرع زبان اور محاورے کے خلاف تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔ اصلاح سے پہلا مصرع دوسرے مصرع سے منطبق ہو گیا۔

راجہ ۔ باندھے ہے دست و پا جو پس مرگ اس قدر دیوانہ بھاگ جائیگا تیرا کفن سے کیا
اصلاح ۔ کیون ہاتھ پاؤن باندھتا ہے بعد مرگ تو " " " "

اس اصلاح سے شعر مین صفائی اور بیان مین روانی پیدا ہو گئی۔

راجہ ۔ پانی مین عکس رخ کو ترے دیکھ بولی خلق خورشید گر پڑا ہے یہ چرخ کہن سے کیا
اصلاح ۔ " " " جو پڑا تیرا " " " " " "

مصرعۂ اولی مین "عکس رخ کو ترے دیکھ" کے بجاے "عکس رخ جو پڑا تیرا" بنایا۔ کیونکہ عکس رخ کے لیے "پڑا" کا لفظ ضروری تھا۔ اس اصلاح سے شعر مثل آئینے کے صاف ہو گیا

راجہ ۔ راجہ مجھے وہ دیکھ جو بھاگے ہے نجد چھوڑ مجنون بھی تنگ ہے مرے دیوانہ پن سے کیا
اصلاح ۔ " " دیکھ کے بھاگا جو نجد سے " " " "

پہلا مصرع غیر فصیح تھا۔ اس ترمیم سے شعر شعر ہو گیا۔

راجہ ۔ جب تک کہ شانہ بن دل مضطر نہ جائیگا تیرا بھی بل یہ زلف معنبر نہ جائیگا
اصلاحؔ " " کہ قیر مین " " " " " "

پہلا مصرع زبان و محاورے کے خلاف تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔

راجہ ؎ جس دم عدم کو عزم یہ راجہ کریگی جان	آہ دیکھا کا ساتھ تو لشکر نہ جائے گا

اصلاح ؎ راجہ عدم کا عزم کریگی جو تن سے جان	"	"	"	"

پہلے مصرع میں جو زبان کی خامی تھی اُس کے سمجھانے کی چنداں ضرورت نہیں اس اصلاح سے شعر میں صفائی و لطافت پیدا ہو گئی۔

راجہ ؎ جو تیرے حلم پا کا بار پڑتا عرش و کرسی پر	نکلتا درمیاں سے صاف خم گردون گرداں کا

اصلاح ؎ جو پائے حلم مجھ بے کس کا پڑتا عرش و کرسی پر	"	"	"	"

اس اصلاح سے شعر میں صفائی اور بندش میں چستی آگئی۔

راجہ ؎ سو طرح سے جو گیا بھیس بدل مقتل میں	پھر بھی اُس قاتل خونخوار نے منھ پھیر لیا

اصلاح ؎ بارہا بھیس بدل کر میں گیا	"	"	"	"

"بھیس بدل مقتل میں" یہ ٹکڑا جب تک "بھیس بدلکر" نہ کہا جائے صحیح نہیں ہو سکتا اس لیے بجائے اُس کے "بھیس بدل کر" بنا کر اس بے معنی ٹکڑے کو بامعنے کر دیا۔

راجہ ؎ روتی ہے سدا سوز دروں سے کھڑی شمع	یاد آئے ہے جل جانا جو پروانے کے پر کا

اصلاح ؎ کس سوز سے روتی ہے کھڑی شمع لگن میں	یاد آتا	"	"	"	"

پہلا مصرع اس حسن سے ترمیم کیا گیا کہ شعر میں لطف زبان کے علاوہ گرمی بڑھ گئی اور مصرع ثانی میں بجائے "یاد آئے ہے" کے "یاد آتا ہے" بنا کر شعر میں لطافت پیدا کر دی۔

راجہ ؎ بیخود نہ اُس سے کچھ مہ تنویر بن گیا	مجمع بتان کا بزم تصاویر بن گیا

اصلاح ؎ بیخود نہ رخ سے کچھ دل دلگیر بن گیا	مجمع بتوں کا	"	"

پہلے مصرع میں (مہ تنویر) یہی ترکیب مہمل تھی اور پھر اُس کا بیخود ہونا خلاف عقل تھا اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔ مصرعہ ثانی میں لفظ "بتان" بے محل تھا اس لیے بجائے اُسکے "بتوں" بنا کر مطلع کو پاکیزہ کر دیا۔

راجہ ؎ کاکل نہیں اُس یار کے رخسار پہ لٹکا	ہے مار سیہ حسن کی دیوار پہ لٹکا

اصلاح ؎ یہ طرۂ طرار رخ یار پہ لٹکا	یا	"	"	"	"

ظاہر ہے کہ "کاکل" تانیث ہے اس لئے طرۂ طرار بنایا۔ دوسرے مصرع میں بجائے "ہے" کے

"دیا" بنایا جس سے مصرعۂ اولیٰ کا مفہوم ادا ہو گیا۔

راجہ ۔ سن کر زر سر نوک فرہ یار کی شادی یاں اشک کا سہرا رخ بیمار پہ لٹکا
اصلاح ۔ واں غیر سے شادی ہوئی اُس شوخ کی آوے " " "
پہلا مصرع بے معنے تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔

خواجہ وزیر۔ وزیر

خواجہ اسد علی آفتاب الدولہ "قلق"

قلق ۔ صاف لکھ بھیجا جواب اُس نے مری تحریر کا حال روشن ہو گیا سارا خط تقدیر کا
اصلاح ۔ " " " " " لو لفافہ کھل گیا " " "
مصرعۂ ثانی میں "تحریر" کی رعایت سے خواجہ صاحب نے "لو لفافہ کھل گیا" بنایا اور خوب بنایا۔ اس اصلاح سے شعر میں لطافت پیدا ہو گئی اور ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا۔

قلق ۔ صاف دل ہوں کن مدعی پہونچا سکے گا کیا ضرر کارگر کیا نیش ہو گا عقرب تصویر کا
اصلاح ۔ بے لیاقت " " " " " " " " "
پہلے مصرع میں بجائے "صاف دل ہوں" کے "بے لیاقت" بنایا جس سے ضمناً مدعی کی تفضیح بھی ہوئی اور شعر بھی صاف ہو گیا۔

قلق ۔ جب ہو اگرم سخن تو بزم کو مہکا دیا عطر کھینچا یار کے لب نے گل تقریر کا
اصلاح ۔ جب ہو اگرم کلام مختصر مہکا دیا " " "
مصرعۂ اولیٰ میں بجائے "سخن تو بزم" کے "کلام مختصر" بنا کر دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا کر دیا۔ کلام مختصر کا ایسا معنے خیز ٹکڑا رکھدیا کہ عطر کھینچنے کا ثبوت قوی ہو گیا۔ کتنی نازک اصلاح دی۔

قلق ۔ ادھر بھی دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا
اصلاح ۔ ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا " " "
صرف ایک لفظ "ادا" نے شعر میں کیا خوب ادا پیدا کر دی۔ ایسی اصلاح کہتے ہیں۔ جس نے اس مطلع کو مقبول خاص و عام کر دیا۔ دیکھیے ایک ذرا سے لفظ نے مطلع میں لاکھوں ناز پیدا کر دیے۔

قلق ے الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ لایا ہے ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
اصلاح ے الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بے ڈھب ہے " " " "
پہلے مصرع مین بجائے "رنگ لایا ہے" کے "رنگ بے ڈھب ہے" بنا کر شعر مین لطف زبان پیدا کر دیا
قلق ے نگہ بہر سے دیکھو جو ذرا تم مجھکو پھر جگہ آنکھون مین دینے لگین مردم مجھکو
اصلاح ے " " " " آنکھ کا تارا سمجھنے لگین مردم مجھکو
دوسرے مصرع مین "پھر جگہ آنکھون مین دینے لگین" کے بجائے "آنکھ کا تارا سمجھنے لگین" بنایا
جس سے شعر مین ترقی کے علاوہ مناسبت الفاظ کس قدر پیدا ہو گئی۔
قلق ے مسکرانا ترا یاد آتا ہے جب اے خوش رو خون رلواتا ہے غنچون کا تبسم مجھکو
اصلاح ے " " " " گل تر " " " " "
پہلے مصرع مین "خوش رو" کے بجائے "گل تر" بنا کے شعر کو رعایت لفظی سے مالامال کر دیا۔ یہ
اُس دور کا خاص مذاق تھا۔ جو اب نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے

میر ببر علی انیس

مشاطۂ سخن حصۂ اول صفحہ ۷۴ مین خاکسار مؤلف نے جناب بنن صاحب برادر کوچک مولوی سید
سبط حسین سے سن کر یہ لکھدیا تھا کہ میر نواب مونس مرحوم نے ایک مرثیہ جس کا مطلع یہ تھا ے
پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح بڑی محنت سے کہا اور میر صاحب مرحوم کو یہ کہکر سنایا کہ
اگر ایک اصلاح بھی آپ اس مرثیہ پر دیدین تو مین مرثیہ آپ کے نذر کر دون۔ میر انیس مرحوم نے فرمایا
کہ مین مرثیہ لے لونگا۔ مونس نے کہا جی ہان۔ اس شرط کے بعد کہا اچھا پڑھیے۔ مونس نے پڑھنا
شروع کیا جب یہ بند پڑھا ے

وہ پھولنا شفق کا وہ مینائے لاجورد مخمل سی وہ گیاہ وہ گل سبز سرخ زرد
رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد

اسی بند کے تیسرے مصرع کو میر انیس مرحوم نے یون بنایا "رکھتی تھی پھونک کر قدم اپنا ہوائے سرد"
اور مرثیہ مطابق شرط کے مونس مرحوم کو دینا پڑا۔
اس واقعے کی تردید زبانی اکثر احباب نے کی اور کئی مضامین اسکی تردید مین میرے پاس آئے

جس مین سے مولانا قتیل بھرسری کا مضمون مع اپنے مختصر نوٹ کے حسن ادب مین مین نے شائع کرادیا۔ مین انسان ہون کوئی عالم لاہوت کا باشندہ نہین۔ اگر مین نے دھوکا کھایا تو اس کا اعتراف کرتے ہوے معذرت خواہ بھی ہون۔

مین اپنے نکتہ رس دوست حضرت جامی کا شکر گزار ہون کہ موصوف نے مشاطۂ سخن کا ریویو کرتے ہوے اس اصلاح کا بھی ذکر فرمایا اور نہایت تحقیق کے ساتھ رسالۂ زمانہ ماہ دسمبر ۱۹۱۸ء مین اس واقعہ کی اصل روایت یون تحریر فرمائی۔

میر انیس مرحوم نے ایک مجلس مین اپنا یہ مرثیہ پڑھا تھا ؎

پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح + اسکے اختتام پر وقت شام یون دکھایا ہے۔

"تا بون سے اُڑکے سوے فلک جارہی تھی گرد سبزے پہ لوٹ پوٹ تھا مینائے لاجورد

دوسرے روز میر مونس مرحوم ایک مرثیہ لکھکر لائے اور میر انیس کی خدمت مین پیش کیا انھون نے صبح کی سبزی اس بند مین دکھائی ؎

زردی شفق مین اور وہ مینائے لاجورد
مخمل سی نرم گیاد مین گل سبز سرخ زرد
رکھتی تھی پھونک کر قدم اپنا ہوا سے سر
یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد

میر انیس نے دیکھا اور گرم ہوکر فرمایا کہ یہ کیا دفتہً آسمان سے زمین پر نیچے گر پڑے۔ ذرا خوب غور کرو کہ یہ ہوا کے چوری سے آنے کا محل نہین رہا۔ پھر کل بند کے مصرعون کو یون بنایا ؎

وہ پھولنا شفق کا وہ مینائے لاجورد
مخمل سی وہ گیاہ وہ گل سبز سرخ زرد
رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد
یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد

مونس نے عذر کیا کہ ہوا کے آنکھین کہان جو دیکھ سکے۔ انیس نے فرمایا مگر کان تو ہین۔ مطلب یہ کہ پھونکنا کسی بات کا کان کے اندر کہا جاتا ہے اور پامالی گل تر کے خوف سے ہوا کو قدم قدم پر دیکھنا ضرور تھا۔

ایسے باخبر وباکمال سخنور اب مشکل سے پیدا ہون گے جن کا ملکۂ فطرت شناسی ولطف زبان آوری اب تک یادگار وسبق آموز لیل ونہار ہین۔

میر صاحب نے اس بند مین جن جن مقامات پر اپنا قلم لگا دیا ہے۔ وہ دیکھنے اور سمجھنے کی چیز ہین

اور واقعی سبق آموز ہین -

میر مونس کا یہ مطلع آج زبانون پر ہے مگر اصل مین مونس نے یون کہا تھا ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے یون ہی مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

میر انیس نے فرمایا کہ بھائی دوسرے مصرع کو یون بنا دو - ع

گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

سبحان اللہ - اس اصلاح کی تعریف مین زبان و قلم دونون قاصر ہین - پہلے مصرع مین دو ٹکڑے ہین، "نہ تڑپنے کی اجازت ہے" دوسرا "نہ فریاد کی ہے" ان دونون ٹکڑون کا ثبوت قوی "گھٹ کے مرجاؤن" اس ٹکڑے سے پیدا ہوگیا - ورنہ "یون ہی مرجاؤن" تو یون ہی تھا اسی اصلاح کا یہ اثر ہوا کہ یہ مطلع مشہور عالم ہوگیا -

یہ اصلاح داروغہ واجد حسین صاحب "واقف" تلمیذ حضرت "اسیر" مرحوم نے عنایت فرمائی اُن کو جناب بابو صاحب خلف عارف مرحوم نبیرۂ انیس سے حاصل ہوئی -

مرزا سلامت علی - دبیر - لکھنوی

میر واجد حسین مجھ سے ناقل تھے کہ ایک مرثیہ کسی شاگرد کا کہا ہوا مجھے مرزا صاحب نے دیا کہ اسکو صاف کردو حضرت عباس کے حال کا مرثیہ تھا - اس موقع پر کہ جب حضرت عباس خیمے سے برآمد ہوئے ہین مرزا صاحب نے اصلاحاً یہ ٹیپ لکھی تھی -

آپ آتے ہین عورت نہ کوئی سامنے آئے اقبال سے کہدو کہ عنان تھامنے آئے

مجھے جو شرارت سوجھی تو مین نے دوسرا مصرعہ یون لکھ دیا ع ہان فتح سے کہدو کہ عنان تھامنے آئے مین گردن جھکائے لکھ رہا تھا کہ مرزا صاحب آہستہ آہستہ آکر پیچھے کھڑے ہوگئے - مجھے خبر نہ ہوئی اِس ٹیپ کو پڑھکر ہنسے اور فرمایا "واہ میر واجد حسین صاحب! آپ نے تو مجھے بھی اصلاح دیدی - اب مین نے گردن اُٹھائی، دیکھا مرزا صاحب کھڑے ہوئے ہین، مین چپ فرمایا کیا اقبال سے آپ فتح کو اس موقع پر ترجیح دیتے ہین - مین نے عرض کی جی نہین اس وقت میرے خیال مین یون ہی آگیا، مین اس کو مٹائے دیتا ہون، کپڑا پانی مین ڈوبا ہوا سامنے رکھا تھا، مین نے اُٹھایا، فرمایا ذرا ٹھیرو سمجھ تو لو لفظ فتح مین کیا برائی اور اقبال مین کیا خوبی ہے - مین نے کہا فرمایئے، فرمایا اقبال اردو مین مذکر

اور فتح مؤنث ہے۔ پس جب شاعر اچھے شگون کے خیال سے یہ کہتا ہے کہ عورت کوئی نہ سامنے آئے تو فتح کا جو مؤنث ہے، سامنے آنا کب مناسب ہوگا۔ اس کے سوا لفظ اقبال کے لفظی معنے پر غور کرو۔ اقبال کے خود معنے آگے آنے کے ہین، لفظ فتح مین یہ بات کہان

(حیات دبیر جلد اول صفحہ ۵۴)

برادر مکرم جناب نفیس نگلوری تحریر فرماتے ہین کہ مرزا احمد صاحب ظہور جن کے انتقال کو ابھی برس ہوئے، مجھ سے ناقل تھے کہ ایک دن میر صفدر علی صفدر مرحوم میری موجودگی مین اپنا مرثیہ سناتے جاتے تھے، اور مرزا مرحوم سن سن کر جابجا اصلاح دیتے جاتے تھے کہ انھون نے ایک مقام پر تلوار کی تعریف مین یہ ٹیپ پڑھی

سد سکندری کو تپ لرزہ آتی تھی　　دیوار قہقہہ بھی کھڑی تھرتھراتی تھی

فرمایا اس کو یون بناؤ

سد سکندری پہ جو بھڑکی گھلا دیا　　دیوار قہقہہ پہ جو کڑکی رلا دیا

(حیات دبیر جلد اول صفحہ ۶۳)

مرزا اصغر علی خان نسیم۔ دہلوی

منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی:

ہاے اب تک نہ رخ ساغر و مینا دیکھا　　آج کیا جانیے منہ اُٹھتے ہی کس کا دیکھا

اصلاح۔ " " " " " " صبح کو " "

دوسرے مصرع مین بجاے "منہ اُٹھتے ہی" کے "منہ صبح کو" بنایا۔ خاص محاورہ یہی تھا۔ جو اس محل پر اصلاح مین صرف کیا گیا۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر مین کس قدر لطف زبان پیدا ہوگیا اور ایک مذموم پہلو جو شعر مین پہلے تھا جاتا رہا

تسلیم۔ کون سنتا ہے مین کس سے کہون دل کی باتین　　پنبہ در گوش تری بزم مین مینا دیکھا

اصلاح۔ کون سنتا ہے مین کس سے کہون دل کی ساقی　　" " " "

پہلے مصرع مین بجاے "باتین" کے "ساقی" بنایا۔ ظاہر ہے کہ دوسرے مصرع مین مینا کا ذکر ہے اسی مناسبت سے پہلے مصرع مین ساقی سے خطاب ہے۔ اصلاح سے شعر صاف ہوگیا اور "تری بزم"

کا ثبوت قوی ہو گیا۔

تسلیم ؎ روتے روتے مین اگر سو بھی گیا فرقت مین　خوابِ مین دیدۂ پرآب نے دریا دیکھا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 ہجر کی شب 〃 〃 〃 〃 〃

مصرعۂ ثانی مین خواب کا ذکر ہے اس لیے مصرعۂ اولی مین استاد نے بجائے "فرقت مین"، کے ہجر کی شب، بنایا۔ خواب کے لیے شب کی ضرورت تھی۔ میرے ایک دوست نے اس شعر کو سن کر فرمایا کہ ہجر کی شب کا سونا قیامت ہے۔ مین نے عرض کیا کہ تقاضائے فطرت ہے۔ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے اس برجستہ فقرے کی داد دی۔

تسلیم ؎ سایہ جو زلف کا کمر یار تک گیا　مانند شاخ سنبل بیجان لچک گیا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 نازک سنبل 〃 〃

دوسرے مصرع مین استاد نے "نازک"، کا لفظ بنا کر شعر مین نزاکت پیدا کر دی

تسلیم ؎ لاتی ہے فرق رسم محبت مین دل لگی　چھیڑا صبا نے آکے تو غنچہ چٹک گیا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 پیار سے 〃 〃

دوسرے مصرع مین "آکے تو" زاید تھا اس لیے بجائے اس ٹکڑے کے استاد کامل نے "پیار سے" بنا کر پہلے مصرع مین جو "محبت"، کا لفظ تھا اس کو ثابت کر دیا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

تسلیم ؎ پہلو مین اب کہان دل گم گشتہ کا پتا　مدت ہوئی کہ دیدۂ تر سے ٹپک گیا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 خون گشتہ 〃 〃 〃 〃 〃

پہلے مصرع مین "گم گشتہ"، کو قلم زد فرما کے خون گشتہ بنایا۔ واقعہ ہے کہ جب تک خون گشتہ نہ ہوتا دیدۂ تر سے ٹپکنا ناممکن تھا۔ استادانہ اصلاح دی۔

تسلیم ؎ پھول خشک۔ افسردہ سبزہ۔ شمع چپ۔ بالین اُداس　روئے ہم عالم گور غریبان دیکھکر

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 جی بھر آیا 〃 〃 〃

مصرعۂ ثانی مین "روئے ہم" کے بجائے "جی بھر آیا"، بنا کر شعر مین درد و اثر پیدا کر دیا جیسا بےمثل شعر تھا ویسی ہی بےنظیر اصلاح بھی دی۔ اس شعر مین حسرت و یاس و بےکسی کی جو تصویر کھینچی گئی ہے اُس سے دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے۔ حضرت تسلیم کا یہ شعر اُن کے

تین دیوانون مین سرمایۂ ناز ہے۔

تسلیم ؎ سچا ہے اگر دعوے دل مین وہی کا فر — رکھدیتے ہین مسجد مین قسم کھا کے اُٹھالے

اصلاح ؎ " " " " بت " " " " " "

پہلے مصرع مین "وہی" کی ضرورت کیا تھی جب "بت" کا لفظ بے تکلف آسکتا ہے کافر کی رعایت اور مسجد کی مناسبت سے (بت) کا لفظ خوب بنایا گیا۔ ؎

عطیۂ حضرت زاہد

چند اصلاحین اساتذۂ قدیم کی ہمارے مخدوم ومحترم سید زاہد حسین صاحب زاہد رئیس سہارنپوری تلمیذ حضرت امیر مینائی رح نے ہماری استدعا پر ہمین مرحمت فرمائین۔ حصۂ اول مین بھی آپ نے وہ اصلاحین روانہ فرمائی تھین جن پر منشی صاحب قبلہ کے قلم کے لکھے ہوے نوٹ تھے اور خاص آپ ہی کے کلام بلاغت نظام پر تھین۔ اور جب مشاطۂ سخن کا پہلا حصہ آپ کی خدمت مین پہونچا تو اس کی رسید مین جو گرامی نامہ حضرت زاہد کا آیا اُس مین یہ ارقام فرمایا تھا کہ "اس مین شبہ نہین کہ یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب اور بے حد مفید ہے۔ خدا کرے ملک اس کی قدر کرے اور آپ کی محنت کی پوری داد ملے۔ چند اصلاحین میرے خیال مین بھی اساتذہ کی ہین انشاءاللہ طبع آیندہ کے وقت بشرط یاد دہانی لکھونگا"، اسی آخری فقرے کی بنا پر مین نے یاد دہانی کرائی تو چند اصلاحین مرحمت ہوئین۔ آپ نے باوجود ناسازی مزاج یہ زحمت فرمائی کہ اپنے خاص قلم سے لکھکر اپنے گرامی نامہ کے ساتھ یہ اصلاحین "مشاطۂ سخن" حصۂ دوم کے لیے مرحمت فرمائین محبت وادب نوازی کی انتہا ہوگئی۔ انھین مرسلہ اصلاحون مین میر انیس مرحوم کی بھی دو اصلاحین ہین اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ جو اصلاحین ہمارے محترم دوست نے بھیجی ہین اُن مین اکثر اصلاحین ناسخ کے کلام پر آتش کی اور آتش کے کلام پر ناسخ کی ہین اور اسیر کے کلام پر آتش کی۔ خیر یہان تک تو مضایقہ نہین کہ آتش مصحفی کے ارشد تلامذہ مین سے تھے۔ بعد مصحفی کے ممکن ہے کہ اپنا کچھ کلام اسیر نے آتش کو دکھایا ہو مگر آتش وناسخ کے معاملہ مین جہان تک خیال کیا جاتا ہے قرین قیاس یہی ہے کہ اپنے مقام پر بیٹھکر یہ دونون بزرگ ایک دوسرے کے کلام پر اصلاحین دیا کرتے ہونگے جو نہ زیادہ مشہور ہوئین نہ تذکرون مین درج کی گئین۔ خاص خاص بزرگ اس راز سے واقف تھے انھین بزرگون سے سن کر حضرت

؎ یہ اصلاحین حضرت عشرت لکھنوی نے مرحمت فرمائین اُن کا ذکر حضرت تسلیم نے عشرت سے فرمایا۔ آپ نے نوٹ کر لیا۔

زاہد کے تخیل حافظہ مین محفوظ تھین جو آج شاطۂ سخن کے زرین دامن مین ٹانک دی جاتی ہین۔ شایقین ادب کو حضرت زاہد کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انھون نے ایسی نادر و نایاب اصلاحین مرحمت فرمائین کہ جس سے ہمارے ارباب ادب اب تک بالکل ناواقف تھے۔ ہم حضرت زاہد کی مرسلہ اصلاحین اسی سرخی کے تحت مین شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہین۔

شیخ ناسخ سے دے دوپٹہ تو اپنا ململ کا ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا

اصلاح خواجہ آتش سے ڈال سایہ تو اپنے آنچل کا " " "

ناتوان کے لیے آنچل کے سایے سے سبک تر کفن اور کیا ہو سکتا ہے۔ سمجھ مین نہین آتا کہ خواجہ صاحب کی اس نازک خیالی کی کن الفاظ مین داد دی جائے۔

منشی مظفر علی اسیر سے وہ زار ہون کہ ہو چشم مور مین مدفون کمال تنگ ملا گوشۂ مزار مجھے

اصلاح آتش سے " " " " " بہت فراخ " "

سبحان اللہ "کمال تنگ" کو "بہت فراخ" بنایا۔ چونکہ پہلے مصرع مین "زار" کا لفظ ہے۔ اب جاکے "زار" کا مفہوم ادا ہوا۔ مطلب یہ کہ مین وہ زار ہون کہ چیونٹی کی آنکھ بھی میرے لیے بہت فراخ ہے

خواجہ آتش سے یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے زمین جس کی چہارم آسمان ہے

اصلاح شیخ ناسخ سے یہ اُس " " " مسیحا جس کے در کا پاسبان ہے

اس اصلاح پر مین اپنی ناچیز رائے لکھنا عبث جانتا ہون۔ مگر اتنا دبی زبان سے ضرور کہون گا کہ آتش کا مطلع بے عیب ہے اور ناسخ کے مطلع مین دونون مصرعون مین "مسیحا" کی تکرار کانون کو ناگوار ہے۔ اور ایک واجب التعظیم پیمبر کو پاسبانی کا عہدہ عطا کیا گیا ہے جو سراسر سوءادبی ہے

جس زمانے مین مین بھوپال مین تھا حضرت شوق قدوائی بھی بھوپال ہی مین تشریف فرما تھے آرزو کرتے۔ جستجو کرتے۔ اس طرح مین غزل کہہ رہے تھے۔ مین روزانہ حاضری دیا کرتا تھا۔ اور جب کوئی غزل کہتا تھا حضرت شوق کو دکھا لیا کرتا تھا۔ ایک دن جب مین حاضر ہوا تو حضرت شوق نے اپنا یہ نیا مطلع سنایا سے

جا کے یان جو عیسیٰ سے گفتگو کرتے ضرور ایک پیمبر کا تم لہو کرتے

مین سن کر صورت تصویر خاموش رہا۔ مجھے خاموش دیکھ کر خود ہی فرمایا کہ اس مطلع مین تم کو

سودا ادبی کا خیال ہوا ہوگا۔ مین نے کہا جی ہان۔ یہ سن کر اپنے مطلع کو قلم زد کر دیا۔ اگر مطلع بالا (دیکھ رشک مسیحا الخ) نعت مین ہوتا تو چندان ہرج نہ تھا۔ مگر آتش مرحوم کا یہ مطلع تو نواب معتمد الدولہ کے نئے مکان سے وابستہ ہے۔ آتش نے یہ مطلع فی البدیہہ کہا تھا۔ اس پر یہ اصلاح کہان تک قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔

رند ؎ اگرئی کا ہے گمان تنگ ہے ملاگیری کا رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہوکر

جب یہ شعر رند نے مشاعرے مین پڑھا تو شیخ ناسخ نے فرمایا کہ "نواب صاحب پھر ارشاد ہو۔ کیا خوب فرمایا ہے ؎ اگرئی کا ہے گمان تنگ ہے ملاگیری کا" نواب رند نے فرمایا کہ شیخ صاحب سو دفعہ پڑھوائیے گا تو یہی پڑھون گا ؎ اگرئی کا ہے گمان الخ کیونکہ زبان یہی ہے اور بول چال مین اسی طرح ہے

میر مونس۔ ذکر انصار امام حسین علیہم السلام

یاور تھے درد و غم مین سپر تھے لڑائی مین عمران کی سب گذر گئی تیغ آزمائی مین

اصلاح میر انیس ؎ " " " " ساری جوانی کٹ گئی " " "

"عمران کی سب گذر گئی" اس ٹکڑے کو کاٹ کر "ساری جوانی کٹ گئی" بنایا۔ تیغ آزمائی کی مناسبت سے جوانی، اور پھر کٹ گئی کیا خوب اصلاح دی۔ سبحان اللہ۔

میر مونس ؎ جلوہ نما تھے بیچ مین اس فوج کے حسین چارون طرف تھا جلوۂ خورشید مشرقین

اصلاح میر انیس ؎ دل کی طرح تھے قلب مین " " " " " "

"دل کی طرح تھے، "قلب مین" اس معنے خیز ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔ اس اصلاح سے شعر مین جو ترقی ہوئی وہ تعریف سے مستغنی ہے۔

سید بہادر حسین آرم لکھنوی ؎ برچھیون مین کماندار لیے بیٹھے ہین + آل محمد کے نواسے کی خطا کچھ بھی نہین

اصلاح میر نفیس ......؎ " " " " + آہ جگر گوشۂ زہرا " " "

"آل محمد کے نواسے" کے بجائے "آہ جگر گوشۂ زہرا" بنایا۔ پہلے مصرع کی مناسبت سے دوسرے مصرع مین جو الفاظ بنائے گئے وہ قابل داد ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ میر انیس کی اصلاح ہے۔

حضرت زاہد تحریر فرماتے ہین کہ رضوان علی خان رضوان مرادآبادی نے بڑی تعلی و تبختر کے ساتھ غزل نعتیہ شایع کی تھی۔ اور دعوے کیا تھا کہ اساتذۂ حال اس کے مثل لکھنے پر قادر نہین اور عاجز

ہین۔ اس پراستاذی حضرت امیر مرحوم نے بعض تلامذہ کے اصرار بلیغ سے خلاف عادت قدیم اکثر مصرعے بدلے تھے جواب حافظے مین محفوظ نہین۔ البتہ اخوی حضرت ریاض کو ضرور یاد ہون گے اس وقت صرف ایک شعر مستحضر ہے ؎

رضوان ؎ وہ بلبل خوش لہجہ ہون نالے مرے سن کر ۔ ہین جھومنے لگتے شجر کوئے محمد

اصلاح ؎ " " " " " جھوما کیے برسون " " "

"ہین جھومنے لگتے"، اول تو اس ٹکڑے مین تعقیب کا عیب تھا۔ اس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہوا اور شعر مین سلاست و روانی پیدا ہو گئی۔

رنگین ؎ سر کو پٹکا ہے کبھی سینہ کبھو کوٹا ہے ۔ ہم نے شب ہجر کی دولت سے مزا لوٹا ہے

اصلاح شاہ حاتم ؎ " " " " " " رات ہم " " " "

"ہم نے شب"، کے بجائے "رات ہم" بنا کر شعر مین سلاست و صفائی پیدا کر دی۔ اُس زمانے مین یہ ترکیبین جائز تھین۔ اور "کبھو" بھی مستعمل تھا جو زمانۂ حال مین متروک ہے۔ (منقول از آبحیات)

میر مونس مرحوم نے ایک مرثیہ مین یہ روایت نظم فرمائی کہ جب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام نے سفر کا تہیہ فرمایا اور کل اقربا اور انصار ہمراہ رکاب ہوے۔ مگر حضرت صغرا کو بیماری کی وجہ سے ہمراہ لیجانا مناسب نہ سمجھا اور وہ ساتھ چلنے کے لیے اصرار فرما رہی ہین۔ حضرت ؑ اُنھین سمجھا رہے ہین۔ اس موقع پر یہ مصرع تحریر فرمایا

کہین بیمار سفر مین نہین جاتے بیوی

اس مصرع پر میر انیس نے یون اصلاح دی

ایسے بیمار " " " "

"کہین" اور "ایسے" مین جو نازک فرق ہو گیا وہ ظاہر ہے۔ "ایسے" سے بیمار کی نازک حالت کا پتا چلتا ہے (از حضرت عزیز لکھنوی)

میر وحید الہ آبادی

خان بہادر لسان العصر اکبر الہ آبادی۔

اکبر ؎ آج آرایش گیسوئے دوتا ہوتی ہے ۔ تو مری جان گرفتار بلا ہوتی ہے

اصلاح ؎ " " " " " پھر " " " " "

مصرع ثانی مین بجائے "تو" کے "پھر" بنایا اس ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع کے معنی کیا سے کیا ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

اکبر ؎ ہاں کسی کام کا باقی نہین رہتا انسان — سچ تو یہ ہے کہ محبت بھی بلا ہوتی ہے

اصلاح ؎ پھر " " " " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "ہان" کے "پھر" بنایا جس سے شعر زبان کے سانچے مین ڈھل گیا اور معنوی خوبیان بڑھ گئین۔

اکبر ؎ ہون فریب نگہ ناز کا قایل اکبر — مرتے دم تک نہ کھلا یہ کہ جفا ہوتی ہے

اصلاح ؎ " " " " " — مرتے مرتے " " " " " "

حضرت اکبر خود فرماتے تھے کہ مین نے اپنے خیال مین "مرتے دم تک" یہ ٹکڑا بہت سمجھ کے رکھا تھا مگر استاد وحید العصر نے بجائے اسکے "مرتے مرتے" جو بنایا تو بے ساختہ جی چاہا کہ دست مبارک کو بوسہ دون۔ واقعی عجیب نادر اصلاح دی جس کی جتنی تعریف کیجائے کم ہے۔ اب ذرا مرتے مرتے کے معنے غور فرمایئے اور حضرت وحید سے کامل الفن اُستاد کی روح کو فاتحہ سے ثواب پہونچایئے۔

اکبر ؎ اُنھین سے ہوئی مجھ کو الفت کچھ ایسی — نہ تھی ورنہ میری طبیعت کچھ ایسی

اصلاح ؎ تمھین " " " " " " " " " " "

مصرعۂ اولے مین بجائے "اُنھین" کے "تمھین" کا معنے خیز لفظ رکھدینا ایسے ہی باکمال استاد کا کام تھا۔ ظاہری معنے تو جو ہین وہ ظاہر ہین مگر مین نے بہت غور و خوض کے بعد جو معنے اس کے سمجھے ہین وہ عرض کیے دیتا ہون۔ دوسرے مصرع مین قایل کہتا ہے "نہ تھی ورنہ میری طبیعت کچھ ایسی" اس موقع پر لفظ (میری) کو ذرا زور دیکر پڑھیے تو انکشاف معنے ہوجائے۔ مطلب یہ کہ میری طبیعت ایسی نہ تھی بلکہ تمھاری طرف سے ابتدا ہوئی ؎ عشق اول در دل معشوق پیدا می شود۔ کا مصداق سمجھ لیجیے۔ یعنی تمھین نے مجھے محبت کا سبق دیا ورنہ میری طبیعت کچھ ایسی نہ تھی کہ کسی سے الفت ہوتی ابتدائے محبت اُدھر ہی سے ہوئی ع

میر سید حسن لطافت مرحوم خلف اکبر امانت لکھنوی

یہ اصلاحین خود جناب فصاحت نے خواجہ عشرت لکھنوی کی دکان پر مجھے پڑھکر سنائین اور مین نے

؎ یہ اصلاحین مجھے اپنے محترم دوست محمد علیم خانصاحب علیم الہ آبادی سے ملین جو حضرت اکبر کے خاص دوستوں مین ہین اور مرحوم ہی سے مشورۂ سخن بھی فرماتے تھے۔ ان اصلاحون کا ذکر خود اکبر مرحوم نے ان سے فرمایا تھا۔ جو اُن کے تخیل حافظہ مین محفوظ تھین

ایک ردی کاغذ پر لکھ لیں
سید عباس حسن فصاحت خلف اصغر امانت مرحوم ؎
؎ آئے ہیں بھیڑ کرکے فرشتے عذاب کے　　میں خود تنگ ہوں کہ مری گور تنگ ہے
اصلاح ؎ اور آئے 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
بجائے "آئے ہیں" کے "اور آئے" بنا کر شعر میں اور لطافت پیدا کر دی۔ مصرعۂ ثانی کا ثبوت اور قوی ہو گیا۔
فصاحت ؎ بھلا بندوں کا کیا ہے ذکر سے ہے اللہ بھی راضی ✦ وزارت ہے علی کی اور نبی کی بادشاہی ہے
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 مصطفےٰ 〃 〃 〃
"اور نبی" کو قلم زد کر کے "مصطفےٰ" بنایا۔ اے صلِّ علیٰ کیا نازک اصلاح دی۔ لفظ "نبی" میں تعمیم تھی ہر پیمبر کو نبی کے خطاب سے یاد کر سکتے ہیں۔ اور لفظ "مصطفےٰ" سے تخصیص ہو گئی اور یہاں اسی کی ضرورت تھی کہ نام پاک حضور سرور کائنات آ گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

نواب اختر محل

نواب اختر محل شاعرہ تو نہ تھیں مگر فن شعر کا مذاق سلیم رکھتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مرزا سلیمان جاہ انجم (جن کا دیوان نول کشور پریس میں طبع ہو چکا ہے) جو نواب حیدر یار جنگ مولوی سید علی حیدر طباطبائی نظم لکھنوی کے شاگرد تھے۔ اِن کی نسبت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ وقت اصلاح میں صرف اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ کوئی واضح غلطی نہ رہے۔ نواب اختر محل کے سلام کے لیے گئے۔ بیگم نے فرمایش کی کہ کوئی تازہ غزل کہی ہو تو گاؤ۔ شہزادے کے پاس اُس وقت ہرن کی طرح۔ مہمان کی طرح کے قافیہ و ردیف والی غزل موجود تھی جو اُنھوں نے تازہ کہی تھی اُس کو جیب سے نکال کر وہ گانے لگے۔ جب اس شعر پر پہونچے ؎

دم مرا نکلا ترے وعدے کے ساتھ　　تیری گھبرائی ہوئی ہرن کی طرح

تو بیگم نے سن کر کہا کہ کیا اس نے گھبرا کر کہا تھا کہ "ہاں" پھر فرمایا یوں پڑھیے۔
ع تیری شرمائی ہوئی ہاں کی طرح ✦
مولانا نظم فرماتے تھے کہ اس کے بعد جب شاہزادے مجھ سے ملے تو کہنے لگے کہ حضرت

آپ نے ہماری "ہان کی طرح والی غزل دیکھ لی تھی۔ آج امی جان کو مین نے وہ غزل سنائی تو اُنھون نے اصلاح دیدی اور مجھے شرمندہ ہونا پڑا اور سارا حال بیان کیا (مخزن بابت اگست ۱۹۰۹ء)

واقعی عجیب نازک اصلاح دی۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی معشوق کی زبان سے ہان نکلتی ہے تو وہ فطرتاً شرمائے ہوے لہجے مین ہوا کرتی ہے۔ یہ گھبرانے کا محل نہ تھا (مرسلہ حضرت نفیس)

استاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی رح

لسان الملک حضرت ریاض سے خاطر ناداں دراز سن تو کرے ستم کے تو بھی ہو قایل خدا وہ دن تو کرے

اصلاح .... سے " " کم سن " " " " " " " "

یہ مطلع حضرت ریاض کا زبانون پر ہے اور جب کوئی ایسا موقع آتا ہے تو اکثر بے ساختہ یہ مطلع زبان پر آجاتا ہے۔ اور لطف دیجاتا ہے۔ گو بادی النظر مین اصلاح کی پہلے مصرع مین ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ کیونکہ "نادان" و "کم سن" متحد المعنی ہین۔ مگر چونکہ مصرعہ اولی مین "دراز سن" کا ٹکڑا ہے اس لیے اُستاد عدیم النظیر نے بجائے "نادان" کے "کم سن" کا ٹکڑا بنا کر مطلع مین اور حسن پیدا کر دیا۔ اب "کم سن" اور "دراز سن" دونون ٹکڑون کو ذرا اہل نظر غور سے ملاحظہ فرما کر کمال استادی کی داد دین۔ یہ اصلاح نہین اعجاز ہے۔ اب بھی بعض حضرات کو مین نے اس مطلع کو "نادان" کے ساتھ پڑھتے سنا ہے۔ بہر کیف صحیح دونون صورت مین ہے۔

ریاض سے توبہ برلب نہ سہی ہاتھ مین بوتل ہی سہی محفل وعظ مین کچھ بادہ گسار آئے تو

اصلاح سے توبہ لب پر " " " " " " " " " "

"توبہ برلب" کی جگہ "توبہ لب پر" بنا دیا۔ اردو مین فارسی ترکیب کا لانا اساتذہ اچھا نہین سمجھتے کیونکہ "توبہ برلب" مین کسی قدر غرابت تھی اور "توبہ لب پر" سے فصاحت پیدا ہوگئی۔ استادانہ اصلاح ہے

منشی نعیم الحق ضو شیخپوری :۔ سے

بجلیان کانون کی رخ پر عکس افگن ہوگئین رو برو گالون کے یا دو شمعین روشن ہوگئین

اصلاح سے " " " " دُہری شمعین رو برو گالون کے " "

جناب ضو کا مصرعہ ثانی لیٹا ہوا تھا۔ اُستاد نے اصلاح سے چمکا دیا۔ اب مطلع مین روانی اور سلاست پیدا ہوگئی۔

[illegible] درج کی گئین۔ مؤلف

ضو ر ـ کس طرح سے بوسہ لون زلفین تو دشمن ہوگئین ۔ زلفین اُڑ پڑ کر رخِ روشن پہ چلمن ہوگئین

اصلاح ـ پردے پردے مین وہ زلفین میری ” ” ۔ اُڑ کے اُن کے عارضِ ” ” ” ”

اس اصلاح سے مطلع مین جو معنوی خوبیان پیدا ہوگئین وہ ارباب نظر سے مخفی نہین ضو ر کے دونون مصرعون مین زلف کی تکرار اور پہلے مصرع مین ”بوسہ“ کا مذموم لفظ سب کی اصلاح ہوگئی اور لطف یہ کہ مفہوم وہی رہا۔ بلکہ ایک نازک معنے یہ پیدا ہوگئے کہ زلفین جب اُڑ کر رخِ روشن پر چلمن ہوگئین تو ہم نظارۂ رخِ روشن سے بھی محروم رہے۔

ضو ـ یاد مین اُس بت کے روئے اس قدر ہم پھوٹ پھوٹ ۔ پتلیان آنکھون کی ہو دھا کر برہمن ہوگئین

اصلاح ـ ” ” ” رو ئین ” ” آنکھین مری ۔ ” دونون نہا دھو کر ” ”

چونکہ دوسرے مصرع مین پتلیون کا ذکر تھا۔ اس لیے استاد عدیم النظیر نے پہلے مصرع مین آنکھین دکھائین۔ اور مصرعۂ ثانی مین ’دھو دھا کر‘ عوام کی زبان تھی۔ اُسے ’نہا دھو کر‘ بنا کے شعر کو شستہ و صاف کر دیا۔

ضو ـ روتے روتے کوئی دم مین دیکھنا ڈوبینگے ہم ۔ اشک کی موجین اُمنڈ کر تا بہ گردن ہوگئین

اصلاح ـ ” ” عشق مین آخر کو جی ڈوبا مرا ۔ ” ” ” ” ”

پہلے مصرع مین جس خوش اسلوبی سے استاد نے ”جی ڈوبا“ کا محاورہ نظم کر دیا اس سے شعر گوہر نایاب ہوگیا اور عشق کا لفظ بھی بڑھایا جس سے شعر مین روانی اور ترقی پیدا ہوگئی۔ کیا استادانہ اصلاح دی کہ ردیف بھی ہاتھ سے نہ گئی۔

ضو ـ قتل بھی مجھکو کیا اور لوٹ بھی دل کو لیا ۔ چتونین قاتل بنین اور آنکھین رہزن ہوگئین

اصلاح ـ ” ” ” ” مجھکو ” ” ” ” ” ”

پہلے مصرع مین بجائے ’دل‘ کے ’مجھ‘ بنایا جس سے پہلے مصرع کے دونون ٹکڑے برابر کے ہوگئے اصل مصرع مین ایک جگہ ’مجھکو‘ ایک جگہ ’دل کو‘ برا تھا

ضو ر ـ سوزشِ دل کا برا ہووے کہ مرنے پر بھی ضو ۔ ہڈیان جل جل کے سرمہ زیر مدفن ہوگئین

اصلاح ـ کس غضب کی دل مین سوزش تھی کہ ” ” ” ” ” ” ”

پہلے مصرع مین ”برا ہووے“ یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا۔ اس لیے اُستاد نے ”کس غضب کی دل مین سوزش تھی“

بنایا۔سوزش کے لیے غضب کا لفظ بڑھا کر شعر مین گرمی پیدا کر دی۔اصلاح سے شعر صاف ہوگیا۔

ضو ۔ مین کس طرح سے تیرے کوچے مین آؤن کہ آگا ترے نقش پا باندھتے ہین

اصلاح ۔ کوئی کس طرح " " " آئے " " " "

پہلے مصرع مین "سے" زائد تھا اس لیے "کوئی کس طرح تیرے کوچے مین آئے" یہ مصرع لکھ دیا گیا۔اب شعر صحیح ہوگیا۔

ضو ۔ کوئی برق سمجھے ہے توسن کو اُن کے مگر ہم تو اُس کو ہوا باندھتے ہین

اصلاح ۔ " سیل " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "برق" کے "سیل" بنایا۔کیونکہ برق ہوا سے سریع السیر ہے ـــــ کتنی نازک اصلاح ہے۔

ضو ۔ جناب ذوق کیا اُٹھے جہان سے سخن کے باغ کا مرجھا گیا گل

اصلاح ۔ " " " " کہ مرجھایا سخن کے باغ کا گل

مصرعہ ثانی مین تعقید تھی۔اس لیے مصرع مین ذراسی اُلٹ پھیر کر دی گئی اور قافیہ بھی وہی رہا۔

ضو ۔ رات وقت وصل اُن سے چھیڑ کچھ ایسی ہوئی کہ نگہ اُٹھتی ہے اُنکی آج شرمائی ہوئی

اصلاح ۔ " " " " " جو نگہ اُٹھتی ہے اُن کی ہے وہ " "

مصرع ثانی مین بجائے "کہ" کے "جو" بنایا اور بجائے "آج" کے "ہے وہ" بنا کر شعر مین صفائی پیدا کر دی۔"کہ" بیانیہ جو اس تقطیع مین "کے" پڑھنا پڑتا تھا۔اس سقم کو بھی دور کر دیا۔

ضو ۔ کوئی آفت آئیگی یہ تو کہے دیتا ہے رنگ ہے اُداسی ہر در و دیوار پر چھائی ہوئی

اصلاح ۔ کون اس گھر سے سدھارا ہے مثال شمع صبح اک اُداسی ہے " " "

پہلا مصرع ضو، کا بالکل بے محل تھا۔اس لیے پورا مصرع بدلا گیا۔جس سے معشوق کی رخصت کا سین اور پھر شمع صبح سے اُسکی تشبیہ کتنی شاعرانہ نزاکتین پیدا کر دی گئین۔دوسرے مصرع مین بھی تصرف کیا گیا۔یعنی "ہے" کے بجائے "اک" اور "ہر" کے بجائے "ہے" بنا کر شعر کو حسرت و یاس کا اک مرقع بنا دیا۔

ضو ۔ میری حالت رحم کے قابل بوقت نزع تھی پھر گئی کچھ سوچ کر جو موت بھی آئی ہوئی

اصلاح ۔ رحم کے قابل مری حالت تھی ایسی وقت نزع " " بالین سے میرے " " "

پہلا مصرع بالکل ترمیم کیا گیا۔ دوسرے مصرع مین بھی تصرف کیا گیا جس سے شعر شعر ہو گیا مصرعہ اولی مین "ایسی" کا لفظ بنانے سے شعر کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔ اگر "ایسی" کا لفظ نہ بنایا جاتا تو موت کا بالین پہ آکر پھرنا نا ممکن تھا۔

ضور ؎ ہلکی ہلکی بوئے گل لانا نسیم بار خاطر ہو نہ کم سن کے لیے

اصلاح ؎ " " " " میرے نازک طبع " " "

مصرعۂ ثانی ضور کا الجھا ہوا تھا۔ "بار خاطر" کا ٹکڑا استاد کی طبع نازک پہ گران تھا۔ اس لیے "میرے نازک طبع" بنا کر شعر مین ایک خاص نزاکت پیدا کر دی۔

اسی قافیے مین حضرت کا بھی ایک شعر زبانون پہ ہے، ملاحظہ ہو۔

امیر ؎ باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی بھیجنا ہین ایک کم سن کے لیے

ضور ؎ دخت رز کا کچھ نہین کھلتا ہے حال ہے اچھلتی جام مین کن کے لیے

اصلاح ؎ " " " " جام مین بے چین ہے " "

دوسرے مصرع مین "ہے اچھلتی جام مین" کے بجائے "جام مین بے چین ہے" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔ ہے اچھلتی کا ٹکڑا غیر فصیح تھا۔

ضور ؎ پھوٹی نظرون بھی نہین وہ دیکھتے بتلائے غم ہے دل جن کے لیے

اصلاح ؎ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں وہ دیکھتے " " " " " "

پہلے مصرع مین "پھوٹی نظرون" یہ ٹکڑا بے محل تھا۔ اس لیے "آنکھ اٹھا کر" بنا دیا۔ اب شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

ضور ؎ گرد غم کی یہ مرے دل پہ نہین بیٹھ گئی اک زمین اڑ کے سر عرش برین بیٹھ گئی

اصلاح ؎ گرد غم اڑ کے " " " " " " اٹھ کے " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "گرد غم کی یہ" کے "گرد غم اڑ کے" بنایا کیونکہ گرد کے لیے اڑنے ہی کی ضرورت تھی۔ دوسرے مصرع مین بجائے "اک زمین اڑ کے"، "اک زمین اٹھ کے" بنایا کیونکہ زمین اڑ نہین سکتی بلکہ اٹھ سکتی ہے۔

ضو ۔ کیسے اچھی ہو غزل ٹھیک ہے ارشاد امیر   پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی
اصلاح ۔ کیونکر ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع مین "کیسے" بجائے "کیونکر" ناجایز ہے ۔ اس لیے یہ لفظ ترمیم کیا گیا ۔

ضو ۔ تاب لائی نہ اجل بھی مرے سوز دل کی   ایسا چکر اُسے آیا کہ وہین بیٹھ گئی
اصلاح ۔ ″ ″ ″ پھر گئین آنکھین جو مری ″ ″ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع مین سوز دل کو چکر سے کوئی مناسبت نہ تھی اس لیے استاد کامل نے یہ ٹکڑا رکھدیا ۔ "پھر گئین آنکھین جو مری" جس سے دوسرے مصرع سے پہلے مصرع کو ایک خاص ربط پیدا ہوگیا اور شعر مین روانی اور سلاست بڑھ گئی ۔

ضو ۔ اے ضو نہین ہاتھون کی حنا لیگئی دل کو   اک شوخ پری تھی کہ اڑا لیگئی دل کو
اصلاح ۔ ہان ہان ۔ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع مین "اے ضو" کے بجائے "ہان ہان" بنا کر لفظ "نہین" کی مناسبت پیدا کردی ۔ اس تکرار نے مطلع کو دل آویز کردیا ۔ بندش چست ہوگئی، شعر عمدہ ہوگیا ۔

ضو ۔ چتون نے لیا ہے کہ ادا لے گئی دل کو   یہ وہم غلط ۔ شرم و حیا لے گئی دل کو
اصلاح ۔ ″ ″ ″ ″ ″ ″ یہ سب ہے غلط ۔ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع مین چتون و ادا کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اس لیے دوسرے مصرع مین "یہ وہم" کے بجائے "یہ سب ہے" بنا کر پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا کرادیا ۔ کیونکہ پہلے مصرع مین چتون و ادا دونون کو اس الزام سے بری کرنا مد نظر تھا ۔ اور دوسرے مصرع مین شرم و حیا کو مورد الزام ٹھیرانا تھا اصلاح سے یہ معنی پیدا ہوگئے ۔

ضو ۔ اے حضرت ضو شکر گزاری کا ہے موقع   دنیا سے چھٹے ۔ یاد خدا لے گئی دل کو
اصلاح ۔ ″ ″ دل ″ ″ ″ ″ ″ ″ چھٹا ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع مین بجائے "ضو" کے دل کو خطاب کیا گیا کیونکہ قافیہ مصرعۂ ثانی مین دل ہی کا ہے اور دوسرے مصرع مین بجائے "چھٹے" کے "چھٹا" بنایا ۔ کیونکہ "دل" کے لیئے اسی لفظ کی ضرورت تھی ۔

ضوؔ ؎ اپنے کو سمجھتے تھے جو استاد زمانہ　　لاتے ہین وہ اصلاح کو دیوان مرے آگے
اصلاح ؎ جو جانتے تھے آپ کو 〃　〃　〃　〃　〃　〃　〃

پہلے مصرع مین "اپنے کو سمجھتے تھے" اس ٹکڑے مین رکاکت تھی۔ اس لیے "جو جانتے تھے آپ کو" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔

ضوؔ ؎ آنکھین تری کرتی ہین اشارہ مجھے اے مست　　یا ناچ دکھاتی ہین یہ پریان مرے آگے
اصلاح ؎ 〃　〃　〃　〃 اشارے سر محفل　　یا رقص مین سرگرم ہین 〃　〃　〃

اے سبحان اللہ دونون مصرعون مین ترمیم اس حسن سے کی گئی کہ مفہوم وہی رہا اور شعر مین روانی و سلاست پیدا ہو گئی۔ رقص کے لیے سر محفل ہی کی ضرورت تھی۔ مصرعۂ ثانی مین۔ "ناچ دکھاتی ہین" اس ٹکڑے مین کسی قدر ثقالت تھی۔ بجاے اُسکے "رقص مین سرگرم ہین" مین کتنی فصاحت ہے۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

ضوؔ ؎ اے ضوؔ جو کہین بزم سخن مین ہون غزل خوان　　ہو جائین ابھی گنگ غزلخوان مرے آگے
اصلاح ؎ 〃 〃 مین اگر 〃　〃　〃　〃　〃　〃　〃　〃

پہلے مصرع مین "جو کہین" کے بجاے "مین اگر" بنا کر شعر مین صفائی پیدا کر دی۔ ؏

حافظ محمد علی حفیظ جون پوری مرحوم ؎

حفیظ۔ بیٹھ جاتا ہون جہان چھاؤن گھنی ہوتی ہے　　کچھ عجب چیز غریب الوطنی ہوتی ہے
اصلاح ؎ 〃　〃　〃　〃　〃　　ہائے کیا چیز

یہ مطلع حفیظ مرحوم کے دونون دیوانون مین سرمایۂ ناز ہے اور دنیاے شاعری مین نہایت قدر کی نگاہون سے دیکھا جاتا ہے استاد عدیم النظیر نے مصرعۂ ثانی مین "کچھ عجب چیز" کے بجاے

؏ مجی جناب وصل بلگرامی ایڈیٹر مرقع کے دفتر مین حضرت ضوؔ کی بیاض تھی۔ جس پر منشی صاحب کے قلم کی اصلاحین تھین۔ ایک روز حضرت وصل کی عدم موجودگی مین وہ بیاض میری نظر سے گذری مین نے ایک بار اُسے شروع سے آخر تک پڑھا۔ پھر دوبارہ اسکی نقل کی۔ مین نقل کر چکا تھا کہ جناب وصل و حضرت ریاض آ گئے۔ وصل نے مجھ سے کہا کہ آپ نے میری عدم موجودگی مین یہ اصلاحین کیون نقل کر لین۔ مین نے کہا کہ مدت سے آپ وعدہ فرماتے رہے آج بیاض مل گئی مین نے نقل کر لیا۔ اس پر کہنے لگے تاہم میری اجازت کی ضرورت تھی۔ مجھے یہ فقرہ گران گذرا مین نے وہ منقول کاغذ پرزے پرزے کر کے وہین پھینک دیا اور گھر آ کر ذہن پر زور دیا جو اصلاحین یاد آ گئین ان کو لکھ لیا۔

"ہاے کیا چیز" بنا کر تین صاد آب زر سے بنا کر یہ الفاظ تحریر فرمائے کہ اگر مین بھی فکر کرتا تو یہی کہتا۔ دیکھیے ایک ہائے نے کیا قیامت ڈھائی کہ اب اس زمین مین ایسا حسرت انگیز وعبرت خیز درد مین ڈوبا ہوا مطلع ہونا دشوار ہی نہین بلکہ ناممکن ہے۔

حفیظ ۔ دن کو اک نور برستا ہے مری تربت پر شب کو اک چادر مہتاب تنی ہوتی ہے

اصلاح ۔ " " " " " " " رات کو " " " " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "شب کو اک" کے "رات کو" بنایا۔ کیونکہ اک، مصرع ثانی مین زاید تھا۔ اور پہلے مصرع مین دن کی مناسبت سے رات ہی کا لفظ خوب ہوا۔

حفیظ ۔ پی لو دو گھونٹ کہ ساقی کی رہے بات حفیظ ورنہ انکار سے خاطر شکنی ہوتی ہے

اصلاح ۔ " " " " " " " صاف " " " " "

دوسرے مصرع مین بجاے "ورنہ" کے "صاف" بنا کر شعر مین اور صفائی پیدا کر دی۔

حفیظ ۔ داور حشر سے انصاف طلب ہے کوئی یہ ندامت ہے کہ انگشت بلب ہے کوئی

اصلاح ۔ " " " " " سر جھکائے ہوے " " " "

مصرعۂ ثانی مین "یہ ندامت ہے کہ" کے بجاے "سر جھکاے ہوے" بنایا اصلاح کیا دی شرمندگی و ندامت کی تصویر کھینچ دی۔ صنعت ایہام سے مطلع کو مزین کر دیا۔

حفیظ ۔ آسمان مین بھی تو نالون سے ہلا سکتا ہون یہ جو خاموش ہون اسکا بھی سبب ہے کوئی

اصلاح ۔ " آج بھی " " " " " مین جو " " " " "

استاد نے پہلے مصرع مین "آج" کا لفظ کیا رکھدیا بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا۔ اور دوسرے مصرع مین بجاے "یہ" کے "مین" بنا دیا۔ اصلاح سے شعر مین معنوی خوبیان کس درجہ ترقی کر گئین

حفیظ ۔ رونے آئے ہو کہ ہنسنے کو مری میت پر بزم ماتم ہے کہ یہ بزم طرب ہے کوئی

اصلاح ۔ " " " " " مرے پھولون مین " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "مری میت پر" کے "مرے پھولون مین" بنایا۔ ہنسنے کی عایت سے "پھولون" کا لفظ خوب ہے۔ اب یہی ٹکڑا یعنی "مرے پھولون مین" شعر کی جان ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

حفیظ ۔ کرتے ہو تم مرے مرنے کی دعائیں ہر وقت   تم سے بڑھکر بھی مرا خیر طلب ہے کوئی

اصلاح ۔ کوستے رہتے ہو مرنے کی دعا کرتے ہو   ” ” ” ”

پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ شعر زبان کے سانچے مین ڈھل کر بے مثل ہوگیا اس نادر اصلاح سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کس قدر ربط پیدا ہوگیا ؎

حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

محمد احسان علی خان احسان شاہجہان پوری :

نزع کا وقت ہے جدا کیون ہو   ہم تو مرتے ہین تم خفا کیون ہو

اصلاح ۔ نزع کے وقت بھی ” ”   ” ” ”

پہلے مصرع مین ایک ادنے ترمیم سے مطلع مین معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین اور ”بھی“ کا لفظ اُستادانہ رکھدیا۔ مطلب یہ کہ عمر بھر تم ہم سے جدا رہے۔ اب نزع کے وقت بھی چھوڑے دیتے ہو

احسان ۔ آہ کھینچون گا مین وہ ظلم کرین   میری جانب سے ابتدا کیون ہو

اصلاح ۔ ” ” تم ستم تو کرو   ” ” ” ”

پہلے مصرع کی ترمیم سے لطف زبان بڑھ گیا ”تم ستم تو کرو“ اسی ٹکڑے کی ضرورت تھی جس سے بندش مین چستی اور مصرع مین روانی پیدا ہوگئی ۔

احسان ۔ مجھ سے یہ کہہ رہی ہے مری آرزوے وصل   وہ بت ہے لاجواب کروگے سوال کیا

اصلاح ۔ مجھ سے یہ پوچھتی ہے مری آرزوے وصل   ” ” ” ”

پہلے مصرع مین بجاے ”کہہ رہی ہے“ کے ”پوچھتی ہے“ بنایا دونون کا معنوی فرق ارباب نظر سے پوشیدہ نہین ۔

؎ ندا بخشے حفیظ مرحوم سے میرے تعلقات بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جونپور مین برسون یکجائی رہی ۱۹۱۸ء مین کوئی ۱۲ سال کے بعد ”گیا“ کے مشاعرے مین ملاقات ہوئی تو مین نے پہچانا ہی نہین۔ وضع وقطع بالکل بدلی ہوئی تھی خود ہی مرحوم نے مجھے پہچان کر خیریت پوچھی۔ آواز سے مین نے پہچانا۔ دور دور تک بڑے لطف کی باتین رہین۔ اس وقت کی انکی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ جسپر مجھے بے حد تاسف ہوا۔ اسی سلسلۂ گفتگو مین مرحوم کو جو چند اصلاحین یاد تھین اُن سے سن کر پنسل سے نوٹ کرلین۔ مشاطۂ سخن حصۂ اول کی اشاعت کے وقت وہ کاغذ جسمین اصلاحین درج تھین تلاش سے بھی نہ ملا۔ بعد چھپنے حصۂ اول کے وہ کاغذ ایک کتاب مین رکھا ہوا مل گیا۔ اب حصۂ دوم کی زیب و زینت ان اصلاحون سے کیجاتی ہے ۔

احسان ؎ ٹوٹے پڑے ہین شیشہ و ساغر ادھر اُدھر میخانے مین چلے ہین وہ مستانہ چال کیا
اصلاح ؎ " " " " " " وہ چل گئے " " "

دوسرے مصرع مین بجائے "چلے ہین وہ" کے "وہ چل گئے" بنایا۔ ایک لفظ کی ترمیم سے زمانہ کا کتنا فرق پڑ گیا۔ اصلاح کے دیکھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ محل "چلے ہین وہ" کا نہ تھا استادانہ اصلاح ہے۔ سبحان اللہ

احسان ؎ تم ہم بغل تو ہو متوجہ نہین مگر آئے ہو لیکے ساتھ کسی کا خیال کیا
اصلاح ؎ " " " " " ساتھ لے کے عدو کا " "

دوسرے مصرع مین جناب احسان نے پردے پردے مین کہا تھا مگر حضرت جلال نے اُسے صاف لفظون مین ظاہر کر دیا۔ خاکسار مؤلف کی رائے ناقص مین تخصیص سے تعمیم مین زیادہ لطف ہے۔ ؎۹

منشی امیر اللہ تسلیم۔ لکھنوی

قاضی محمد نعیم الحق آزاد شیخ پوری

آزاد ؎ بے خود ہین خضر گیسوون والون کے سامنے لہرا گئے مسیح بھی کالون کے سامنے

یہ نوٹ تحریر فرما کر مطلع کو قلمزد فرمایا "خضر و مسیح کو گیسو اور کالے سے کیا مناسبت"

آزاد ؎ جس دم سے تو چلا ہے غزالون کے سامنے بھولے وہ چوکڑی نزی جالون کے سامنے
اصلاح ؎ چلتا ہے جس گھڑی تو " " کھاتے ہین ٹھوکرین " " "

آزاد کا پہلا مصرع کچھ نہ تھا۔ دوسرے مصرع کی روش گو اچھی تھی۔ مگر استاد نے پہلے مصرع کی مناسبت سے دوسرے مصرع مین بھی ترمیم کر دی جس سے مطلع مین صفائی پیدا ہو گئی۔ جیسا مطلع تھا ویسی ہی اصلاح بھی ہوئی۔

آزاد ؎ گل کا ہے رنگ اُڑا ہوا گالون کے سامنے موج نسیم پیچ ہے بالون کے سامنے
اصلاح ؎ " " " " سنبل ہے پیچ و تاب مین " " "

مصرع ثانی مین "موج نسیم پیچ ہے" یہ ٹکڑا اُلجھا ہوا تھا۔ اس لیے اُستاد نے "سنبل ہے پیچ و تاب مین"

؎۹ یہ اصلاحین سید تصدق حسین قرار شاہجہان پوری مرحوم نے مجھے دی تھین اور بھی وعدہ فرمایا تھا مگر افسوس کہ اُنھین کا وعدہ وفا ہو گیا۔ خدا بخشے اور کیا کہون۔

بنا کر مطلع کو سلجھا دیا۔

آزاد ؎ دوڑاتے ہین نگاہین مرے آبلون کے سمت یا برچھیان ہلاتے ہین ڈھالون کے سامنے

اصلاح ؎ جاتے ہین بے خطر ترے مژگان کے روبرو سینہ سپر ہم آج ہین بھالون " "

آزاد کے دونون مصرعے قید شاعری سے آزاد تھے اس لیے استاد نے الگ کر کے دوسرا شعر کہدیا

آزاد ؎ خجلت سے چھپ کے بیٹھی قیامت ہے آڑ مین آتی نہین ہے چوٹیون والون کے سامنے

اصلاح ؎ گلشن مین وہ بہار وہ رنگ چمن کہان اُڑتی ہے خاک خشک نہالون کے سامنے

اُستاد تسلیم، نے دوسرا شعر اس شعر کے نیچے لکھکر یہ مزیدار نوٹ لکھدیا "قیامت کو چوٹی سے کیا علاقہ ہے"

آزاد ؎ نشیلی آنکھ نہین پھیر لین دکھا کے مجھے اُلٹ کے رکھدیے دو جام مے پلا کے مجھے

اصلاح ؎ وہ آنکھین قہر بھری کیا گئے " " پیالے زہر کے چلتے ہوے " "

آزاد کے مصرع ثانی مین تعقید تھی اس لیے دوسرے مصرع کی مناسبت سے پہلا مصرع بھی ترمیم کیا گیا۔ اصلاح سے مطلع روشن ہو گیا۔ آنکھون کی رعایت سے مصرع ثانی مین "چلتے ہوے" کا ٹکڑا بھی خوب بنایا۔

آزاد ؎ چلے گئے خم کاکل وہ کیا دکھا کے مجھے اسیر کر دیا دام بلا مین لا کے مجھے

اصلاح ؎ چلے گئے خم زلف رسا دکھا کے مجھے اسیر کر گئے دام بلا مین لا کے مجھے

پہلے مصرع مین "وہ کیا" حشو تھا اس لیے بجائے اُس کے "خم زلف رسا" بنا کر مصرع کو سلجھا دیا چونکہ پہلے مصرع مین "چلے گئے" کا ٹکڑا ہے۔ اس لیے دوسرے مصرع مین "کر گئے" بنا دیا جس سے مطلع مین صفائی پیدا ہو گئی۔

آزاد ؎ زمین پہ کھینچ کے نقشہ مرا مٹاتے ہین یہ اُن کا کھیل ہوا خاک مین ملا کے مجھے

اصلاح ؎ " " " " یہ کھیل کھیلتے ہین " "

چونکہ پہلے مصرع مین زمانہ حال تھا اس لیے دوسرے مصرع مین "یہ کھیل کھیلتے ہین" بنا کر دونون مصرعے برابر کے کردیے۔

آزاد ؎ بتایا گردش لیل و نہار کا نقشہ اُنھون نے آنکھون کی گردش دکھا دکھا کے مجھے

اصلاح ؎ برنگ سرمہ شب و روز دہر مین پیسا " " " " "

پہلا مصرع ترمیم فرماکر یہ نوٹ لکھدیا۔ "نقشہ دکھانا محاورہ ہے۔ بتانا محاورہ نہین ہے"۔

آزاد ؎ کسی کا ہاے وہ کہنا مرا پیے وہ لہو جو چھیڑ چھاڑ کرے اب اکیلا پاکے مجھے

اصلاح ؎ " " " " پیو لہو میرا " " " " کرو تم " " " "

دونون مصرعون کی ترمیم سے شعر مین سلاست وروانی کے علاوہ لطف زبان پیدا ہوگیا۔

آزاد ؎ وہ کہہ رہے ہین خدا اُس پہ توگرا بجلی بُری نگاہ سے جو سمت میرے تاکے مجھے

اصلاح ؎ " " " " " اُسکا ہو بھلا نہ کہین " " بیٹھا ہوا جو " "

مصرعہ ثانی مین "جو سمت مرے" یہ ٹکڑا زبان اور محاورے کے خلاف تھا اس لیے بجائے اس کے "بیٹھا ہوا" بنایا۔ اور پہلے مصرع مین "اس پہ توگرا بجلی" اس ٹکڑے مین بھی رکاکت تھی۔ اس لیے اس کو بھی قلم زد کر کے "ہو بھلا نہ کہین" بنایا اور شعر کو زبان کے سانچے مین ڈھال دیا۔ عہ

خط ۔ حضرت تسلیم کا بنام آزاد پنجوری عنایت فرماے بندہ زاد لطفکم (۱۲ جون ۱۹۰۳ء)

تسلیم۔ آپ کا عنایت نامہ آیا حسب ایماے دونون غزلون کو بہ تعمیل ارشاد دیکھا۔ ہر چند اس بارے مین اب مین معذور ہون۔ انکار نہ کر سکا۔ وہ عذر میرا یہ ہے کہ اب میرا دماغ صحیح نہین رہا اور عوارض نے دیوانہ بنایا۔ شعر و شاعری کے قابل نہین۔ اس وجہ سے خدمت سے بھی علیحدہ کر دیا گیا اور پنشن مقرر ہوگئی۔ بمجبوری یہان پڑا ہون۔

اس طرح مین اکثر استادون کی غزلین ہین مثل جناب منشی امیر احمد صاحب و نیز مغفور نواب مرزا صاحب۔ اس وقت میرے پاس کوئی دیوان موجود نہین۔ اگر آپ کے پاس ہو تو دیکھ لیجیے گا کہین توارد نہ ہوگیا ہو۔ اور تاریخ مثنوی بعد اسکے حاضر کرون گا عہ تسلیم

عہ یہ اصلاحین بھی وصل بلگرامی سے ملین۔ ان اصلاحات کے ساتھ ہم حضرت تسلیم مرحوم کا ایک خط بھی درج کرتے ہین جس سے اُن کی پیرانہ سالی اور دوامی عوارض کا پتہ چلتا ہے۔

عہ حضرت تسلیم مرحوم کا انتقال ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء مین ہوا۔ بلبل تسلیم حضرت صبر رامپوری کی فرمایش سے خاکسار مؤلف نے ایک قطعہ تاریخ وفات کہا تھا جسے "حیات تسلیم" مین جناب حسرت موہانی ارشد تلامذہ حضرت تسلیم نے ایک نوٹ کے ساتھ شایع فرمایا تھا۔ چونکہ وہ نوٹ میری تعریف مین ہے اسلیے اپنے قلم سے اسکا لکھنا مناسب نہین سمجھا۔ حضرت صبر رامپوری کے علاوہ خان بہادر مرزا ناصر علی ایڈیٹر صلائے عام دہلی نے بھی اس

فصیح الملک نواب مرزا خان - داغ - دہلوی

نواب ناظم علی خان "ہجر" شاہجہان پوری -

اے حسن یار تیری ذرا بھی خطا نہین   مین حسن اتفاق سے دیوانہ ہوگیا

اصلاح ع ہان ہان تمھارے حسن کی کوئی " " " " " "

حضرت داغ نے ایک ذرا سی ترمیم مین اس شعر کو زبان کے سانچے مین ڈھال دیا "ہان ہان" کے ٹکڑے نے اس شعر کو کیا سے کیا کر دیا - معنی کا لطف، مصرع کی برجستگی، بندش کی چستی، معشوق کا جواب الجواب - ان سب خوبیون کے علاوہ داغ مرحوم کے کلام سے اتنا ملتا جلتا ہے کہ اگر "جناب داغ" مین لکھ دیا جائے تو یہ امتیاز نہین ہو سکتا کہ یہ ہجر کا شعر ہے - سبحان اللہ کیا بے نظیر اصلاح دی -

ہجر ع سمجھے ہوئے ہین پی کے وہ ساغر کو آئینہ   منھ اپنا دیکھتے ہین وہ جام شراب مین

اصلاح ع رنگ شراب حسن کا آئینہ بن گیا   منھ اپنا " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر واقعی حسن کا آئینہ بن گیا - دوسرا مصرع اسی مصرع کا محتاج تھا - استاد نے کتنا نازک مصرع لگا دیا - ہجر کے پہلے مصرع مین 'ساغر' اور دوسرے مصرع مین 'جام' اچھا نہ تھا اور دونون مصرعون مین وہ کی تکرار مخل فصاحت تھی اِصلاح سے یہ عیوب مٹ گئے - اور شعر مین جو خاص رنگ پیدا ہو گیا اُسے میگساران میخانۂ ادب ہی خوب سمجھ سکتے ہین - اللہ اللہ کیا مصرع ہے مصرع رنگ شراب حسن کا آئینہ بن گیا ÷ واقعی اصلاح اسی کا نام ہے - ؎

؎ یہ اصلاحین خود جناب ہجر مرحوم نے مشاعرۂ سندیلہ مین مجھے مرحمت فرمائین تھین - افسوس کہ صدہا تلامذہ داغ مرحوم ابھی موجود ہین - اور مینے اکثر حضرات کو خطوط لکھے مگر سب نے بخل فرمایا - صرف بیخود دہلوی کا جواب آیا کہ وہ سخت علیل ہین (بقیہ صفحہ ۹۷) تاریخ کی مجھے داد دی تھی - وہ قطعۂ تاریخ ناظرین مشاطۂ سخن کی تفریح طبع کے لیے درج کیے دیتا ہون ملاحظہ ہو -

قطعہ تاریخ وفات

تسلیم کے فراق کا صدمہ کسے نہین ÷   تربت پہ کون آکے نہین نوحہ گر ہوا

چادر چڑھائی پھولون کی رو کر "نسیم" نے ÷   "حسرت" کے ساتھ ابر سیہ چشم تر ہوا

بے چین ہو کے بلبل تسلیم "صبر" بھی   بیٹھا جو دل کو تھام کے ٹکڑے جگر ہوا

اردو ہے شکوہ سنج کہ مین آج لٹ گئی   کہتی ہے شاعری مرا برباد گھر ہوا

تاریخ انتقال کی صفدر نے یہ کہی ÷   ہے ہے زبان کا خاتمہ تسلیم پر ہوا ۱۹۱۱ع

نواب فصاحت جنگ جلیل القدر جلیل جانشین امیر مینائی

مؤلف ؎ تربت پہ وہ جو آئے تو عالم نیا ہوا　　کھل اُٹھے پھول سبزۂ تربت ہرا ہوا
نسخہ ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃　　پھولوں میں جان پڑ گئی سبزہ ہرا ہوا

مطلع یوں بھی صحیح تھا۔ اس لیے اُستاد نے نسخہ لکھ کے دوسرا مصرع لکھدیا چونکہ دونوں مصرعوں میں تربت کی تکرار بھی اس لیے دیوان میں استاد ہی کے مصرع کو لکھکر ترجیح دی گئی۔

مؤلف ؎ رنگ چمن نہ پوچھیے ساقی کے ہجر میں　　ہر جام گل ہے خون سے میرے بھرا ہوا
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃　　〃 〃 〃 جگر سے 〃 〃

چونکہ مصرعۂ ثانی میں خون کی صراحت نہ تھی۔ خون تو جسم کے ہر اعضا میں ہوتا ہے اس لیے استاد نے "خون جگر" بنا کر شعر کو رنگین کر دیا کیونکہ ساقی کے ہجر میں جگر ہی کا خون ہونا اچھا تھا۔

مؤلف ؎ تم نے دیا تھا داغ جو اے مہربان مجھے　　وہ آج تک ہے میرے جگر سے لگا ہوا
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 کبھی　　〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

پہلے مصرع میں بجائے "مجھے" کے کبھی بنایا جس سے شعر میں ترقی ہو گئی۔

مؤلف ؎ حصے میں وہ بھی آ گئے سیماب و برق کے　　جو اضطراب تھا مرے دل سے بچا ہوا
اصلاح ؎ 〃 〃 آگیا وہی 〃 〃 〃　　〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

پہلے مصرعے میں "بھی"، کا ثبوت قوی نہ تھا۔ اس لیے "وہی"، بنا کر شعر کو نازک اور لطیف بنا دیا

مؤلف ؎ شکوہ کریں گے خنجر قاتل کا بخیہ گر　　رہنے دے زخم دل کا ابھی منھ کھلا ہوا
اصلاح ؎ کرتا ہے شکر 〃 〃 〃 〃　　〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

استاد عادل نے پہلے مصرع میں بجائے "شکوہ" کے شکر بنایا کیونکہ شکوۂ معشوق شان عاشقی کے خلاف تھا۔ محبوب کے ہر ظلم و ستم پر شکر ہی کرنا مشرب عاشقی کی شان ہے استادانہ اصلاح ہے۔

مؤلف ؎ آئے نکالنے وہ مرے دل کی حسرتیں　　آئے اُجاڑنے وہ مرا گھر بسا ہوا
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃　　〃 〃 کو 〃 〃 〃 〃

دونوں مصرعوں میں "وہ" کی تکرار ذرا اید تماتھی۔ اس لیے مصرعۂ ثانی میں "کو"، بنا کر

شعر کو اور فصیح کر دیا۔

منشی غلام حسین "آفاق" بنارسی سے

گل مین بو بلبل مین الفت　　شان تری ہے جلوا تیرا

اصلاح سے " 　" 　" 　" 　ہے یہ ایک کرشمہ تیرا

مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین ایک نزاکت پیدا ہو گئی جس کا ایک کرشمہ یہ ہو اس کی شان اور جلوہ کیا ہو گا۔

آفاق سے کس کا کس کا نام بتاؤن　　سب کو تو ہے سودا تیرا

اصلاح سے کس کس کا مین " 　" 　" 　" 　" 　"

پہلے مصرع مین "کسکا کسکا" اچھا نہ تھا اس لیے "کس کس کا" بنایا اور ایک لفظ "مین" اور بڑھا کر دوسرے مصرع کا ثبوت قوی کر دیا۔

آفاق سے توبہ توبہ یہ ممکن ہے　　لب تک آئے شکوا تیرا

اصلاح سے " 　" 　کیا " 　" 　" 　" 　" 　" 　"

پہلے مصرع مین "کیا" نے کیا کیا معنے پیدا کر دیے "یہ" مین یہ بات کہان تھی۔

آفاق سے جو ہو ہر موئے تن میرا زبان اے صانع عالم　　نہ ہو جب بھی بیان وصف ایک ذرہ تیری صنعت کا

اصلاح سے اگر ہر موئے تن میرا زبان ہو صانع عالم " 　" 　" 　" 　"

پہلے مصرع مین بجائے "جو ہو" کے "اگر" اور بجائے "اے" کے "ہو" بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔

آفاق سے کسیکو قیامت کا تڑپا رہا ہے　　وہ صبح شب وصل جانا کسی کا

اصلاح سے قیامت مری جان پہ ڈھا رہا ہے " 　" 　" 　" 　"

پہلے مصرع مین "قیامت کا تڑپا رہا ہے" غیر فصیح تھا۔ اس لیے پورا مصرعہ ترمیم کر کے شعر کو فصیح کر دیا۔

آفاق سے ہائے وہ پیار کی بات انکی وہ بھولی صورت　　بھولتی ہی نہین آفاق بھلائین کیونکر

اصلاح سے " 　" 　" 　آنکھ " 　" 　" 　یہ " 　" 　"

پہلے مصرع مین "بات" کچھ نہ تھی "آنکھ" سحر سامری بن گئی۔ ماشاءاللہ چشم بددور۔ اصلاح نہین اعجاز ہے۔

آفاق ؎ ساقی نہ ایک دن ہوئی مے سے زبان تر   ہم آکے میکدے سے ترے چشم تر گئے
اصلاح ؎ " " بھی ہوا مے سے حلق تر   " " " " "

پہلے مصرع مین "زبان تر" کے بجائے "حلق تر" بنایا کیونکہ محاورہ یہی ہے یہ محل "زبان کے تر" ہونے کا نہین تھا۔ ع ۔

محمد یوسف نفیس بنگلوری ؎

لے طاق حرم مین کس نے اے پیر مغان رکھدی   ارے جلدی اُٹھالے مے کی بوتل یہ کہان رکھدی
اصلاح ؎ یہ شے " " " " " " + " " " " "

"لے" مین رکاکت تھی۔ اس لیے "یہ شے" بناکر مطلع کو کس قدر معنی خیز کردیا۔ "یہ شے" سے یہ بھی مفہوم ادا ہوگیا کہ معاذاللہ طاق حرم اور شراب کی بوتل۔ ایسے متبرک مقام پر اور یہ شے۔ "ارے جلدی اُٹھا" اب اس کا بھی مفہوم ادا ہوگیا۔ استادانہ اصلاح ہے۔

نفیس ؎ دل عاشق کو جب حد سے زیادہ ناتوان پایا + چھری غمزے نے رکھدی اور ابرو نے کمان رکھدی
اصلاح ؎ " " " " " " " پھینکی " " "

ایک ہی مصرع مین دو جگہ "رکھدی" اچھا نہ تھا اس لیے استاد نے بجائے "رکھدی" کے "پھینکی" بناکر اس سقم کو دور کردیا۔ اس اصلاح سے مصرعۂ ثانی کس قدر فصیح ہوگیا۔

نفیس ؎ ترا احسان کیون لون نامہ بر مین خود پہونچا ہون   نتیجہ کیا لفافے مین اگر اپنی زبان رکھدی
اصلاح ؎ جو کہنے کی تھین باتین اُنکو مین نامے مین کیا لکھتا   لفافے مین بجائے خط شوق " "

نفیس کے اس شعر مین جو مفہوم اُن کے ذہن مین تھا پورے طور سے ادا نہ ہو سکا۔ اس لیے استاد نے کس خوبصورتی سے اپنے الفاظ مین اسی مفہوم کو ادا کردیا۔

نفیس ؎ خس و خاشاک کی ہستی ہی کیا اے برق خشمک زن   اٹھائے چار تنکے اور بنائے آشیان رکھدی
اصلاح ؎ چمن مین گھر بناتے دیر کیا اے باغبان ہم کو   " " " " "

اس اصلاح سے شعر مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا۔ نفیس برق فلک سے مخاطب ہین۔ اور استاذی حضرت جلیل باغبان سے مخاطب ہین جو آشیانون کا دشمن ہے۔ مطلب یہ کہ تو کہان تک ہمارا آشیان اُجاڑیگا۔ ہمین چمن مین گھر بناتے کیا دیر۔ اٹھائے چار تنکے اور بنائے آشیان رکھدی

یہ مصرع اسی مصرع کا محتاج تھا۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہے۔

نفیس ۔ رحم آتا ہے اُنھیں وہ رحم کر سکتے نہین میری صورت دیکھکر اور میری حالت دیکھکر

اصلاح ۔ " " تو ضد سے کرتے ہین ستم " " " " "

نفیس کا پہلا مصرع براے بیت تھا۔ اس لیے اُستاد نے مصرع ترمیم فرماکر شعر مین جان پیدا کر دی۔ اس اصلاح سے شعر مین لطافت بھی پیدا ہو گئی۔

نفیس ۔ قہر ہے ظالم کی آنکھون مین لگاوٹ ہی نہین دم بخود خاموش رہجاتا ہون صورت دیکھکر

اصلاح ۔ " " " دم بخود رہ جاتے ہین سب اُسکی " "

تخصیص سے تعمیم مین زیادہ لطف ہے اس لیے مصرعۂ ثانی مین ترمیم کی گئی۔

نفیس ۔ چشم میگون کے اشارے نے نہین بیخود کیا ہو گئے سرشار پھر ساقی کی صورت دیکھکر

اصلاح ۔ ہم تو پہلے ہی سے متوالے تھے چشم مست کے " " " " "

مصرعۂ ثانی مین "پھر" کا مفہوم "ہم تو پہلے ہی سے" ادا ہوا جب تک "پھر" کے لیے ہم تو پہلے ہی سے متوالے تھے ،، یہ ٹکڑا نہ ہوتا صحیح مفہوم نہین ادا ہو سکتا تھا۔

نفیس ۔ کون سا وہ جوہر خوبی نہین تجھ مین نفیس ہم بھی قایل ہو گئے حسن طبیعت دیکھکر

اصلاح ۔ " " " " ہم تو " " " "

"ہم بھی" مین گو کوئی نقص نہ تھا۔ مگر "ہم تو" سے مصرعۂ ثانی زبان کے سانچے مین ڈھل گیا روانی و سلاست بڑھ گئی۔

نفیس ۔ گو کہ در پردہ لیا ہے دل مرا اک شوخ نے مین اُسے پہچان لونگا اُسکی صورت دیکھکر

اصلاح ۔ " " " " " سب اُسے پہچان لینگے " "

یہان بھی تخصیص سے تعمیم مین زیادہ لطف ہے اگر قائل نے صرف تنہا پہچانا تو کیا۔ مزہ تو جب ہے کہ جو اس کی صورت دیکھے وہ پہچان لے کہ اسی ظالم نے دل لیا ہے۔

نفیس ۔ کہتے ہین دربان سے شوخی کو نہ روک اپنی آنکھون مین بٹھالی جائیگی

اصلاح " " " یہ تو " " " "

اس شعر مین کوئی خاص بات نہین۔ بجائے "اپنی" کے "یہ تو" بناکر شعر کو درست کر دیا۔

نفیس ؎ بے حیا بن کر جو آئے گی حیا — اُن کی محفل سے نکالی جائے گی
اصلاح ؎ " " " — آج خلوت " " " "

"محفل" سے "خلوت" میں زیادہ لطف ہے

نفیس ؎ آتے ہیں پہلے پہل پینے نفیس — نور کے ساغر میں ڈھالی جائیگی
اصلاح ؎ اپنے پینے کے لیے مے لے " — " " " "

اس اصلاح سے شعر میں صفائی پیدا ہو گئی مے کا لفظ پہلے مصرع میں محذوف تھا۔ اصلاح میں رکھدیا گیا

نفیس ؎ رہتی ہے مے حرم میں برسوں سے — پھر بھی اک اجنبی سی رہتی ہے
اصلاح ؎ دل میں رہتی ہے تیری شکل مگر — " " " "

پہلے مصرع میں حرم میں مے رہنے کا ثبوت نہ تھا مے۔ میخانہ میں بالعموم رہا کرتی ہے۔ حرم ایسے متبرک مقام پر شراب کا کیا کام۔ اسی مضمون کو لسان الملک حضرت ریاض نے کس خوبی سے ادا کیا ہے فرماتے ہیں ؎

ہم جب سے گئے پینے کو ملتی ہے وہاں بھی — بیرونِ حرم رہتی ہے اک مے کی دُکان بھی

دیکھیے "حرم" کا ادب کس حسن سے قایم رکھا اور اپنی رندانہ وضع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ "ہم جب سے گئے" اس ٹکڑے سے ثابت ہے کہ صرف ہمارے لیے یہ اہتمام کیا گیا کہ شراب کی دکان رکھوا دی گئی۔ یا ہم خود اس اہتمام کے ساتھ حرم کی زیارت کو آئے ہیں۔ مگر حرم میں نہیں کہا بلکہ "بیرون حرم" فرمایا ہے جس سے حرم کی عظمت میں کوئی فرق نہ آیا مگر برادرم نفیس نے حرم میں مے رہنے کا ذکر کیا ہے۔ اسی نقص کے دور کرنے کو استاد کامل نے یہ مصرع کہدیا "دل میں رہتی ہے تیری شکل مگر"۔ اب اس مصرع کو دوسرے مصرع سے کس قدر ربط پیدا ہو گیا سبحان اللہ کیا نازک اصلاح ی

نفیس ؎ یہ ہوا زلف کی محبت میں — در پہ سولی کھڑی سی رہتی ہے
اصلاح ؎ " " " " — سر پہ " " " "

"در پہ سولی کھڑی سی رہتی ہے"۔ یہ مصرع کچھ نہ تھا۔ در پہ سولی کھڑی رہنے سے کوئی فایدہ نہ تھا پہلے مصرع کی رعایت سے استاد نے بجائے 'در' کے 'سر' بنایا۔ اور خوب بنایا زلف کا سودا سر ہی میں ہوا کرتا ہے اور پھر ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا۔ دیکھیے صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر میں

کیا کیا نزاکتین پیدا ہو گئین۔

نفیس۔ نہ دیکھین بھول سیخوارون کو بانکی ٹیڑھی چتیون سے یہ پینے بھول گئے ہین چلے جائینگے گلشن سے
اصلاح۔ " " " " " یہ پی کر بھول دم بھر ہین " "

اس اصلاح سے مطلع مین ترقی اور روانی پیدا ہو گئی "دم بھر" کا ٹکڑا اس مطلع کی جان ہے

نفیس۔ پڑی ہے یہ نئی افتاد بلبل تیرے شیون سے لگی ہے آگ گلشن مین اٹھی ہے آگ گلشن سے
اصلاح۔ " " " " " " " " " دھوان اٹھا ہے " "

"اٹھی ہے آگ" کا یہ محل نہ تھا بلکہ دھوان اٹھا ہے گلشن سے۔ چاہیے تھا جو استاد نے بنا دیا۔

نفیس۔ نکالو شمع محفل سے بجھا دو شمع محفل کو مری جان تم نقاب رخ الٹ کر روشن سے
اصلاح۔ " " " " " " " اپنی " " "

بجائے 'رخ' کے 'اپنی' بنا کر یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "رخ کی ضرورت نہ تھی"

نفیس۔ چمن مین آج کس گلرو کی آمد ہے کہ اے بلبل + نکالے جا رہے ہین خار چن چن کر جو گلشن سے
اصلاح۔ " " " " بلبل آمد آمد ہے " " " " "

"آمد ہے کہ اے بلبل" کے بجائے "بلبل آمد آمد ہے" بنا کر یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "پہلے مصرع مین (کہ) اور دوسرے مصرع مین جو نہ چاہیے"

نفیس۔ تصور کی بدولت یہ مزے اب روز اٹھتے ہین کہ دست شوق سیرا کھیلتا ہے انکے جوبن سے
اصلاح۔ " " " " رہتے ہین " " " " "

'اٹھتے' کے بجائے 'رہتے' بنا کر یہ نوٹ تحریر فرمایا (خوب جلیل) 'اٹھتے' سے 'رہتے' زیادہ فصیح ہے

"جوبن" کا لفظ اب شعرائے حال لکھنا گالی سمجھتے ہین۔ "جوبن" کے متعلق ایک دلچسپ بحث ملک کے مشہور انشا پرداز حکیم برہم صاحب اڈیٹر اخبار مشرق نے اپنے ایک خط مین لکھی ہے جو مرقع ادب حصۂ اول اڈیشن اول صفحہ ۵۶ سے شروع ہوئی ہے اور صفحہ ۵۸ پر ختم ہوئی ہے۔ انکی پوری بحث تو دیکھنے والے مرقع ادب مین دیکھین۔ مگر آخر مین وہ یون گہر فشان ہین۔

"مہذب یورپ کی شاعری آج بھی غیر مہذب ممالک سے بہت زیادہ خلاف تہذیب ہے جو لوگ اس بات کے دعویدار ہین کہ ہم غیر مہذب شعر نہین کہتے اُن سے کہدیا جائے کہ وہ اپنی

آنکھین بند کرلین اور اپنے جوشیلے جذبات کو فنا کر دین اور اپنے لغت سے اُن اسماء اور الفاظ کو نکال دین جو انسان کو قدرت نے دیے ہین اور قیامت تک اُسکے ساتھ باقی رہین گے۔"

نفیس ۔ ذرا رہ جاے پردہ اے خدا پردہ نشینون کا ہزارون نظرین ٹکراتی ہین جاکر انکی چلمن سے

اصلاح ۔ خدا کے ہاتھ اب پردہ ہے ان " " " " " " " "

لفظ ذرا یہان بے محل صرف کیا گیا تھا۔ اس لیے اُستاد نے پہلے مصرع مین ترمیم فرمائی اور یہ نوٹ بھی لکھدیا (ذرا بیکار ہے) "خدا کے ہاتھ اب پردہ ہے ان پردہ نشینون کا" اس مصرع کا کیا کہنا۔ اب دونون مصرعون مین باہم ربط پیدا ہو گیا۔

نفیس ۔ یہ ارض میکدہ ہے یا کہ محشر کچھ نہین کھلتا ہزارون مست اُٹھ اُٹھکر چلے آتے ہین مدفن سے

اصلاح ۔ یہ محشر ہے کہ ارض میکدہ ہے " " " " " " "

ذرا دیکھیے الفاظ وہی ہین مگر ذرا سی تقدیم و تاخیر مین مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا ہو گیا ارض میکدہ مین مدفن سے مردے نہین نکلتے بلکہ محشر سے۔

نفیس ۔ ارے ساقی کہین سے ڈھونڈھ کر اک پچکش لانا نفیس اتریگا کیونکر بوجھ یہ مینا کی گردن سے

اصلاح ۔ کہین سے ڈھونڈھ کر بہر خدا " " " " " " " "

ساقی سے خطاب کی ضرورت نہین سمجھی گئی۔ اس لیے پہلا مصرعہ ترمیم کیا گیا

نفیس ۔ ان غریبون کا نہو گا کوئی بھی پرسان حال بیڑیان رؤینگی باہم تیرے دیوانے کے بعد

اصلاح ۔ " " " " " " برسون " " "

بجائے باہم کے "برسون" بنا دیا۔ باہم مصرعۂ ثانی مین بیکار تھا اس لیے "برسون" بنایا۔

نفیس ۔ اس بڑے داتا کے گھر جانے کو جاتا ہون مگر شرم سی آتی ہے ساقی تیرے میخانے کے بعد

اصلاح ۔ شوق مین کوثر کے جاتا تو ہون جنت کو مگر " " " " " " "

"بڑے داتا کا یہ محل نہ تھا۔ نہ مصرعہ ثانی سے مصرعۂ اولی کو لگاؤ تھا۔ اُستاد کامل نے مصرعۂ ثانی کی رعایت سے وہ بلند مصرع لگا دیا کہ شعر لاجواب ہو گیا۔ چونکہ دوسرے مصرع مین ساقی اور میخانے کا ذکر ہے اس لیے پہلے مصرع مین کوثر و جنت کیا برابر کی بات ہے۔ برادرم نفیس کے "بڑے داتا" کے الفاظ پر مجھے لسان الملک حضرت ریاض مدظلہ کا "بڑے داتا والا شعر جو زبانون پر ہے یاد آگیا۔

دیکھیے اس ٹکڑے کا محل استعمال ملاحظہ فرمائیے فرماتے ہین ؎

کعبہ سنتے ہین کہ گھر ہے بڑے داتا کا ریاض — زندگی ہے تو فقیرون کا بھی پھیرا ہوگا

معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ اسی موقع کے لیے وضع کیے گئے تھے

نفیس ؎ طور کی چوٹی تھی بوتل کاگ اُڑ جانے کے بعد — راز یہ ہم پر کھلا اک جام چھلکانے کے بعد

اس زمین مین حضرت نفیس کا یہ مطلع بہت بلند ہے۔ مقطع بھی ملاحظہ ہو:-

میکشو اس دور مین ہین پیر میخانہ نفیس — میکدے مین خاک اُڑیگی انکے اُٹھ جانے کے بعد

نفیس ؎ نگاہ ناز کی دو مین کہ زیر خنجر ابرو — نہین معلوم وحشت مین متاع دل کہان رکھدی

اصلاح ؎ تمھاری نذر کرنے کو چلا تھا گھر سے مین لیکن — " " " "

پہلے مصرع مین نگاہ ناز، خنجر ابرو ان دونون کا تعلق معشوق ہی سے ہے اس لیے مصرعہ ثانی
اسی مصرع کا محتاج تھا جسے استاد نے لگا دیا

نفیس ؎ مسیحا بھی وہی ہے اور وہی عالم کا قاتل ہے — ہمین مرنا بھی آساں ہے، ہمین مرنا بھی مشکل ہے

اصلاح ؎ " " " " " " — ہمین جینا بھی مشکل ہے " " "

جب مسیحا اور قاتل کی دونون صفتین معشوق مین موجود ہین تو اس کا اقتضا یہی ہے کہ ہمین جینا اور
مرنا دونون مشکل ہے۔ اس اصلاح سے مطلع مین جان پڑ گئی

نفیس ؎ ازل سے پڑتی ہین اس پر نگاہین حسن والون کی — مرا دل بھی یہ کیا دل ہے خدا رکھے یہ دل ہے

اصلاح ؎ " " " " — مرا دل بھی خدا رکھے عجب شے ہے عجب دل ہے

مصرعہ ثانی مین تین مقام پر دل کی تکرار کانون کو ناگوار تھی اس لیے مصرعہ ثانی مین ترمیم کرکے اس
نقص کو استاد نے دور کر دیا۔

نفیس ؎ جہان آکر خدائی کا کوئی قایل نہین ہوتا — ترا کوچہ ہے ترا آستان ہے تیری محفل ہے

اصلاح ؎ پہونچ کر جس جگہ اُڑتے ہین سب کے ہوش وہ ایوان — " " "

پہلے مصرع مین لفظ "وہ" کی سخت ضرورت تھی۔ اس لیے استاد کامل فن نے پہلا مصرع ترمیم فرماکر
مصرعہ ثانی کا مفہوم ادا کر دیا۔

(مرسلۂ حضرت نفیس بنگلوری)

نفیس ؎ جسے تم چاہا کرتے تھے ہمیشہ اوپری دل سے — اسی کی قبر یہ ہے یہ وہی حسرت بھرا دل ہے

اصلاح ؎ ” ” ” ” ” ” ” خاک یہ ” ” ” ” ”

” قبر“ کو خاک بنا کر شعر میں لطافت پیدا کر دی۔ ؎

سید مولوی عبدالغفور شہر استھانوی بہاری مددگار ناظم ندوۃ العلما تلمیذ حضرت جلیل مدظلہ،

ترے کوچے سے میں ہو کر جو بے نام و نشان نکلا — چلو اچھا ہوا دل سے غبار آسمان نکلا

اصلاح ؎ تمھارے در ” ” ” ” ” ” ” ” ” ”

در کی خصوصیت نے مطلع کو کس قدر بلند کر دیا اور دوسرے مصرع کا تعلق پہلے مصرع سے کس قدر گہرا گیا۔

سبحان اللہ کیا اصلاح ہے

شعر ؎ مری صورت کا آئینہ ہوئی قاتل کی صورت بھی — شب فرقت میں نالہ بن کے جب درد نہان نکلا

اصلاح ” ” ” ” ” جو آنکھوں سے مرا دم صورت اشک روان نکلا

اس شعر میں پہلا مصرع دوسرے مصرع سے دست و گریبان نہ تھا مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے دونوں مصرعوں میں کس قدر ربط پیدا ہو گیا اور معنوی خوبیاں کتنی بڑھ گئیں۔ اس اصلاح سے شعر میں وہ اثر پیدا ہو گیا کہ سننے والے بھی سن کر کلیجا تھام لیں۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہے

شعر ؎ یہ تیری روشنی تھی جس سے سورج کی کرن پھوٹی — ترا جلوہ تھا جو صورت نمائے بوستان نکلا

اصلاح ؎ ” ” ” ” ” ” ” ” رنگ بہار ” ” ” ”

مصرعۂ ثانی میں بجائے ”صورت نمائے بوستان“ ”رنگ بہار بوستان“ بنا کر شعر میں کیا لطافت و فصاحت پیدا کر دی حقیقت تو یہ ہے کہ اک ذرا سی ترمیم میں شعر کا رنگ و روپ نکھر آیا اور یہی شان استادی ہے۔

شعر ؎ اٹھا ہے حشر میں ملتے ہوئے آنکھوں کو اک عالم — کہ جس کا نام مرنا تھا وہ اک خواب گران نکلا

اصلاح ؎ ” ” ” ” ” ” ” جسے سمجھے تھے ہم مرنا ” ” ”

مفہوم وہی رہا مگر چند الفاظ کے تغیر و تبدل سے شعر میں کس قدر سلاست و نفاست پیدا ہو گئی جس کا اندازہ انھیں حضرات کو ہو سکتا ہے جو ذوق سلیم رکھتے ہیں۔

؎ (مرسلۂ حضرت نفیس بنگلوری)

شعر ۔ گمان ہے قیس کو اسکا کہ میرے نالۂ دل سے   تڑپ کر اک دن لیلیٰ نکل آئیگی محمل سے

اصلاح ۔ یقین ہے " " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "گمان" کے "یقین" کا لفظ بنایا گیا جس نے معنوی خوبیون کو دوبالا کر دیا۔

شعر ۔ اُٹھایا عشق کامل نے دوئی کا بیچ سے پردہ   صدا مجنون ہی مجنون کی چلی آتی ہے محمل سے

اصلاح ۔ " " " " "   انا مجنون کی آتی ہے صدا لیلےٰ کے " "

اس اصلاح نے شعر مین چار چاند لگا دیے اور وحدانیت کو ثابت کر کے دکھا دیا۔

شعر ۔ زبان حال سے کہتا ہے ہر نقش قدم مٹ کر   ہم اپنی زندگانی سے پریشان ہوتے جاتے ہین

اصلاح ۔ " " " " "   کہ ہم تو اپنی ہستی سے " " "

"کہ ہم تو اپنی ہستی" سے جو لطف زبان شعر مین پیدا ہو گیا وہ ظاہر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ یہ وہ اصلاحین اور زبان ہے جو صحیح معنون مین اردوے معلےٰ کہی جا سکتی ہے۔

شعر ۔ آنکھین کیا کھلتین بہار زلف جانان دیکھکر   رات بھاری ہو گئی خواب پریشان دیکھکر

اصلاح ۔ آنکھ کیا لگتی " " " " " "

"آنکھین کیا کھلتین" اس کی جگہ "آنکھ کیا لگتی" بنا کر شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔ اور رات بھاری ہونے کا مفہوم اب جا کے ادا ہوا ہے۔ اس اصلاح سے وہ نقص جو شعر مین تھا دور ہو گیا یہ لفظی تصرف ایسا ہے جو ہر شخص کا کام نہین ہے اور اسکی خوبی کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہین۔ جو اردو زبان کے نکات اور رموز سے واقفیت تامہ رکھتے ہین۔

شعر ۔ آشیان سے لے چلا صیاد جب سوے قفس   رکھ لیا پھولون کو آنکھون مین گلستان دیکھکر

اصلاح ۔ مین چلا جب خانۂ صیاد کو ہو کر اسیر " " " "

اصل شعر مین تعمیم تھی۔ یہ پتا نہین چلتا تھا کہ آشیان سے صیاد کس کو لے چلا۔ اصلاح نے اس نقص کو رفع کر دیا اور پھر دوسرے مصرع سے پہلے مصرع کو جو ربط پیدا ہو گیا وہ استاد کی شان استادی کا علم بلند کر رہا ہے۔ سبحان اللہ

شعر ۔ جس پھول کو آنکھ اُٹھا کے دیکھا   ساغر کی جھلک تھی بو سبو کی

اصلاح ۔ " " " "   ساغر کا تھا رنگ " "

"جھلک" کے بجائے "رنگ بنایا" اس رنگ و بو کے اجتماع سے شعر کیا سے کیا ہو گیا۔

شعر:- بے ساقی کے آنکھیں خون فشان ہین رنگت ہے شراب مین لہو کی
اصلاح:- ساقی کے بغیر لطف مے کیا " " " "

اس اصلاح نے شعر مین کس قدر سلاست و روانی پیدا کر دی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ لطف بھی دوبالا ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

شعر:- رکھا نہین ہے شیشے مین ساقی شراب کو چمکا دیا ہے اور ترے آفتاب کو
اصلاح:- ساقی لگا کے یار نے منہ سے " " " " " "

پہلے مصرع مین جو ترمیم ہوئی اس سے مطلع مین کس قدر فصاحت و بلاغت پیدا ہو گئی اسکے علاوہ "چمکا دیا ہے اور ترے آفتاب کو" اس مصرع سے کس قدر گہرا تعلق ہو گیا۔ کیا پاکیزہ اصلاح ہے

شعر:- ذرّون کی میرے دل کی جو دیکھی چمک دمک تارے دکھائی دینے لگے آفتاب کو
نسخہ:- رخ سے الٹ دیا جو کسی نے نقاب کو " " " " "

حضرت نے یہ ترمیم بنا کر لکھا ہے کہ جو نسخہ پسند ہو یعنی اصل مصرع بھی صحیح ہے۔ لیکن اصلاحی مصرع کے سامنے اُس کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ شعر سے مطلع ہو جانے مین اور بھی بہت سی معنوی خوبیان پیدا ہو گئین۔ یہ شان استادی کی اصلاح ہے

شعر:- چل بھی اے تیغ یار جلدی سے مڑ کے منہ میرا دیکھتی کیا ہے
اصلاح:- " " " " تیزی سے " " " " "

پہلے مصرع مین صرف "جلدی" کے بجائے "تیزی" بنایا گیا۔ اس "تیزی" نے تیغ کی مناسبت سے بیان پر کلام مین کس قیامت کی بلاغت پیدا کر دی۔ ذرا غور کیجیے تو معلوم ہو گا کہ موقع اور محل کے اعتبار سے اس مین کس قدر جامعیت ہے۔ یہی باتین ایسی ہین جن سے اُستادی کی شان آئینہ ہوتی ہے۔

شعر:- سانس پلٹی ہے دیکھ کر اُن کو بات بگڑی ہوئی بنی گیا ہے
اصلاح:- آ گئی جان " " " " " "

"سانس پلٹی ہے" کے بجائے "آ گئی جان" کا ٹکڑا کس قدر برمحل و جاندار ہے جس نے شعر

مین جان ڈالدی سبحان اللہ۔

شرر۔ غضب کا ہے وہ پتلا دیکھنے مین بھولی صورت ہے مری آنکھین بھی کہتی ہین حقیقت مین قیامت ہے

اصلاح۔ " " " " نگاہین قہر ہین۔ آنکھین فسون ہین قد قیامت ہے

دوسرے مصرع کو بدل کر "غضب کا پتلا" حقیقت مین بنا دیا گیا۔ دیکھیے کتنی خوب صورت اصلاح دی گئی جس نے مطلع مین ایک تازہ روح پھونک دی۔ کیون نہ ہو جانشین حضرت امیر مینائی کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔

شرر۔ ہوا ہے جذبۂ کامل جو پیدا اب حالت ہے کہ جس پر آنکھ پڑتی ہے وہی لیلی کی صورت ہے

اصلاح۔ کمال جذبۂ الفت سے مجنون کی یہ " " " " " "

پہلے مصرع مین جس استادانہ تصرف سے کام لیا گیا وہ اسی کا مقتضی تھا۔ لیلے کے لیے مجنون کا ذکر بھی ضروری تھا۔ ورنہ شعر جسد بے روح تھا۔ اور پہلے مصرع سے دوسرے مصرع کو کوئی تعلق نہ تھا۔ اصلاح سے جو لطف جو بات پیدا ہو گئی اُسے سخن کے جوہری ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہین۔

شرر۔ اک آئینہ نہین محفل کی محفل محو حیرت ہے وہ آفت کا ہے پرکالہ کہ تصویر قیامت ہے

اصلاح۔ کسے ہے تاب جو دیکھے تمھاری جلوہ آرائی اک آئینہ نہین! محفل کی محفل محو حیرت ہے

پہلے مصرع کو دوسرا مصرع بنایا گیا اور بجائے دوسرے کے جو مصرع لگایا گیا اُس نے شعر کو بلند سے بلند تر کر دیا اور جو نقص اصل مطلع مین تھا اُس کو کس حسن و خوبی سے رفع کیا۔ سبحان اللہ۔ اصلاح کے بعد یہ شعر ایسا لطیف ہو گیا کہ بار بار پڑھیے اور مزے لیجیے۔

شرر۔ جل اُٹھے ہین پتنگے شمع محفل سے تو پھر شب بھر کھڑی ہو کر یہ کیون روتی ہے اسکی کیا ضرورت ہے

اصلاح۔ پتنگے جل گئے تو جل گئے جلنا ہی لکھا تھا کھڑی روتی ہے تو اے شمع " " "

اس اصلاح نے شعر کو کس قدر واضح و سلیس بنا دیا ہے۔ اور لطف یہ کہ مفہوم وہی رہا۔ ان اصلاحون کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ۔

نوٹ

یہ اصلاحین برادر مکرم جناب مولوی عبد الغفور صاحب شرر نے خود اپنے قلم سے لکھکر مرحمت فرمائین جو "مشاطۂ سخن" حصۂ دوم مین شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہین۔ مؤلف

لسان الملک حضرت ریاض

نواب غلام حسین قمر، تعلقہ دار گنیش پور ضلع بستی ؎

حمد خالق سے ترو تازہ ہے ایمان میرا مطلع نور بنا مطلع دیوان میرا

اصلاح ؎ " " " قمر " " " " " " " "

پہلے مصرع مین استاد نے بجاے "ترو" کے "قمر" بنا کر مطلع کو اور روشن کر دیا۔ اب واقعی مطلع مطلع نور ہو گیا۔

بابو مہا دیو پرشاد شوق لکھنوی۔ ؎

سحر عید ہے اُٹھ ہوش مین آ کھول بھی دے ساقیا بند ابھی تک در میخانہ ہے

اصلاح ؎ " " " " " آنکھ تو کھول " " " " " " "

سبحان اللہ کیا اصلاح دی "کھول بھی دے" مین ایک دم کا پہلو بھی تھا جس کو استاد کامل الفن نے کس حسن سے نکالا۔ اور "آنکھ تو کھول" اس جواہر نگار ٹکڑے نے ایک اور در میخانہ بنا دیا جس کی داد اہل نظر جس قدر دین کم ہے۔ ایسی اصلاح ایسے ہی کہنہ مشق استاد دے سکتے ہین جسے دیکھکر میگساران میخانۂ ادب بے پیے مست ہو جاتے ہین۔

مولف ؎ حسن کی شان ہے مسکے ہوے دامن کا رفو وضع دیوانون کی ہے چاک گریبان ہونا

اصلاح ؎ دھج حسینون کی ہے " " " " " " " " " "

چونکہ دوسرے مصرع مین "وضع دیوانون" کی ہے اس لیے استاد کامل نے پہلے مصرع مین بھی دھج حسینون کی دکھائی۔ اب دونون مصرعے برابر کے ہو گئے اور تقابل بھی ٹھیک رہا۔

مؤلف ؎ تو بھی اے دل ہدف ناوک جانان ہونا ہم سکھا دین تجھے سو جان سے قربان ہونا

اصلاح ؎ بڑھکے " " " " " " " " " " "

پہلے مصرع مین "تو بھی" کے بجاے "بڑھ کے" بنا دیا جس سے مطلع مین کتنی ترقی ہو گئی دل کے لیے "بڑھ کے" کیا خوب بنایا۔ اصلاح کے معنے یہی ہین کہ کوئی بات شعر مین رہ نہ جائے

مولف ؎ تمھاری بزم رنگین سے اسے نسبت نہین کوئی وہ محشر ہی سہی پر حسن محفل ہو نہین سکتا

اصلاح ؎ کیسی " " " " " " صفدر " " " " "

پہلے مصرع مین دو لفظ ترمیم کیے گئے "تمھاری" کے بجاے "کسی کی" بنایا۔ اب یہ ایک لفظ ساری دنیا پر حاوی ہو گیا اور "کوئی" کو قلم زد فرما کے صفدر لکھدیا جس سے شعر مین کتنی ترقی ہو گئی

مولف ۔ یہ چھوٹی سی رات مین یہ وصل کا سامان دیکھا   کہ تمھین زلف سے کچھ بڑھ کے پریشان دیکھا

اصلاح ۔ " " کیا " " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "یہ" کے کیا بنایا اس "کیا" نے کیا کیا معنے پیدا کر دیے اور سب سے لطیف معنے اس "کیا" کے یہ ہوے کہ کچھ بھی نہین وصل کا سامان دیکھا۔ واقعی اصلاح اسی کا نام ہے

مؤلف ۔ بھر گئی آنکھون مین یاران گذشتہ کی شبیہ   جی بھر آیا جو سوے گور غریبان دیکھا

اصلاح ۔ " " " بچھڑے ہوے یارون کی شبیہ " " " " "

سبحان اللہ کیا اصلاح دی۔ صرف ایک "بچھڑے ہوے" کے ٹکڑے نے شعر مین درد واثر پیدا کر دیا

مؤلف ۔ یہ حسن و عشق کی نیرنگیان ہین آپ کیا جانین   لیے رنگ رخ یوسف زلیخا کا شباب آیا

اصلاح ۔ " " " " " کوئی کیا جانے " " " " " "

پہلے مصرع مین "آپ کیا جانین" کے بجاے "کوئی کیا جانے" اس موقع پر تخصیص سے تعمیم مین زیادہ لطف ہے

مؤلف ۔ اُٹھایا تھا قلم پھر یہ سمجھکر رکھدیا مین نے   اُنھین کیا خط لکھون میرے کسی خط کا جواب آیا

اصلاح " " " مین نے یہ کہکر رکھدیا آخر " " " " "

پہلے مصرع مین "یہ سمجھ کر" یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا اس لیے اُستاد نے "یہ کہکر" بنا کر آخر مین آخر کا لفظ بھی رکھدیا۔ اس اصلاح سے صرف عیوب شعری نہین رفع ہوے بلکہ یہ شعر اب ضرب المثل ہو گیا اکثر دوستون کی زبانون پر ہے۔

مؤلف ۔ مزا ذمہ جو کوئی رات انکی خیر سے گذرے   حسینون کے ستانے کو حسینون کا شباب آیا

اصلاح ۔ " " " " چین " " " " " "

پہلے مصرع مین یہ محل "خیر سے" کا نہ تھا "چین سے" بنایا۔ کتنی نازک اصلاح ہے۔

مؤلف ۔ مزے غیرون ہی نے لوٹے ہین چشم مست ساقی کے   کسی کی بزم مین مجھ تک کہان جام شراب آیا

اصلاح ۔ رہی غیرون کی جانب آج گردش چشم ساقی کی " " " " " " "

جام شراب کی مناسبت سے گردش چشم ساقی کی ضرورت تھی اس لیے مصرعۂ اولی ترمیم کیا گیا۔

مُولف ؎ قیامت مین بھی گھوڑے پر ہوا کے تم سوار آئے کہان تک فتنہ محشر تمھارے ہمرکاب آیا

اصلاح ؎ " " " تم آئے اُسی انداز سے توبہ " " " "

مصرعۂ اولی کی ترمیم سے یہ شعر زبان کے سانچے مین ڈھل گیا "تم آئے اُسی انداز سے توبہ" یہ ٹکڑا قیامت ہے۔

مُولف ؎ جو پھول لائے تھے وہ لیچلے رقیب کے گھر ہجوم کیون سر تربت ہے اب عنادل کا

اصلاح ؎ " " " " لیگئے " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "لیچلے" کے "لے گئے" بنایا جس سے دوسرے مصرع کا ثبوت قوی ہوگیا اور زمانہ بھی بدل گیا۔

مُولف ؎ پڑا ہے آئینے مین آج کتنا پیارا عکس جو آپ کہیے تو منہ چوم لون مقابل کا

اصلاح ؎ بچا ہوا ہے بہت آئینے مین پیارے عکس " " " "

کتنا پیارا مصرع لگا دیا کہ اب یہ شعر رنگ مینائی مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے ۔سبحان اللہ۔

مُولف ؎ خدا کرے کوئی فتنہ اُٹھے نہ محشر مین وہ آج پوچھنے بیٹھے ہین مدعا دل کا

اصلاح ؎ " " " " " " نہ خلوت مین " " " " "

فتنہ کی رعایت سے پہلے مصرع مین "محشر" کا لفظ رکھا گیا۔ مگر بے محل سمجھا گیا۔ مدعا پوچھنے کا محل خلوت ہی مین خوب ہے۔ اہل ذوق ذرا دیکھین کہ استاد کی نظر کتنی وسیع ہے اور کس مزے کی اصلاح دی ہے۔

مُولف ؎ دل تپان ہے ہائے اس کافر کا عالم دیکھکر ہم کو اب مرنا پڑا دشمن کا ماتم دیکھکر

اصلاح ؎ اور ہی عالم ہے " " " " " " "

پہلے مصرع مین "اور ہی عالم ہے" اس ٹکڑے نے مطلع کا عالم ہی نیا کر دیا۔ اس اصلاح سے مطلع کس قدر بلند ہوگیا۔

مُولف ؎ طور پر انکی نگاہ شوخ تھی بجلی نہ تھی کچھ نہ بولے ہم مزاج یار برہم دیکھکر

اصلاح ؎ " " " گرم " " " " " " "

نگاہ شوخ مین برہمی کا ثبوت نہ تھا "نگاہ گرم" سے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہوگیا۔ ایک لفظ

کی ترمیم سے شعر مین کتنی گرمی بڑھ گئی۔ استادانہ اصلاح ہے۔

مؤلف ؎ عبث ہین نیند کے شکوے سنائی کچھ نہین دیتا   تری آواز گم ہے پاسبان شور سلاسل مین

اصلاح ؎ سنون بھی کچھ تو بولون شکوۂ خواب گران کیسا   ״   ״   ״   ״

استاد کامل نے پہلا مصرع ترمیم نہین کیا بلکہ بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا۔ اسی خیال کو اپنے الفاظ مین نظم کر کے شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔ اس قافیہ مین اب ایسا بے نظیر شعر ہونا مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہے

مؤلف ؎ لحد سے اپنی اُٹھکر کوئی کیون آئے قیامت مین
کوئی خلوت گزین جانے لگا کیون ایسی محفل مین

اصلاح ؎ لحد سے اُٹھ کے کوئی کیون پڑے فتنون مین محشر کے
کوئی خلوت گزین جانے لگا کیون ایسی محفل مین

قیامت کی اصلاح ہے۔ اصل مصرع مین لفظ "اپنی" بھی زائد تھا۔ پھر "پڑے فتنون مین محشر کے" کیا قیامت خیز ٹکڑا رکھدیا ہے۔ فتنون کے ساتھ محشر کا تناسب اور مصرع کی برجستگی، لفظون کی ترتیب بندش کی چستی، روانی و سلاست سب باتین تو آگئین۔ دوسرے مصرع مین "ایسی محفل" کا ٹکڑا تھا جس کا ثبوت اب ہوا۔

مؤلف ؎ اثر اتنا تو ہے یارب ہوا ے کوے جانان مین   اسیرون کو ذرا تسکین ہو جاتی ہے زندان مین

اصلاح ؎ کوئی تو بات ہے   ״   ״   ״   ״   ״   ״   ״

"کوئی تو بات ہے" اس ٹکڑے نے مطلع مین کیا کیا بات پیدا کر دی۔ اہل ذوق ذرا غور سے اس اصلاح کو دیکھین کیونکہ بادی النظر مین پہلے مصرع مین کوئی سقم نہ تھا مگر اصلاح سے یہ مطلع بلند سے بلند تر ہو گیا۔

مؤلف ؎ یہان کی خاک خونِ بے گنہ کا رنگ لاتی ہے   ذرا دامن اُٹھا کر آئیے گورِ غریبان مین

اصلاح ؎   ״   ״   ״   ״   ״   بچا کر   ״   ״

دامن اُٹھانے سے دامن بچانے مین جو احتیاط کا مقتضا ہے ظاہر ہے لطف اصلاح کا یہی ہے کہ استاد کی نظر کہین نہ چوکے۔

مؤلف ؎ مزہ دیتے ہین جگنو شب کو کیا کیا نخل تربت کے چراغ افروزیِ گورِ غریبان دیکھتے جاؤ
اصلاح ؎ ” ” ” ٹوٹتے ہین شب کو تارے بھی ” ” ” ” ” ”

پہلا مصرع اپنی جگہ پر گو محتاج اصلاح نہ تھا مگر استاد کامل نے ”ٹوٹتے ہین شب کو تارے بھی“ یہ ٹکڑا اور بڑھا کر روشنی کا لطف دوبالا کر دیا۔ ایسی ہی اصلاحین سبق آموز ہوا کرتی ہین۔

مؤلف ؎ ہمارے زخم کی کیا فکر چارہ جو کرتے تھین نے چاک کیا تھا تمھین رفو کرتے
اصلاح ؎ جگر کے ” ” ” ” ” ” ” ” ” ” ”

”ہمارے“ مین صراحت نہ تھی اور جگر کے زخم سے تصریح ہو گئی۔

مؤلف ؎ خدا کے واسطے اک جام مے پلا ساقی ازل کے مست اُٹھے ہین سبو سبو کرتے
اصلاح ؎ قیامت آئے نہ کیون قبر پر سبو بر دوش ” ” ” ” ” ” ”

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین بلاغت پیدا ہو گئی۔ قیامت اور سبو بر دوش حیرت ہے کہ ایسے الفاظ کیونکر مل جاتے ہین۔

مؤلف ؎ یہ گر گئے تھے ہماری ہی آنکھ سے صفدر ان آنسوون کی وہ کیا خاک آبرو کرتے
اصلاح ؎ گرے ہوے تھے ” ” ” ” ” ” ” ” ” ”

جب مصرعۂ ثانی مین ”اُن“ کا لفظ موجود تھا جسکی ضمیر آنسوون سے منطبق تھی تو مصرعۂ اولے مین ”یہ“ کا لفظ زاید ہوا۔ اس لیے استاد مرتاض حضرت ریاض نے بجائے ”یہ گر گئے“ کے ”گرے ہوے“ بنا کر شعر کو اور فصیح کر دیا۔

مؤلف ؎ چشم حیرت نے تو بس صنعت قدرت دیکھی مگر آئینے نے بہرون تری صورت دیکھی
اصلاح ؎ تونے تو آئینے مین ” ” مگر آئینے نے بہرون تری صورت دیکھی

عموماً ایک لفظ کی تکرار دونون مصرعون مین بدنما معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس محل پہ دونون مصرعون مین آئینے کس قدر خوشنما ہین جیسے بحر فصاحت کی لہرین کہنا زیبا ہے۔ اصلاح اسی کا نام ہے کہ پہلے مصرع مین ”بس“ کا لفظ حشو تھا۔ اس اصلاح سے مطلع مین ترقی ہی نہین ہوئی بلکہ یہ عیب بھی رفع ہو گیا۔

مؤلف ؎ دل کے آئینے میں اس شوخ کی صورت دیکھی ہاے صورت بھی کہ اللہ کی قدرت دیکھی

اصلاح ؎ دیکھنے والے نے کس " " " " آنکھ کہتی ہے " " " "

اصلاح سے مطلع کا حسن اور بڑھ گیا۔ پہلے مصرع میں دیکھنے والے کا ٹکڑا اور دوسرے مصرع میں "آنکھ کہتی" یہ دونوں قابل دید ہیں۔

مؤلف ؎ نذر کی جان دم جنبش ابروے دوست اک نگاہِ غلط انداز کی قیمت دیکھی

اصلاح ؎ نذر دی جان پلک اٹھتے ہی میں نے " " " " "

"جنبش ابرو" اور پلک اٹھنے میں جو فرق ہے وہ ارباب نظر سے مخفی نہیں۔

مؤلف ؎ اشک کم بخت کچھ آنکھوں میں بھر آئے ایسے اُنکی صورت بھی نہ ہم نے دم رخصت دیکھی

اصلاح ؎ " " " " " " آنکھ بھر کر بھی نہ صورت " " "

مصرعۂ ثانی میں آنکھ بھر کر دیکھنے کے لیے کتنا پیارا محاورہ ہے جو اصلاح ہے وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

مؤلف ؎ او جانے والے پھر کے ذرا دیکھتا تو جا گل ہوگئی ہے شمع شبستان اُداس ہے

اصلاح ؎ " " " مڑ کے " " " " " " " " "

گو پہلے مصرع میں "پھر کے" غلط نہ تھا۔ دونوں طرح بول چال میں داخل ہے پھر کے دیکھنا، مڑ کے دیکھنا ایک ہی بات ہے مگر مڑ کے دیکھنا پھر کے دیکھنے سے زیادہ فصیح ہے۔ اس لیے بجاے پھر کے "مڑ کے" بنایا گیا۔

مؤلف ؎ ہم رو رہے تھے دیکھ کے گھر ہی کو بے چراغ اُس سے زیادہ گور غریباں اُداس ہے

اصلاح ؎ روتے تھے دیکھ دیکھ کے ہم گھر کو " " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں صفائی اور روانی پیدا ہوگئی۔ شعر کیا ہے عبرت و یاس کا مرقع ہے

مؤلف ؎ دل کے ٹکڑے لیے جاتا ہوں در دولت پر آج سنتا ہوں کہ پرچے ہیں گذرنے والے

اصلاح ؎ " " آیا " " " " " " " "

ایک ذرا سے لفظ کی ترمیم سے زمانہ کے لحاظ سے کتنا فرق پیدا ہوگیا۔ "لیے جاتا ہوں" اور "لیے آیا ہوں" میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ کتنی نازک اصلاح ہے۔

مولف ؎ انتہا ضبط کی ہے لاش کو دیکھیں تو حضورؔ　　سانس لیتے نہیں دم آپ کا بھرنے والے

اصلاح ؎ ضبط کی خو ہے انھیں ایک ہے مرنا جینا

اس اصلاح سے شعر میں ایک نزاکت پیدا ہو گئی جس کی تشریح نہیں ہو سکتی۔ "ایک ہے مرنا جینا" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔ غرض جو اصلاح ہے وہ سبق آموز ایسے باخبر و باکمال سخنور اب زمانہ نہیں پیدا کر سکتا جن کے ملکۂ فطرت شناسی اور لطف زبان آوری تا حیات اردو سبق آموز لیل ونہار رہیں گے۔

مولوی سید سبحان اللہ عظیم۔ رئیس اعظم گورکھپور

آقائے سخن سید محمد عسکری "وسیمؔ" خیرآبادی نے مولانا کے غسل صحت کی خوشی میں یہ ایک قطعہ تاریخ پیش کیا تھا۔ وہ یہ ہے:-

قطعۂ تاریخ

خدا نے شفا میرے آقا کو دی　　یہ کس طرح ہو میرے دل کو سرور

تم از روئے آب حیات اے وسیمؔ　　یہ لکھدو مبارک نہانے حضور

مولانا نے سن کر فرمایا کہ بجائے "از روئے آب حیات" اگر "از کلک آب حیات" ہو تو اچھا ہو یعنی تیسرا مصرع یوں بنا دیا جائے "تم از کلک آب حیات اے وسیمؔ" چنانچہ خود جناب وسیمؔ گلدستہ "تحفۂ خوشتر" ماہ اپریل ۱۹۲۶ء میں یوں رقمطراز ہیں کہ مجھکو یہ اصلاح مولانا کی بہت پسند آئی کہ لکھدو کہ کلک کا لفظ خوب ہے اور پھر الف آب حیات کو کلک قرار دینا کیا اچھی بات ہے واقعی نادر اصلاح ہے۔ سبحان اللہ!

خاکسار مؤلف نے ایک دن اپنا یہ مطلع مولانا کو سنایا ؎

آئینہ ہے کہ ہے قاتل کے مقابل قاتل　　مجھکو یہ ڈر ہے کہ لڑ جائیں نہ قاتل قاتل

سن کر بہت پسند فرمایا اور دیر تک مطلع کے محاسن اور خوبیاں فرماتے رہے پھر یہ ارشاد فرمایا کہ مصرع ثانی یوں ہوتا تو خوب تھا "مجھکو ڈر ہے کہیں لڑ جا　ئیں نہ قاتل قاتل" اصلاح لاجواب تھی۔ تسلیم کرنی پڑی کیونکہ مصرع ثانی میں "یہ" کا لفظ زائد تھا۔ شعر فہمی میں خدا رکھے مولانائے موصوف کو وہ ملکہ ہے جس کی نظیر ہندوستان میں شاید ہی مل سکے۔ علمی و ادبی

ذوق میں مولانا کی خاص شہرت ہے۔ علاوہ اسکے آپ ایک ایسے ذخیرۂ کتب کے مالک ہین جس کا جواب سوائے ریاست رامپور یا عظیم آباد کے اور کہین شاید ہی مل سکے

میر علی محمد عارف نبیرۂ انیس مرحوم۔

سید صادق علی عرف نواب چھنگا صاحب۔ حسین۔ ؎

جب صبح شام غم کا فلک پر ہوا ظہور　　شرق سے جلوہ گر ہوا ناگاہ خط نور
تارا سحر کا ہوگیا ضو سے چراغ طور　　صحرا مین روشنی ہوئی اک بار دور دور
سبزہ لہک دکھانے لگا آب جو کی طرح

اصلاح ؎ سبزے مین لہرین آنے لگین آب جو کی طرح　　سرخی شفق کی پھوٹ کے نکلی لہو کی طرح

پانچوین مصرع مین "سبزہ لہک دکھانے لگا" یہ ٹکڑا ثقیل تھا۔ اس لیے "سبزے مین لہرین آنے لگین" بنایا۔ اور اپنے عرفان کا جلوہ دکھایا۔

حسین ؎ بن مین سفید پھول کھلے ہین جو بے شمار　　تا دور چاندنی سی زمین پر ہے آشکار
پھولون سے نور دیتے ہین اشجار سایہ دار　　بلبل ہزار بار نہ کیونکر سے ہو نثار

اصلاح ؎ . . . . " " "کیون دل سے ہو "
جلوے کا آسمان پہ نہ ہوتا اثر کبھی
کھلتے نہ پھول یہ تو نہ ہوتی سحر کبھی

چوتھے مصرع مین "کیونکر سے" یہ ٹکڑا غلط تھا اس لیے "کیون دل سے" بنا کر مصرع کو صحیح کر دیا

حسین ؎ یہ کہہ رہی تھین خواہر سلطان کربلا　　ناگاہ آئے اکبر و عباس باوفا
دوڑین بلائین لینے کو ہونے لگین فدا　　فرمایا انکو بھیج رہی تھی مین غمزدا

اصلاح . . . . " خیریت تو ہے اے میرے مہ لقا
سنتی ہون تیر شاہ کے لشکر مین آگئے
قربان جاؤن خوب کیا گھر مین آگئے

چوتھا مصرع ترمیم کیا گیا۔ کیونکہ "مین غمزدہ" یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا۔ اصلاح سے زبان کی حد مین آگیا۔

حسینؑ یان تو یہ کہہ رہے تھے پسر سے امامِ دین — وان ظلم کر رہے تھے یہ عباس پر لعین

بے انتہا تھی شیر کے نزدیک فوج کین — بازو جدا تھے شانون سے مجروح تھی جبین

اصلاح — گھیرے ہوئے تھی چار طرف سے سپاہ کین — بازو جدا تھے خون سے رنگین تھی جبین

نرغہ تھا چار سمت سے جانِ امام پر — تیرون کا مینہ برستا تھا اس تشنہ کام پر

تیسرا مصرع ترمیم کیا گیا جس سے اس بند مین لطافت و فصاحت پیدا ہوگئی چوتھے مصرع مین "شانون سے" ٹکڑا بے محل تھا۔ اور جبین کو مجروح کہنا بھی اچھا نہ تھا۔ اسلیے "خون سے رنگین تھی جبین" خوب بنایا۔

(یہ اصلاحین جناب تسلیم لکھنوی کی ہیں)

منشی احسان علی خان احسان شاہجہان پوری مرحوم

محمد عشرت حسین "مضطر" مارہروی۔ —

دل کسی پر بھی مبتلا کیون ہو — اور اگر ہو تو پھر گلہ کیون ہو

اصلاح — دل حسینون پہ " " " — " " " " "

چونکہ پہلے مصرع مین "بھی" زائد تھا اس لیے "حسینون" پہ بنایا اب مطلع صاف بے عیب ہوگیا

مضطر — مجھ سے بے باک کیون نہین ہوتے — مجھ سے خلوت مین تم جدا کیون ہو

اصلاح — پاس آکر گلے سے مل جاؤ — " " " "

دونون مصرعون مین "مجھ سے" کی تکرار بدنما تھی اسلیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا۔ اصلاح سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط پیدا ہوگیا۔ شعر صاف ہوگیا

مضطر — راز کی بات کیجے پوشیدہ — راز کی بات برملا کیون ہو

" — کیجیے عہدِ وصل پوشیدہ — " " " "

چونکہ دونون مصرعون مین "راز کی بات" کی تکرار عیب دے رہی تھی۔ دوسرا نقص یہ تھا کہ لفظ "کیجے" اب شعرائے حال نے متروک کردیا ہے اسلیے مصرعۂ اولی بالکل بدل دیا گیا۔ عمدہ اصلاح ہے

مضطر — معاملہ میرا اور آپ کا ہے — درمیان میرے دوسرا کیون ہو

اصلاح — عشق کا ہے معاملہ بے ڈھب — " " " "

شاگرد کے پہلے مصرع مین "معاملہ" کا عین ساقط ہو رہا تھا اس لیے استاد نے پورا مصرع بدل دیا

مضطر — سینے مین کچھ اگر نہین جلتا — گرم آہون کی پھر ہوا کیون ہو

اصلاح ے سینے مین کچھ اگر نہین جانتا گرم پھر آہون کی ہوا کیون ہو

مصرع ثانی مین تعقید تھی اس لیے اک ذرا سے الٹ پھیر مین یہ عیب رفع ہو گیا

مضطر ے مدت سے تیرا ہو گیا اے دل یہ حال کیا تجھ پر پڑا ہے اُنکی بدولت وبال کیا

اصلاح ے ״ ״ تیرا ہو گیا مضطر ״ ״ ״ ״ ״ دل کی ״ ״ ״

اصل مطلع بہت الجھا ہوا تھا دونون مصرعون کی ترمیم سے اچھا خاصہ مطلع ہو گیا۔ مضمون وہی رہا صرف دو چار الفاظ ترمیم کیے گئے جس سے مطلع کی شان ہی اور ہو گئی۔

مضطر ے نادان ہو جانتے نہین دل کی لگی کو تم اب تم بتاؤ تم سے کہون دل کا حال کیا

اصلاح ے ״ ״ ״ ״ ״ بیفائدہ مین ״ ״ اپنا ״ ״

مصرعۂ ثانی مین "تم" کی کیا ضرورت تھی جب مصرعۂ اولی مین تم موجود تھا اسلیے بجائے "اب تم" کے "بیفائدہ" بنایا اور دل کی تکرار بھی دونون مصرعون مین اچھی نہ تھی اسلیے بجائے 'دل' کے 'اپنا' بنا کر شعر کو شعر کر دیا

مضطر ے تم اور مجھکو یاد کرو کس طرح کہون تم کو عدو کے سامنے میرا خیال کیا

اصلاح ے ״ ״ ״ یہ یقین نہین ״ ״ ״

مصرعۂ اولی مین "کس طرح کہون" یہ ٹکڑا مہمل سا تھا اس لیے "یہ یقین نہین" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا

مضطر ے جو داغ تھے جگر کے وہ ناسور ہو گئے ہو گا بھرا ایسے زخمون کا اب اندمال کیا

اصلاح ے ״ ״ ״ ״ ہو گا ہمارے ״ ״ ״ ״

اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

مضطر ے وہ بھولے بنکے کہتے ہین بتلاؤ تو ہمین کیا شے ہے وصل اور سوال وصال کیا

اصلاح ے ״ ״ پوچھتے ہین ہم سے اس طرح ״ ״ ״ ״

اصلاح سے شعر مین فصاحت پیدا ہو گئی "کہتے ہین بتلاؤ تو" یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا اسلیے 'پوچھتے ہین ہم سے اس طرح' بنایا

مضطر ے تری فرقت مری اب جان لیے لیتی ہے مجھ کو دنیا سے پر ارمان لیے لیتی ہے

اصلاح ے شب ״ ״ ״ ״ ״ گھر کی دولت مری مہمان ״ ״ ״

پہلے مصرع مین بجائے "تری" کے "شب" کا لفظ بنایا۔ دوسرا مصرع کچھ نہ تھا۔ اس لیے پورا مصرع بدل دیا گیا جس سے مطلع کی شان ہی اور ہو گئی۔

مضطر سے دخت رز کے ہین اشارے مرے ایمان کی طرف ہائے ظالم مرا ایمان لیے لیتی ہے
اصلاح سے لے چلی ہے سوئے دیر اُس بت کافر کی تلاش " " " "

پہلا مصرع بالکل بدل دیا گیا کیونکہ پہلے مصرع سے دوسرے مصرع کو تعلق نہ تھا۔ اب باہمی مصرعون مین ربط پیدا ہو گیا اور شعر مزے کا ہو گیا۔

مضطر سے یہ اشارہ ہے نگاہون کا نہ دیکھ اور طرف یہ محبت تری ایمان لیے لیتی ہے
اصلاح سے " " " کہ دیکھون نہ کسی اور طرف ہر ادا آپ کی " " "

دونون مصرعون کی ترمیم سے شعر مین ایک خاص ادا پیدا ہو گئی اور مفہوم وہی رہا۔

مضطر سے تیری شوخی کے مقابل مین مری بیتابی اب کوئی دم مین یہ میدان لیے لیتی ہے
اصلاح سے " " " " بن گئی ہے بجلی بیقراری مری " " "

دونون مصرعون مین ترمیم کی گئی۔ یہ تڑپا دینے والی اصلاح ہے۔

منشی غضنفر علی۔ حکیم۔ خلف اکبر حضرت آسیر مرحوم

وزیر علی وزیر لکھنوی سے

نظر نہ آؤن کسی کو بھی جو وہ زار ہون مین وزیر اہل نظر کی جان کا تار ہون مین
اصلاح سے مین سب کو دیکھون نہ آؤن نظر وہ زار ہون مین " " " "

پہلے مصرع مین "جو" کا لفظ حشو تھا لہٰذا پہلا مصرع اس حسن سے ترمیم کیا گیا کہ مطلع بلند ہو گیا۔

نواب اصغر حسین فاخر لکھنوی

میرے محترم دوست جناب ذاخر تلمیذ حضرت 'فاخر' مرحوم بیان فرماتے ہین کہ ایک دن نواب مہدی حسین ماہر لکھنوی استاد حضرت 'فاخر' دولت کدہ جناب 'فاخر' واقع محلہ نرہی پر تشریف فرما تھے۔ نواب صاحب موصوف ترتیب دیوان کے لیے ردیف وار سلام کہہ رہے تھے "ص" کی ردیف مین یہ مصرع فرمایا "اللہ رے جناب رسول خدا کی حرص" مصرع ذرا بے ڈھب تھا۔ آپ نے استاد جناب ماہر سے مصرع لگانے کی فرمائش کی حضرت "ماہر" نے یہ مصرع لگایا۔

اک بیٹی دبکے لیلیے حیدر سے دو پسے اللہ رے جناب رسول خدا کی حرص

سے یہ ماجرا جین خود جناب مضطر نے بذریعہ ڈاک مجھے روانہ فرمایا ہے۔ سے یہ اصلاح خود جناب ذاخر سے سنی۔

مصرع لگانے کو لگا یا مگر خود ہی فرمایا کہ یہ مصرع بلند نہین۔ پھر اُسی وقت جناب فاخر کے ذہن مین ایک مصرع آگیا جس کی حضرت "ماہر" نے بے حد داد دیکر اپنے ذی حوصلہ شاگرد کا دل بڑھایا اور یہ الفاظ فرمائے کہ میرے مصرع سے یہ مصرع بہت بلند ہے۔ اچھا اب وہ مصرع بھی ملاحظہ ہو

بڑھتے ہی جاتے ہین شبِ معراج پیشِ حق　　　اللہ رے جناب رسول خدا کی حرص

خان بہادر لسان العصر۔ اکبر۔ الہ آبادی

محمد علیم خان علیم الہ آبادی سے

ہان اک نظر مین دل تو ہمارا اُنھین کا تھا　　　پھر جو ہمارے پاس تھا سارا اُنھین کا تھا

اصلاح سے پہلی " " " " " " "

پہلے مصرع مین صرف ایک لفظ بنا کر مطلع کو اہل نظر کی نگاہون مین وقیع کر دیا اس پہلی نظر کی کیا تعریف ہو،

علیم سے　بھلایا اپنے پاس پھر اُٹھوا دیا مجھے　　　مین اب بھی خوش ہون کیونکہ اشارہ اُنھین کا تھا

اصلاح سے بُھلایا پہلے مجھکو پھر اُٹھوا دیا مگر　　　" " " " "

پہلے مصرع مین جو ترمیم کی گئی اُس سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوا "پہلے" کی مناسبت سے "پھر" کی ضرورت تھی۔ آخر مین "مگر" کا لفظ بھی بڑھایا۔ اس "مگر" کی وہی داد دین گے جن کی باریک بین نگاہین بحر سخن کے عمق تک پہونچکر موتی نکال لاتی ہین

علیم سے　حال وقت جانکنی کیونکر کھلے　　　بند ہو جائے زبان بستر کھلے

اصلاح سے　حال زار " " "　　　" " "

ایک "زار" کے لفظ سے مطلع مین جان آگئی۔ روح پرور اصلاح ہے

علیم سے دم نکو درہ گیا مین سنتے ہی پیغام اجل　　　بات ہی ایسی تھی جو منہ سے نکالی نہ گئی

اصلاح سے " " " "　　　بات کچھ " " " "

دوسرے مصرع مین "بات ہی ایسی تھی" یہ ٹکڑا گو غلط نہ تھا۔ مگر "بات کچھ ایسی تھی" خاص محاورہ ہے اس اصلاح سے شعر مین نفاست اور لطف زبان پیدا ہو گیا۔ سے

عـہ یہ اصلاحین جناب علیم کے تخیل حافظہ مین محفوظ تھین مجھے نوٹ کرا دین۔ اور بھی اصلاحین دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر شاعر کا وعدہ ہی کیا۔ ہم اسی کو غنیمت سمجھے۔

ابوالعلا مولوی حکیم سعید احمد۔ ناطق لکھنوی

حافظ قاری سید عظمت علی مضطرؔ۔ ؎

تیری گلی کی حسرت کیون ہو نہ میرے دل کو   بلبل کی زندگی ہے گلزار دیکھ لینا

اصلاح ؎ نظارہ اُس گلی کا جان بخش ہو نہ کیونکر   〃 〃 〃 〃

پہلا مصرع ترمیم کیا گیا جس سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

مضطر کانپوری ؎ رکھا ہے اب گلے پر قاتل نے میرے خنجر + جھولیگی عرش پر اب تلوار دیکھ لینا

اصلاح ؎ دل کو کیا ہے زخمی تیغ ادا سے اُس نے + 〃 〃 〃 〃

شاگرد کے پہلے مصرع مین خنجر اور دوسرے مصرع مین تلوار اچھی نہ تھی۔ اس لیے استاد نے "تیغ ادا" بنایا۔ اب دوسرے مصرع سے پہلے مصرع کو ربط پیدا ہو گیا۔

مضطر ؎ آنکھون کا اُن کی مجھکو پھر عشق ہو گیا ہے   پھر کچھ دنون مین مجھکو بیمار دیکھ لینا

اصلاح ؎ کچھ روز سے محبت آنکھون کی ہو گئی ہے   دو چار دن مین 〃 〃 〃

مضطر کے دونون مصرعون مین "مجھکو" کی تکرار بدنما تھی۔ اس لیے دونون مصرعے ترمیم کیے گئے جس سے شعر صاف ہو گیا۔

مضطر ؎ عرض وصال پر نگہ یار اُٹھ گئی   لو مفت باتون باتون مین تلوار اُٹھ گئی

اصلاح ؎ شوقِ 〃 〃 〃 〃   لو اک ذرا سی بات پہ 〃 〃

پہلے مصرع مین "عرض وصال" کے بجاے "شوق وصال" بنا کر اور نزاکت پیدا کر دی۔ دوسرے مصرع مین "لو مفت باتون باتون مین" قلمزد کر کے "لو اک ذرا سی بات پہ" بنایا۔ اس محل پر یہی محاورہ خوب تھا۔

مضطر ؎ کیے لیتے ہو وعدہ وصل کا اتنا سمجھ بھی لو   جو حسرت رہ گئی دل مین بڑی مشکل سے نکلیگی

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 لینا 〃 〃   پھر وہ 〃 〃

پہلے مصرع مین "سمجھ بھی لو" کے بجائے "سمجھ لینا" بنا کر مصرع مین صفائی پیدا کر دی۔ دوسرے مصرع مین "دل مین" یہ ٹکڑا بیکار تھا اس لیے "پھر وہ" بنا کر مصرع مین روانی و سلاست پیدا کر دی کیونکہ حسرت سوا ے دل کے اور کہین نہین رہ سکتی۔ اس لیے دل کی ضرورت نہ تھی۔

مضطر ۔ جو نظر آتا ہے عالم مین وہ ظاہر بین ہے ۔ کام کرتی ہے ادا نام قضا کا دیکھا
اصلاح ۔ کون اس راز سے واقف ہوا عاشق کے سوا ” ” ” ” ”
پہلا مصرع ترمیم کیا گیا جس سے مضمون مصرع ثانی کا ثبوت قوی ہوگیا۔
مضطر ۔ کوئی دل دیتا ہے اپنا کوئی اپنا سر اُسے آج اک ہنگامہ برپا کوچۂ قاتل مین ہے
اصلاح ۔ سر بکف ہر اک چلا جاتا ہے شوق ذبح مین ” ” ” ” ”
پہلے مصرع کے بدل دینے سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا۔ کیونکہ دوسرے مین ہنگامہ برپا کوچۂ قاتل کا بیان کیا جاتا ہے اس لیے سر بکف ہی جانا اور پھر شوق ذبح مین نہایت ہی مناسب ہے۔ عمدہ اصلاح ہے۔
مضطر ۔ شمع ہوتی ہے جہان پروانہ ہوتا ہے ضرور وہ ہے جس محفل مین میرا دل بھی اس محفل ہے
اصلاح ۔ شمع روشن ہو جہان پروانہ بھی ہوگا ضرور ” ” ” ” ”
پہلے مصرع مین "شمع ہوتی ہے جہان" کے بجاے "شمع روشن ہو جہان" خوب بنایا کیونکہ جب تک شمع روشن نہ ہو پروانے کا آنا ناممکن ہے۔ دیکھیے صرف دو لفظون کی ترمیم سے شعر روشن ہوگیا۔ واقعی بے نظیر اصلاح ہے
مضطر ۔ خوان نعمت ہے جہان مین اہل دولت کے لیے خشک ٹکڑون کے سوا کیا دامن سائل مین ہے
اصلاح ۔ مجھ گدا سے کیا تواضع ہو تری اے شاہ حسن ” ” ” ” ”
پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر مین تغزل کی شان پیدا ہوگئی۔ استادانہ اصلاح ہے۔
مضطر ۔ سب سے چھپتے ہین چھپین مجھ سے تو پروا نہ کرین سیر گلشن وہ کرین شوق سے تنہا نہ کرین
اصلاح ۔ محرم رازِ تجلی ہون ازل سے مین تو سب سے چھپتے ہین چھپین مجھ سے تو پروا نہ کرین
اصل مطلع مین پہلا مصرع خوب تھا مگر دوسرا مصرع مہمل و بے ربط تھا۔ استاد کامل الفن نے پہلے مصرع پر اتنا بلند مصرع لگا دیا کہ شعر زمین سے آسمان پر پہونچ گیا۔ لاجواب اصلاح ہے۔
مضطر ۔ جلایا مسیحا نے کشتون کو اپنے کوئی تیر پھر آزمانا تھا کیا
اصلاح ۔ لحد پر شہیدون کے آنا تھا کیا ” ” ” ” ”
استاد نے پہلے مصرع کو بدل کر شعر کو مطلع کر دیا۔ اب مطلع مین معنوی خوبیان قابل دید ہین۔

واقعی اصلاح اسی کا نام ہے

مضطر ؎ دشمنی کرنے لگی مجھ سے تمنا میری جان اب وہ ہی نگہبان لیے لیتی ہے

اصلاح ؎ " " " " " دل کی " " " "

مصرعۂ ثانی مین "وہ ہی" کا ٹکڑا بے محل تھا۔ چونکہ "تمنا" کا تعلق دل سے ہوتا ہے اس لیے "دل کی" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔

مضطر ؎ خبر لیتے نہین کیون دل کی حالت دیکھنے والے تڑپتے ہین کسی کی آج صورت دیکھنے والے

اصلاح ؎ " " " " " " " " پیاری " " "

مصرعۂ ثانی مین "آج" زائد تھا اس لیے "پیاری" بنا کر مطلع کو حشو و زوائد سے پاک کر کے بے عیب کر دیا۔ پیاری اصلاح ہے۔

مضطر ؎ ذرا چلمن ہٹا کر سامنے آجائین اچھا ہے کھڑے ہین صبح سے آج انکی صورت دیکھنے والے

اصلاح ؎ ذرا چلمن ہٹا دین یا بلالین سامنے اپنے " " " " "

پہلے مصرع مین "ہٹا دین یا بلالین سامنے اپنے" یہ دونون ٹکڑے اس محل پر خوب بنائے گئے انھین دونون باتون کی مشتاقان جمال کو ضرورت تھی "سامنے آجائین اچھا ہے" یہ ٹکڑا ادنا تھا اصلاح سے شعر مین بے حد ترقی ہو گئی۔

مضطر ؎ حسینو! یہ نہ پوچھو کیا نتیجہ اس سے نکلیگا تمھارے ظلم پر کرتے ہین حیرت دیکھنے والے

اصلاح ؎ " " " زمانہ تم کو کہتا ہے " " " " "

پہلے مصرع مین "کیا نتیجہ اس سے نکلے گا" برائے بیت تھا اس لیے بجائے اس کے "کیا زمانہ تم کو کہتا ہے" بنا کر شعر کو زبان کے سانچے مین ڈھال دیا۔

مضطر ؎ رہین ناکام کب تک تیری صورت دیکھنے والے ادھر بھی اک نظر او دل کی حسرت دیکھنے والے

اصلاح ؎ رہین بے چین " " " " " " "

پہلے مصرع مین "ناکام" کے بجائے "بے چین" بنا کر تڑپا دیا صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع پھڑکا دینے والا ہو گیا

مضطر ؎ وقت سخن ہون کیون نہ تصدق دہن کے پھول باتین نہیں نکلتے ہیں وقت سخن کے پھول

اصلاح ؎ " " " " " " " ہیں گرتے ہیں " " "

مصرعہ ثانی مین بجاے "نکلتے ہین" "کتے گرتے ہین" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔ منھ سے پھول جھڑتے ہین یہ محاورہ بھی ہے۔ مگر اس محل پر گرتے ہین۔ یہی اچھا ہے۔ کیونکہ جھڑتے ہین مین ایک مذموم پہلو بھی نکلتا ہے۔

مضطر۔ آئے ہین تعزیت کو مگر دیکھتے ہین ہم چھوتے نہین ہین کشتۂ رنج و محن کے پھول

اصلاح۔ " " " ہے یہ اجتناب " " " " "

پہلے مصرع مین "دیکھتے ہین ہم" یہ ٹکڑا مبالغہ آمیز تھا۔ مگر "ہے یہ اجتناب" اس اصلاح سے شعر مین جان آگئی

مضطر۔ لیجاؤن کیا مین یاسمن و نسترن کے پھول بار گران ہین ہاتھ مین نازک بدن کے پھول

اصلاح۔ " " " " " " کانون " " "

دوسرے مصرع مین بجاے "ہاتھ" کے "کانون مین" خوب بنایا کتنی نازک اصلاح دی۔ کیونکہ ہاتھ مین پھولون کے ہار پہنے جاتے ہین۔ خالی پھول تو کانون ہی مین پہنے جاتے ہین۔

مضطر۔ مضطر تمھارے سینے مین اک داغ بھی نہین کس نے بتاؤ لوٹ لیے اس چمن کے پھول

اصلاح۔ " " " " " بتلاؤ کس نے " " " "

دوسرے مصرع مین ایک ہلکی سی تعقید تھی۔ استاد نے "بتلاؤ کس نے" بنا کر اس عیب کو رفع کر دیا۔

مضطر۔ نہ پوچھو مجھ سے تم اس بے وفائی پر کہ کیا تم ہو ستمگر، بے مروت، خود غرض، ناآشنا تم ہو

اصلاح۔ بھلا مین کیا کہون " " " " " " " " "

پہلے مصرع مین "تم" کی تکرار بدنما تھی اس لیے "نہ پوچھو مجھ سے تم" کے بجاے "بھلا مین کیا کہون" بنا کر مطلع کو بلند کر دیا۔

مضطر۔ یہی تو اب کہو گے کیون دیا دل کس نے مانگا تھا ہماری ہے خطا ہمین سراسر بے خطا تم ہو

اصلاح۔ " " " " " ہمین مجرم تمھارے ہین " " "

مصرعۂ ثانی مین "ہماری ہے خطا ہمین" یہ ٹکڑا قلم زد کر کے "ہمین مجرم تمھارے ہین" بنایا جس سے شعر مین روانی اور سلاست پیدا ہو گئی۔

؎ یہ اصلاحین بذریعۂ ڈاک موصول ہوئین۔ ہم حافظ قاری سید عظمت علی صاحب مضطر کان پوری کے شکر گزار ہین۔

نواب حیدر یار جنگ مولانا سید علی حیدر نظم طباطبائی لکھنوی

نشتر تخلص - نام محمد عبد الحکیم ؎

نشتر ؎ آشیاں باغ میں بلبل کو بنانا نہ ملا — ایک دو تنکے ہی رکھے تھے کہ صیاد آیا

اصلاح ؎ " " " " — شاخ گل پر تھا نوا سنج " "

مصرع ثانی میں "ایک دو تنکے ہی رکھے تھے" اس حالت میں صیاد کا آنا ممکن تو ہے۔ مگر شاخ گل پر تھا نوا سنج" اس سے زیادہ لطیف ہے۔ یعنی صیاد کب آیا۔ جب اُس کے کانوں میں بلبل کی آواز پہونچی۔ اُستادانہ اصلاح ہے

نشتر ؎ عشق نشتر کا وہ شہرہ تھا کہ ملنے کے لیے — ٹھوکریں قبر سے کھاتا ہوا فرہاد آیا

اصلاح ؎ " " " " — " کوہ " " " "

دوسرے مصرع میں بجائے "قبر" کے "کوہ" بنا دیا کیونکہ فرہاد کے لیے کوہ کی سخت ضرورت تھی۔

نشتر ؎ ازل میں نورِ رخ یار تھا جو پوشیدہ — گلوں میں ہو گیا ظاہر وہ رنگ و بو ہو کر

اصلاح ؎ " "حسن" " " " — " " " "

پہلے مصرع میں بجائے "نور" کے "حسن" بنایا کیونکہ رنگ و بو دونوں لفظوں پر حسن حاوی ہے اور نور میں صرف رنگ ہی کا رنگ تھا۔ اس لیے یہاں حسن کی ضرورت تھی۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر میں عجب حسن پیدا ہو گیا۔

نشتر ؎ مونس ہے نہ ہمدم ہے نہ غمخوار ہے کوئی — غربت سے کہیں اچھے میں بیکس ہوں وطن میں

اصلاح ؎ " " " نہ دلجو " — " " " " "

مصرعہ اولیٰ میں "ہے کوئی" کو قلم زد کر کے "نہ دلجو" بنا دیا جس سے شعر میں ترقی ہو گئی

نشتر ؎ افسانۂ دل پردۂ قلقل میں کہوں گا — رکھدو یہ زبان کاٹ کے مینا کے دہن میں

اصلاح ؎ " " " — رکھدونگا " " " "

دوسرے مصرع میں بجائے "رکھدو یہ" کے "رکھدونگا" بنایا کیونکہ پہلے مصرع میں کسی اور سے خطاب نہیں ہے۔ شاعر خود ہی افسانۂ دل پردۂ قلقل میں کہنے کو کہہ رہا ہے۔ اس لئے اس محل پر "رکھدونگا" کہنا بہت مناسب ہے

نشتر ۔ دیکھو رخ تابان کو نہ کاکل سے چھپاؤ — اندھیر مچے گا جو ہو اُبھرا گہن میں
اصلاح ۔ " " " " " ہے خورشید جو آجائے " "
دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر میں سلاست و روانی پیدا ہو گئی۔ اگر پہلے مصرع میں بجائے "کاکل" کے "زلفوں سے" ہوتا تو اور بھی اچھا تھا۔

نشتر ۔ ٹھہر ٹھہر کہ ہوں دم بھر کا میہمان میں بھی — قریب ختم ہے اے شمع داستان میری
اصلاح ۔ " " " مہمان میں بھی دم بھر کا " " " "
اصلاحی الفاظ وہی ہیں مگر اک ذرا سے اُلٹ پھیر میں تعقید کا جو ایک عیب تھا جاتا رہا۔ شعر بھی اچھا ہے اور اصلاح بھی خوب ہے۔

نشتر ۔ ہے مشتعل مرے قلب و جگر میں آتش عشق — سلگ رہی ہیں تپ غم سے ہڈیاں میری
اصلاح ۔ بھڑکتی جاتی ہے اندر ہی اندر " " " " " "
پہلے مصرع کی ترمیم سے بیان میں گرمی اور شعر میں زور پیدا ہو گیا۔ عجب قوت کا مصرع لگا دیا جس کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔ ایسی ہی اصلاحیں سبق آموز ہوتی ہیں۔

نشتر ۔ سر جھکا کر کہہ رہا ہے یہ ہلال آسمان — سرفرازی میں بھی لازم ہے کہ گردن خم رہے
اصلاح ۔ آسمان پر یہ اشارہ کر رہا ہے ماہِ نو " " " "
ہلال آسمان کے کہنے سے ماہِ نو کا اشارہ زیادہ نازک ہے۔

نشتر ۔ حضرت نشتر تھے قیس و کوہ کن کے جانشین — کوہ و صحرا میں نہ کیوں آوازۂ ماتم رہے
اصلاح ۔ " " " " " " " " ہنگامۂ "
دوسرے مصرع میں "آوازۂ ماتم" یہ ٹکڑا ٹھیک نہ تھا۔ اس لیے "ہنگامۂ ماتم" بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔

نشتر ۔ زمین پہ پھول تو گردوں پہ انجم و مہ و مہر — یہ ہیں اسی گل رعنا کے گل کھلائے ہوئے
اصلاح ۔ چمن میں پھول فلک پر کواکب و مہ و مہر — " " کسی " " " "
پہلے مصرع میں "زمین پہ پھول" یہ ٹکڑا کئی عیبوں سے مملو تھا۔ اول تو قریب المخرج حرفوں کا یکجا ہونا عیوب شاعری میں داخل ہے اور پھر پھول کے لیے چمن ہی زیادہ موزوں ہے۔ اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا جس سے شعر اور بلند ہو گیا۔

نشتر — ہلال جھک کے یہ گردن کشوں سے کہتا ہے جو سر فراز ہیں چلتے ہیں سر جھکائے ہوئے
اصلاح — ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ رہتے ″ ″ ″
مصرع ثانی میں بجائے "چلتے" "رہتے" بنایا۔ اس ایک لفظ کے تصرف نے شعر کو کتنا لطیف کر دیا
پہلے سر جھکانے کی خصوصیت صرف چلنے میں تھی اب ہر حالت میں سر جھکانا پایا جاتا ہے۔
نشتر — عجب ہوا ہے فنا چل رہی ہے اے نشتر کہ سب چراغ کواکب میں جھلملائے ہوئے
اصلاح — ″ ″ ″ ″ ″ عالم میں ″ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع میں بجائے "اے نشتر" کے "عالم میں" بنا کر چراغ کواکب کا جھلملانا ثابت کر دیا۔ — ے

منشی احمد علی شوق قدوائی مرحوم

عبدالحکیم نشتر جالندھری —
حنا مالیدہ پاؤں سے یہ کس نے سیر دریا کی نگاہیں پھول چنتی پھرتی ہیں دامان ساحل سے
اصلاح — مگر پائے حنائی سے کسی نے ″ ″ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع میں "حنا مالیدہ پاؤں سے" یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا۔ اس لیے استاد کامل نے "مگر پائے حنائی سے" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔
نشتر — مدد اے جوش الفت پر لگا دے میرے قدموں کو کہ منزل دور مجھ سے اور میں ہوں دور منزل سے
اصلاح — ″ ″ ″ تو ہی ″ ″ ″ ″ ″
پہلے مصرع میں "میرے" کی چنداں ضرورت نہ تھی کہ جب دوسرے مصرع میں اُس کا مترادف "مجھ سے" اور "میں" موجود ہے اس لیے استاد نے بجائے "میرے" کے تو ہی بنا کر مصرع میں اور زور پیدا کر دیا۔
نشتر — بڑھا ہے ربط و ضبط اتنا جدا دم بھر نہیں ہوتا مرا دل تیرے پیکان سے ترا پیکان مرے دل سے
اصلاح — یہ ربط باہمی تو دیکھ کس الفت سے لپٹا ہے ″ ″ ″ ″
پہلا مصرع کس حسن سے ترمیم کیا گیا کہ دوسرے مصرع سے ربط پیدا ہو گیا۔ بلکہ پہلا دوسرے میں پیوست ہو گیا۔

ے یہ اصلاحیں بذریعہ ڈاک خود جناب نشتر نے ارسال فرمائیں مؤلف شکر گزار ہے۔

نشتر - خیال آتا ہے جس دم نشتر مژگان جانان کا تو فوارہ لہو کا چھوٹتا ہے ہر رگ دل سے

اصلاح - بڑا ہے کام کسکی کاوش مژگان سے اے نشتر کہ " " " "

پہلے مصرع کو ترمیم کرکے استاد نے شعر کو مقطع کر دیا۔ اب یہان نشتر نے دونون معنے دیے۔

نشتر - منہ چھپائے ہوئے شمشیر ادا آتی ہے آج مقتل مین دلھن بن کے قضا آتی ہے

اصلاح - مجھکو گھونگھٹ مین نظر اُنکی ادا آتی ہے " " " "

پہلا مصرع کیون ترمیم کیا گیا۔ اول تو شمشیر کے منہ چھپانے کا ثبوت نہ تھا اور پھر "آتی ہے" یہ ٹکڑا ابرا تھا۔ مصرع جو اُستاد نے لگا دیا۔ اُس سے دوسرے مصرع کا ثبوت قوی ہو گیا اور "نظر" کا لفظ پہلے مصرع مین قابل دید ہے۔

نشتر - داور حشر بھی عاشق نہ کہین ہو جائے اُن کو جاتے ہوئے محشر مین حیا آتی ہے

اصلاح - بھیجیے حشر کو یا رب تو اُٹھین کے گھر مین " " "

نشتر کا پہلا مصرع معیار شاعری سے بہت گرا ہوا تھا۔ اور سوء ادبی کا بھی ایک پہلو نکلتا تھا حضرت شوق نے نئے انداز سے مصرع لگا دیا اب مصرع ثانی کی جس قدر چاہے تاویل کیجیے۔

نشتر - کشتۂ زلف ہون ہر شب کو مری تربت پر حور اوڑھے ہوئے ماتم کی ردا آتی ہے

اصلاح - " " وہ ہون مین کہ " " رات " " "

پہلے مصرع مین دوسرے مصرع کی مناسبت سے کسی قدر ترمیم کی گئی مگر دوسرے مصرع مین بجائے حور، کے کشتۂ زلف کی رعایت سے "رات" بنایا حور کو تربت سے کیا تعلق۔ دیکھیے صرف ایک لفظ سے شعر مین کتنی خوبیان پیدا ہو گئین۔ رات کا ماتم کی ردا اوڑھ کر کشتۂ زلف کی تربت پر آنا نئی بات ہے۔

نشتر - جو نہین پیتا نکل جائے وہ میخانے سے دور مین آج مئے ہوش ربا آتی ہے

اصلاح - ہوش پیارے ہون جسے جائے وہ " " " " "

سبحان اللہ کیا بے نظیر مصرع لگا دیا ہے جس کی جس قدر تعریف کیجائے اول تو اصل مصرع مین ایک نقص یہ تھا کہ پڑھنے مین کراہت معلوم ہوتی تھی۔ دوسرے جو نہین پیتا یعنی جسے دختر رز سے بیعت حاصل نہین وہ میخانے مین جانے ہی کیون لگا۔ تیسرے "نکل جائے" یہ ٹکڑا بہت سخت تھا جس مین رکاکت پیدا ہوتی تھی۔ اب اصلاحی مصرع کی خوبیان ملاحظہ ہون۔ دوسرے

مصرع مین ہے "دو بین آج مے ہوش ربا آئی ہے" اُس کی مناسبت سے پہلے مصرع مین "ہوش پیارے ہون" کیا خوب بنایا اس اصلاح سے یہ شعر نہایت لطیف ہو گیا۔

نواب بہادر حسین خان انجم نیشاپوری

نواب لیاقت حسین افسر لکھنوی ؎
تارون کے ٹوٹنے کی کیا سیر دیکھتے ہو   صدقے اُتر رہے ہین تم پر یہ آسمان سے
اصلاح ؎ " " " گو تم غور سے نہ دیکھو   " " " " "
"غور سے نہ دیکھو" اس ٹکڑے نے مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا کر دیا
افسر ؎ باعث درد نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا   دل مرا دشمن جان تھا مجھے معلوم نہ تھا
اصلاح ؎ منزل " " " " " "   " " " " " "
"باعث" کا لفظ پہلے مصرع مین بے محل تھا۔ بجائے اُسکے "منزل" کا ایک لفظ ایسا معنی خیز رکھدیا جس سے مطلع بامعنے اور نہایت عمدہ ہو گیا۔ خوب اصلاح دی۔
افسر ؎ مین قیامت تک وہین ٹھہرا جہان ٹھہرا تھا وہ   کام نقش پائے جانان نے کیا زنجیر کا
اصلاح ؎ " " " " " "   نقش پائے یار حلقہ بن گیا " "
مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے ثبوت مصرعۂ اولی کا قوی ہو گیا "حلقہ بن گیا زنجیر کا" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔ استادانہ اصلاح دی۔
افسر ؎ مجھ سے سنو شرح ورقِ عالمِ ہستی   آئینہ قدرت ہے ادھر اور اُدھر اور
اصلاح ؎ دو جلے ہین " " " "   تصویر کا شیشہ " " " "
پہلے مصرع مین بجائے "مجھ سے سنو" کے "دو جلے ہین" کیا خوب بنایا۔ دوسرے مصرع مین بجائے "آئینہ قدرت" کے "تصویر کا شیشہ" بنا کر شعر کو آئینہ بنا دیا۔ کتنی نازک اصلاح دی۔
افسر ؎ حقیقت ہے دراصل عشق مجازی   ہم اس مبتدا کی خبر دیکھتے ہین
اصلاح ؎ حقیقت نما ہے مجازی محبت   " " " " "

؎ یہ اصلاحین بھی جناب نشتر نے بذریعۂ ڈاک ارسال فرمائین۔ جناب نشتر نے حضرت نظم طباطبائی سے بھی اصلاح لی اور جناب شوق کے سامنے بھی زانوے ادب تہ کیا۔

حقیقت نما" کا ٹکڑا پہلے مصرع مین بے مثل رکھدیا۔ اب شعر بامعنے وصحیح ہو گیا

افسر ۔ حدود ظاہری سے بڑھ گیا جب شوق نظارہ   تو ہر ذرے مین مجھکو اک نئی دنیا نظر آئی

اصلاح ۔ " " بڑھ گئین جب وسعتین دل کی " " " " "

"بڑھ گیا جب ذوق نظارہ"، کو قلمزد فرماکے" بڑھ گئین جب وسعتین دل کی"، بنایا جس سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔ سبحان اللہ

افسر ۔ اگر اس بت کی چشم شوخ اپنی بات پر آئی   تو یہ سمجھو قیامت وقت سے کچھ پیشتر آئی

اصلاح ۔ اگر وہ چشم فتنہ ساز " " " " " "

"اگر اس بت کی چشم شوخ" کے بجاے پہلے مصرع مین "اگر وہ چشم فتنہ ساز" بنایا چونکہ دوسرے مصرع مین 'قیامت' کا لفظ ہے اسی رعایت سے پہلے مصرع مین "چشم فتنہ ساز" بنایا

افسر ۔ کہتے کہتے رات گذری ختم افسانا ہوا   صبح کو وہ پوچھتے ہین آسکے آگے کیا ہوا

اصلاح ۔ " " " " " " " اور کہیے کیا ہوا

دوسرے مصرع مین "اسکے آگے کیا ہوا" گو غلط نہ تھا مگر بجاے اُس کے "اور کہیے کیا ہوا"، بنایا جس سے لطف زبان کے علاوہ معنوی خوبیان مطلع مین بڑھ گئین "اور کہیے" اس ٹکڑے کی کیا داد دی جائے۔ سبحان اللہ۔

افسر ۔ کیون ہجر مین خفا ہے لے قلب زار جان سے   کیا فائدہ الجھ کر دم بھر کے میہمان سے

اصلاح ۔ " " " " بیکار الجھ رہا ہے " " "

مصرعۂ ثانی مین "کیا فائدہ الجھ کر"، یہ ٹکڑا اُلجھا ہوا تھا۔ بجاے اس کے "بیکار الجھ رہا ہے"، بناکر شعر کو سلجھا دیا۔

افسر ۔ تیر تیرا تیر ہے جب تک ترے ہی چٹکی مین ہے   دل تک آتے آتے دل کا مدعا ہو جائیگا

اصلاح ۔ تیر تیرا تیر ہے جب تک تری چٹکی مین ہے
دل تک آتے آتے دل کا حوصلا ہو جائیگا

بجاے 'مدعا' کے 'حوصلا' بنا دیا جس سے شعر مین ترقی ہو گئی

نوٹ ۔ یہ اصلاحین جناب افسر خلف حضرت انجم مرحوم سے ملین۔

سید محمد بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی

سید مجاور حسین عرف مجن صاحب تمنا۔ جانشین جاوید مرحوم۔

تمنا ۔ کوئی ظاہر نہ کسی پر ہوا مرنے کا سبب تیرا بیمار رکھا اس طرح سے خاموش رہا

اصلاح ۔ کبھی " " " " " " " " "

مصرع اولی مین بجائے "کوئی" کے 'کبھی' بنا دیا جس سے بیماری کا طولانی ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ اور وضاحت بھی پیدا ہوگئی۔

تمنا ۔ پوچھ لین دن سے مرا احوال مجھے چارہ گر شب ہوئی اور پھر وہی درد جگر ہونے لگا

اصلاح ۔ پوچھنا ہو جس کو میرا حال دن سے پوچھ لے " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر بہت صاف ہوگیا۔ اول تو چارہ گر کی تخصیص اچھی نہ تھی۔ دوسرے لفظ 'احوال' جس معنی مین لکھا گیا تھا درست نہ تھا۔ کیونکہ فصحاے متاخرین نے متروک کر دیا ہے

تمنا ۔ غش جو آیا ہے تو بھر دامن ہلا دو ایک بار اور کھا لینے دو دنیا کی ہوا بیمار کو

اصلاح ۔ " " " " " ناز سے کچھ تو کھا " " "

مصرع اولی مین "ایک بار" کچھ اچھا نہ تھا اس لیے بجاے اُسکے "ناز سے" اور مصرعہ ثانی مین بجائے 'اور' کے کچھ کا لفظ کتنا برمحل اور پیارا رکھ دیا۔

تمنا ۔ کس قدر جلدی مریض ہجر کا نکلا ہے دم ہچکیان دو چار آکر رہ گئین بیمار کو

اصلاح ۔ واہ کیا جلدی مریض " " " " " " "

پہلے مصرع مین "کس قدر" کی جگہ 'واہ کیا' بنا کر شعر کو صاف کر دیا۔

تمنا ۔ ہجر مین فصل بہاری کا مزا دیتا ہے دل کے زخمون کا یہ اک بار ہرا ہو جانا

اصلاح ۔ " " " " " " " ہوا کھا کے " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "یہ ایک بار" کے (ہوا کھا کے) بنا دیا۔ فصل بہاری کی رعایت سے 'ہوا کھا کے' خوب بنایا۔ عمدہ اصلاح ہے

تمنا ۔ دیکھنا ہے جو اسے وسعت میدان جنون کشش دل سے بڑھی جاتی ہے ہمت میری

اصلاح ۔ " " " سرحد " " وسعت " "

پہلے مصرع مین بجاے "وسعت" کے "سرحد" اور دوسرے مصرع مین کشش کی جگہ وسعت بنا کر شعر کو صاف کر دیا۔

تمنا ۔ پھر آرزو ہو موت کی اتنا نہ دے فشار ہم اے زمین ستائے ہوے آسمان کے ہین

اصلاح ۔ " " زیست " " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجاے "موت" کے "زیست" بنا دیا کیونکہ جو شخص مر چکا ہے وہ کیا موت کی آرزو کریگا۔ بے نظیر اصلاح ہے

تمنا ۔ کیون رو رو کیون دکھاؤ مرے دل کو بار بار رہنے بھی دو وہ ہین یہ ناوک جہان کے ہین

اصلاح ۔ " کھینچو " " " " " " " "

پہلے مصرع مین 'روؤ' کی جگہ 'کھینچو' بنا دیا۔ دل دکھانے کے لیے ناوک کھینچنے ہی کی ضرورت تھی "روؤ" یہان کچھ نہ تھا۔

تمنا ۔ تھم تھم کے آرہے ہین جو جھونکے نسیم کے ٹوٹے ہوے نفس یہ کسی سخت جان کے ہین

اصلاح ۔ " " آج آتے ہین " " " اکھڑے " " " ناتوان " "

تمنا کے پہلے مصرع مین (جو جھونکے) خلاف فصاحت تھا۔ دوسرے مصرع مین "ٹوٹے ہوے" کے بجاے 'اکھڑے ہوے' اچھا ہے۔ 'سخت جان' بھی یہان بے محل تھا۔ اس لیے ناتوان بنایا

تمنا ۔ اے جوش گریہ حشر تلک اب نہو کمی مین رو کے چپ ہوا تو وہ پھر مسکرا دیا

اصلاح ۔ " " " " " " " " تھا کہ وہ " "

مصرع ثانی مین بجاے "چپ ہوا تو وہ پھر" کے "چپ ہوا تھا کہ وہ" بنا کر شعر مین سلاست اور روانی پیدا کر دی۔ لکھنؤ کے اکثر اساتذہ بعض متروکات کا اب تک استعمال جایز رکھتے ہین جس کو اساتذہ متاخرین نے ترک کر دیا ہے جیسے اس شعر کے مصرع اولی مین "تلک" حضرت جاوید مرحوم نے بدستور رہنے دیا حالانکہ یہ وہ لفظ ہے جسے فصحاے متاخرین امیر داغ۔ جلال تسلیم نے بالاتفاق متروک کر دیا ہے۔ زبان کا معیار اسی وقت قایم رہ سکتا ہے کہ کل اساتذہ متروکات پر عمل کرین۔ ورنہ ایسی ضدین اور یہ کہنا کہ ہم اسے متروک نہین کرتے زبان اردو کے لیے سم قاتل ہین۔

مرزا کاظم حسین محشرؔ — اثر کیا ہے یہ آخر کو سوز باطن نے — کہ ایک آبلہ ہے دل مین لاکھ چھالون کا
اصلاح — غضب کی آگ لگائی ہے " " " " " "
پہلا مصرع ترمیم کیا گیا کیونکہ (آخر کو) بھرتی کا ٹکڑا تھا اور "اثر کیا ہے" یہ بھی برا تھا اس وجہ سے
بدلا گیا۔ اب یہ شعر عمدہ ہو گیا۔
محشرؔ — ادھر سے ہم تری محفل مین جانے والے تھے — کہ اُس طرف سے ترا حکم سدِّ باب آیا
اصلاح — کیا تھا عزم کہ در کھولین لوگ زندان کا " " " " " "
پہلا مصرع کچھ اُلجھا ہوا تھا یہ پتا نہ چلتا تھا کہ تری محفل مین ہم کدھر سے جانے والے تھے اصلاح
سے شعر صاف ہو گیا اور مصرعۂ ثانی کا مفہوم بھی ادا ہو گیا۔
محشرؔ — بہت سے غیر بھی آئے تھے بے بلائے ہوے — مجھی پہ بزم مین ہر پھر کے کیون عتاب آیا
اصلاح — " " " " " " کیون آپ کو " "
مصرع ثانی مین بجائے "ہر پھر کے" "کیون آپ کو" بنا کر شعر مین وضاحت و لطف زبان پیدا کر دیا۔
محشرؔ — بتاؤن کس لیے غیرون کو راز کی باتین — ہر ایک پوچھتا ہے مجھ سے کیا جواب آیا
اصلاح — لکھا جو ہے خط شوق اُن کو تو یہ عالم ہے " " " " " "
پہلا مصرع ترمیم کیا گیا کیونکہ "المعنیٰ فی بطن الشاعر" کا مصداق تھا اور جب تک خط کا ذکر نہ
کیا جاتا جواب آنے کا مفہوم ادا نہ ہوتا۔
محشرؔ — ادھر تم اُٹھ کے گئے آج میرے پہلو سے — اور اُس طرف کو مری جان پہ عذاب آیا
اصلاح — " " " — ادھر بلا کا " " " "
مصرعۂ ثانی مین "اور اُس طرف کو" اچھا نہ تھا اس لیے "ادھر بلا کا" بنا کر شعر کو درست کر دیا
اب باہم دونون مصرعون مین ربط پیدا ہو گیا۔
محشرؔ — میان کنج لحد تیرے دم پہ کیا گذری — ہزار بار پکارا نہ کچھ جواب آیا
اصلاح — وہ آکے قبر پہ کہتے ہین نیند ہے کیسی " " " " "
پہلا مصرع بدلا گیا کیونکہ پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط نہ تھا۔ اب اصلاح سے شعر مین جان
پیدا ہو گئی اور معنے بھی صاف ہو گئے۔

محشر۔ اُسی کی یاد مین فرقت کی شب کٹی آخر   اُسی کو خواب مین دیکھا کبھی جو خواب آیا

اصلاح ” ” ” ” ” ساری ” ” ” جو دن کو ” ”

مصرع اولی مین (آخر) سے "ساری" فصیح ہے اس لیے بدلا اور مصرع ثانی مین "کبھی جو خواب آیا" کے بجائے "دن کو خواب آیا" خوب بنایا۔ شب تو ساری یاد مین کٹی۔ اب دن ہی باقی رہا۔

محشر۔ تمام رات وہ کل ساتھ غیر کے جاگے   تو میرے گھر مین سرِ شام ہی سے خواب آیا

اصلاح ۔ ” ” ” ” ” جو آئے گھر مین مرے ” ” ” ”

مصرعۂ اولیٰ مین "جو" کی لفظ بھی ہوتی مثلاً یون ہوتا (وہ ساری رات جو کل ساتھ غیر کے جاگے) تو مصرعۂ ثانی کا "تو" "جو" کے مقابل مین بالکل ٹھیک ہوتا مگر چونکہ ایسا نہ تھا اس وجہ سے مصرع ثانی مین ترمیم کی گئی جس سے شعر کی بندش چست ہو گئی۔

محشر۔ غضب کی نیند یہ سوئے ہین رہروان عدم   کہ جاگتے ہی نہین سر پہ آفتاب آیا

اصلاح ” ” ” ” ” خفتگان ” کہ جاگتے نہین گو ” ” ”

مصرعۂ اولے مین سونے کے ذکر کے ساتھ "رہروان عدم" سے "خفتگان عدم" اچھا ہے اور مصرعہ ثانی مین "ہی نہین" مین تعقید تھی اس لیے "نہین گو" بنایا۔ اب شعر بے عیب ہو گیا۔

محشر۔ غریب و بیکس و بے آشنا سمجھ کے مجھے   ہماری لاش پہ رونے کو بس سحاب آیا

اصلاح ۔ ” ” ” ” ہمین ” ” ” ” فقط ” ”

پہلے مصرع مین "مجھے" اور دوسرے مصرع مین "ہماری" یہ شتر گربہ تھا اس لیے بجائے "مجھے" کے "ہمین" بنایا گیا اور دوسرے مصرع مین "رونے کو بس" کی جگہ "رونے فقط" بنایا جس سے لفظ "بس" بھی نکل گیا جو بھرتی کا لفظ تھا۔

محشر۔ لحد سے اُٹھ کے چلو آج حضرت محشر   میان حشر سنا ہے وہ بے نقاب آیا

اصلاح ۔ ” ” اپنی چلون اُٹھ کے کیون نہ اے محشر سنا ہے آج وہ محشر مین ” ” ”

مقطع نہ پہلے درست تھا۔ نہ اصلاح کے بعد درست ہو سکا۔ "لحد سے اپنی" اس ٹکڑے مین "اپنی" برائے بیت ہے۔ اور دونون مصرعون مین "محشر" بھی کانون کو بھلا نہین

محشر ؎ دفور ہجر تسے بڑھتا ہی جائیگا خیال اُن کا رہین وہ دور جتنے اُتنے ہی نزدیک ہین دل سے
اصلاح ؎ مجھے اے شام غم " " " " " " " " "

مصرعہُ اولی مین بجائے "دفور ہجر سے" کے "مجھے اے شام غم" بنا کر شعر مین جان ڈال دی۔

محشر ؎ جسے دیکھا جدھر دیوانہ اُسکو کر دیا فوراً پریشان ہین حسینانِ جہان محشر ترے دل سے
اصلاح ؎ تصدق یہ نگاہون پر فدا آنکھون پہ رہنا ہے " " " " "

مصرع اولی کا مفہوم کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کس نے دیکھا اور کدھر دیکھا اور دیوانہ کس کو کر دیا عاشق کو یا معشوق کو۔ اسی وجہ سے پورا مصرع بدلا گیا اب شعر بالکل صاف ہو گیا۔

محشر ؎ جستجو مین دل غمگین کی گیا تھا لیکن میرے سینے سے ترا تیر پشیمان نکلا
اصلاح ؎ جستجوے دل گم گشتہ مین آیا تھا مگر " " " " "

مصرع اولی لفظ "گم گشتہ" کا محتاج تھا کیونکہ بغیر اس کے تیر کے پریشان نکلنے کا کوئی سبب نہ تھا۔ اس اصلاح سے شعر مین جو بات پیدا ہو گئی وہ محتاج بیان نہین

محشر ؎ فصل گل آگئی کیا آج جہان مین آمین اپنے گھر سے جو ہر اک چاک گریبان نکلا
اصلاح ؎ رونق افزا چمن کیا ہوئی پھر فصل بہار " " " " " "

مصرعہُ اولی مین لفظ آمین) بالکل بے محل تھا بلکہ بھرتی کا لفظ تھا اسی لیے پورا مصرع بدل دیا گیا اور اب یہ شعر نہایت شاندار ہو گیا۔

محشر ؎ ایک ادنی یہ تباہی دل پر درد کی تھی جملہ بھی منہ سے جو نکلا تو پریشان نکلا
اصلاح ؎ عاشق زلف تھا کیا کوئی شریک محفل ذکر بھی بزم مین " " "

اس شعر کا رخ ہی بدل دیا گیا اور اب شان ہی اور ہو گئی۔

محشر ؎ دشت وحشت مین بس اب وقت مدد ہے اے دل جوشش شوق مین مین بے سر و سامان نکلا
اصلاح ؎ کوئی کانٹون سے یہ کہدے کہ مبارک ہو تمھین گھر سے مین شوق مین پھر " " "

پہلا مصرع بہت ڈھیلا تھا چست کیا گیا اور دوسرے مصرع مین "جوشش شوق" برا تھا اس لیے "گھر سے مین" بنایا گیا۔ اب شعر کی بندش بے مثل ہو گئی مگر دوسرا مصرعہ کسی قدر رند مرحوم کے مصرع سے ٹکرا گیا ان کا مصرع یہ ہے۔ گھر سے وحشت مین جو مین بے سر و سامان نکلا۔

محشر — جھیلنا تیری شب ہجر کا آسان نہ تھا — چادر شب سے رخ ماہ پریشان نکلا

اصلاح — آج پھر بزم مین اس رخ سے ہٹی ہین زلفین — ابر تاریک سے پھر مہر درخشان نکلا

مصرعۂ اولی مین "تری شب ہجر" اچھا نہ تھا کیونکہ شب ہجر وہ ہے کہ جو معشوق کی دوری مین عاشق پر کرب و بے چینی مین کٹتی ہے اور اُس کو عاشق کی شب ہجر کہتے ہین نہ کہ معشوق کی۔ اس وجہ سے بالکل الگ کر کے پورا مصرع بدل دیا گیا اور مصرع ثانی مصرع اولے سے ربط حاصل کرنے کے لیے ترمیم کیا گیا۔ کیونکہ چادر شب سے رخ ماہ کا پریشان نکلنا کچھ نہ تھا اب شعر صاف ہو گیا

محشر — پھاڑ کر پھینک دیا تھا جو جنون مین مین نے — دشت وحشت مین جو دیکھا تو وہ دامان نکلا

اصلاح — سچ ہے وحشت کا سبب ترک وطن ہوتا ہے — باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

محشر کے مصرعۂ اولی مین دو جیمون کا قریب ہونا اول تو برا تھا دوسرے شعر کے معنی نہایت اُلجھے ہوئے تھے۔ اس لیے حضرت جاوید نے پورا شعر الگ کر کے کہدیا جو لاجواب ہے۔ یہ بھی ایک اساتذہ کا قاعدہ ہے کہ جب شعر لفظون کی ترمیم سے درست نہین ہو سکتا تو مجبوراً دوسرا شعر کہکر اس کمی کو پورا کر دیتے ہین۔

محشر — سرخ رو سینۂ بسمل سے جو پیکان نکلا — دل پکار اُٹھا مبارک ہو کہ ارمان نکلا

اصلاح — رو دیے زخم جو سینے سے وہ پیکان نکلا — ہاتھ خالی مرے گھر سے مرا مہمان نکلا

محشر کا مطلع بہت ہلکا تھا۔ اس لیے دوسرا مطلع لکھدیا۔ جو غنیمت ہے

محشر — ہون عندلیب گلشن خیرالانام کا — اور نوحہ خوان حسین علیہ السلام کا

اصلاح — 〃 〃 〃 〃 — ہر شعر لاجواب ہے میرے سلام کا

مصرعۂ اولی کو مصرعۂ ثانی سے ویسا ربط نہ تھا جیسا کہ اصلاح کے بعد پیدا ہو گیا۔ اور اب یہ مطلع نہایت صاف ہو گیا۔

محشر — گلشن مین بے سبب نہین افسردگی گل — ثابت ہے غم حسین علیہ السلام کا

اصلاح — سینے مین بے سبب نہین افسردگی داغ — 〃 〃 〃 〃

پہلے مصرع مین "افسردگی گل" کا ٹکڑا برا تھا۔ افسردہ ہونے کا محاورہ بالعموم روشن چیز کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی بات کا لحاظ کر کے "افسردگی داغ" بنایا گیا اور بجائے "گلشن" کے "سینے" کی اصلاح

ہوئی ۔اب یہ شعر عمدہ ہوگیا ۔

محشر ؎ اے چرخ مصطفٰے کے نواسے پہ یہ ستم کیا مرتبہ نہ جانتا تھا تو امام کا
اصلاح ؎ " " " " ظلم و جور رتبہ نہ جانتا تھا شقی کیسا " "

پہلے مصرع مین بجائے "یہ ستم" کے "ظلم و جور" بنایا اور مصرع ثانی کی ترمیم سے شمر کی طرف ضمیر پھیر دی جو خاص قاتل امام تھا اور مخاطب وہی چرخ رہا جو پہلے تھا اب شعر درست ہوگیا

محشر ؎ اُترے گلے سے نزع کے ہنگام کیا دوا مشتاق ہو رہا ہون مین کوثر کے جام کا
اصلاح ؎ محشر نہ کس طرح سے پیے جاؤن اشک غم " " " " " "

نزع کے ہنگام بالعموم دوا کا استعمال نہین ہوتا بلکہ حلق مین پانی ٹپکایا جاتا ہے دوسرے دوا کے ساتھ بیماری کا ذکر بھی ہونا چاہیے تھا انھین عیوب پر نظر کر کے بالکل الگ کر کے مصرع لگا دیا اور کوثر کے جام کی رعایت سے "اشک غم" بھی خوب بنایا ۔اب یہ شعر سے مقطع ہوگیا ۔؎

لڈین صاحب بہار لکھنوی ؎ چارہ گر مانا کہ بے رحم بہت تھے لیکن + تم نے کس دل سے نکلتے ہوئے پیکان دیکھا
اصلاح ؎ چارہ گر جو تھے وہ بیرحم بھی سفاک بھی تھے + " " " "

مصرعۂ اولیٰ مین لفظ "سفاک" وہ بیمثل اصلاح ہے جسکی تعریف مین زبان قاصر ہے ۔اصلاح سے یہ شعر نازک اور لطیف ہوگیا ۔

بہار ؎ نگاہ ناز کے تیرون نے حسرتون سے کہا جگر سے کہدو کہ دل کی زرا خبر لینا
اصلاح ؎ " " " سے " نے " جگر کے بعد زرا دل کی بھی خبر لینا

دونون مصرعون مین ایک ادنے ترمیم سے شعر کے رُخ ہی دوسرے ہوگئے وہ سلاست اور روانی پیدا ہوگئی کہ جس کی تعریف نہین ہوسکتی "جگر کے بعد ذرا دل کی بھی خبر لینا" اس مصرع مین "بھی" کا لفظ بھی استاد نے قابل تعریف لکھا ۔

بہار ؎ حنا کا رنگ چھپے گا یہ شوخیان کیسی زرا نہ خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا
اصلاح ؎ " " " " " کہین نہ " " " " "

مصرعۂ ثانی مین "زرا" کی جگہ "کہین" بنا کر شعر مین فصاحت پیدا کر دی

نوٹ؎ یہ اصلاحین ایک خاص طریقے سے حاصل کی گئین ۔میرے پاس کل مسودے موجود ہین

بہار ؎ بہار گو ہوں مگر ہے خزاں سے ربط مجھے جو دل میں آئے تو کروٹ اُدھر بھی کر لینا

اصلاح ؎ " " " " " " " " " " منھ اس طرف " "

مصرعۂ ثانی میں "کروٹ ادھر بھی کر لینا" زبان نہ تھی بلکہ کروٹ پھرنا۔ کروٹ بدلنا اور کروٹ لینا محاورہ ہے۔ اسی وجہ سے منھ اس طرف بھی کر لینا بنایا گیا۔ اب شعر بے مثل ہو گیا

سید وقار آغا عرف بنے صاحب اختر خلف خورشید لکھنوی ؎

رن میں جو تیر کہ شبیر پہ چل جائیں گے کام کرتے ہوئے اپنا وہ نکل جائیں گے

اصلاح ؎ " " مظلوم " " " توڑ کر سینۂ شبیر " " "

مصرعۂ ثانی میں "کام کرتے ہوئے نکل جائینگے" مبہم تھا۔ اس لیے توڑ کر سینۂ شبیر بنا کر واضح کر دیا گیا اور مصرعۂ اولیٰ میں بجائے شبیر مظلوم بنایا گیا کیونکہ دونوں مصرعوں میں لفظ شبیر خلاف فصاحت تھا

اختر ؎ مشک کو بھر کے جری بولا کہ اے نہر فرات پیاسے آئے ہیں یوہیں پیاسے نکل جائیں گے

اصلاح ؎ مشک بھر کر کہا عباس نے اے نہر فرات " " تو پیاسے ہی " "

مصرعۂ اولیٰ میں "بولا" کا الف گرتا تھا گو ناجائز تو نہ تھا مگر غیر فصیح ضرور تھا اسلیے مصرع بدلا گیا

اختر ؎ بولے شہ زینب مضطر سے کہ رہنا ہشیار بچے کوزے لیے ہاتھوں میں نکل جائیں گے

اصلاح ؎ " " " " " " " " خیمے سے " "

مصرعۂ ثانی میں بجائے "ہاتھوں میں" کے "خیمے سے" بنا دیا کیونکہ یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کہاں سے نکل جائیں گے

اختر ؎ دیکھو مکیں سے ہوتی ہے رونق مکان کی مجنوں کے بعد دشت میں ویرانہ ہو گیا

اصلاح ؎ سچ ہے " " " " " " " " "

مصرعۂ اولیٰ میں "دیکھو" بھرتی کا لفظ تھا اس لیے "سچ ہے" بنا دیا۔ اب شعر عمدہ ہو گیا

اختر ؎ چرچا ہر ایک جا ہے جوانی کی موت کا افسوس میرا ذکر بھی افسانہ ہو گیا

اصلاح ؎ چرچا ہے ہر جگہ یہ " " " دنیا میں " " "

پہلے مصرع میں تو ترمیم کی ضرورت نہ تھی دوسرے مصرع میں "دنیا میں" بجائے افسوس کے بنا کر شعر میں سلاست پیدا کر دی افسوس کہ جناب اختر جوانی ہی میں نذر اجل ہوئے بعض وقت کا کہا سچ ہو کر رہتا ہے مجھ پر بھی یہ واقعہ گذر چکا ہے اس لیے اس قسم کے مضامین سے شعرا کو احتراز کرنا چاہیے

سید وقار آغا عرف بنّے صاحب آختر خلف خورشید لکھنوی ؎

رن مین جو تیر کہ شبیر یہ چل جائین گے کام کرتے ہوے اپنا وہ نکل جائین گے

اصلاح " " مظلوم پہ " " " توڑ کر سینۂ شبیر " " "

مصرع ثانی مین "کام کرتے ہوے نکل جائین گے" مبہم تھا اس لیے توڑ کر سینۂ شبیر۔ بنا کر واضح کر دیا گیا اور مصرعۂ اولی مین بجاے "شبیر" مظلوم بنایا گیا کیونکہ دونون مصرعون مین لفظ شبیر خلاف فصاحت تھا۔

اختر ؎ مشک کو بھر کے جری بولا کہ لے نہر فرات پیاسے آئے ہین یوہین پیاسے نکل جائین گے

اصلاح ؎ مشک بھر کر کہا عباس نے " " پیاسے آئے ہین تو پیاسے ہی " " "

مصرعۂ اولیٰ مین "بولا" کا الف گرتا تھا گو ناجایز تو نہ تھا مگر غیر فصیح ضرور تھا اس لیے مصرع بدلا گیا

اختر ؎ بولے شہ زینب مضطر سے کہ رہنا ہشیار بچے کوزے لیے ہاتھون مین نکل جائین گے

اصلاح ؎ " " " " " " خیمے سے " " "

مصرعۂ ثانی مین بجاے "ہاتھون مین" کے "خیمے سے" بنا دیا کیونکہ یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کہان سے نکل جائین گے۔

اختر ؎ دیکھو مکین سے ہوتی ہے رونق مکان کی مجنون کے بعد دشت مین ویرانہ ہو گیا

اصلاح ؎ سچ ہے " " " " " " "

مصرعۂ اولی مین "دیکھو" بھرتی کا لفظ تھا۔ اس لیے "سچ ہے" بنا دیا۔ اب شعر عمدہ ہو گیا اختر کے شعر مین غالب کے شعر سے توارد ہو گیا ہے۔ غالب نے کہا ہے کہ ؎ مجنون جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے ÷

اختر ؎ چرچا ہر ایک جا ہے جوانی کی موت کا افسوس میرا ذکر بھی افسانہ ہو گیا

اصلاح ؎ چرچا ہے ہر جگہ یہ " " " دنیا مین " "

پہلے مصرع مین تو ترمیم کی ضرورت نہ تھی دوسرے مصرع مین بجاے "افسوس" کے "دنیا مین" بنا کر شعر مین سلاست پیدا کر دی۔ افسوس کہ جناب اختر جوانی ہی مین نذر اجل ہوئے بعض وقت کا کہا سچ ہو کر رہتا ہے۔ مجھ پر بھی یہ واقعہ گذر چکا ہے۔ اس لیے اس قسم کے مضامین

سے شعرا کو احتراز کرنا چاہیے۔

سید وجاہت حسین ممتاز الافاضل و صدر الافاضل ناظم لکھنوی مرحوم

ناظم ۔ دیے ہین اس قدر شبنم نے چھینٹے سرخ پھولون کو چھلک آیا لہو آخر کو رگہائے گل تر سے

اصلاح ۔ دیے ہین اس قدر شبنم نے چھینٹے رنگ کھلنے کو " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "سرخ پھولون" کے "رنگ کھلنے کو" بنایا جس سے چھینٹے دیے جانے کا سبب بھی ظاہر ہوگیا۔ اور سرخ پھولون کی شرط بھی اچھی نہ تھی کیونکہ جب وہ خود پہلے ہی سے سرخ ہین تو اب کون سی سرخی لہو بن کے چھلکتی۔ غرض یہ کہ اصلاح سے شعر بے مثل ہوگیا۔

ناظم ۔ سحر ہونے کو ہے نغمہ سرا ہے باغ مین بلبل زمین باغ بھی شاداب ہے پھولون کے بستر سے

اصلاح ۔ " " " " حسینان چمن اب اُٹھتے ہین پھولون کے بستر سے

اول تو دونون مصرعون مین لفظ باغ کا آنا غیر فصیح تھا۔ دوسرے زمین باغ کا شاداب ہونا اچھا نہ تھا۔ اس لیے مصرع الگ کر کے لگا دیا جس سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط پیدا ہوگیا

ناظم ۔ کسی کے عشق مین دل آبلہ شاید ہوا اسکا سنا یہ ہے کہ پانی بھی نکل آتا ہے پتھر سے

اصلاح ۔ " " " جل رہا ہے سکا بھی شاید کہ دیکھا ہے شرر اکثر نکل آتے ہین پتھر سے

پہلے مصرع مین خالی عشق سے دل آبلہ ہونا اچھا نہ تھا بلکہ "جل رہا ہے" کی سخت ضرورت تھی۔ جل رہا ہے کی رعایت سے شرر اکثر نکل آتے ہین پتھر سے کیا خوب بنایا۔ شعر کی سردی کو گرمی سے بدل دیا۔ اب شعر گرم ہوگیا۔

ناظم ۔ فلک پر ہُوئین روشن جلد قندیلین کواکب کی بچھا دے چاندنی کا فرش کہد و ماہِ انور سے

اصلاح ۔ فلک پر جلوہ گر ہون جلد " " " " " " "

پہلے مصرع مین "ہوئین" غیر فصیح تھا۔ اس وجہ سے "جلوہ گر ہون" بنایا گیا۔ سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

ناظم ۔ بڑھا کعبہ کا رتبہ اور بھی ان کی عبادت سے بتون کے بھی جھکے سر کلمۂ اللہ اکبر سے

اصلاح ۔ بڑھایا خوب رتبہ کعبہ کا انکی عبادت نے " " " نعرۂ " "

مصرعۂ اولی مین "اور بھی" اچھا نہ تھا۔ اس وجہ سے "بڑھایا خوب رتبہ" بنایا گیا اور مصرع ثانی

مین "کلمۂ اللہ اکبر" کے بدلے "نعرۂ اللہ اکبر" کی ترمیم سے جو ترقی شعر مین پیدا ہو گئی۔ ہر صاحب فن اُسے خود سمجھ لیگا۔

سید علی نواب قدیم نبیرۂ جناب انیس مرحوم۔ ؎

ابھی سے کرتا ہون تیر نظر کا مین عادی　　خطر یہ ہے کہ وہ بت دل کا امتحان نہ کرے

اصلاح ؎ شب فراق مین کس سے کرونگا مین باتین　　نظر کے تیر سے　وہ " " "

مصرعۂ اولی مین اول تو "ابھی سے کرتا ہون" اس ٹکڑے مین ذم کا پہلو تھا۔ دوسرے "عادی" اسم مفعول ہے یعنی خو یافتہ اور یہان "عادی" فاعل کے معنی پر نظم کیا گیا تھا جو غلط ہے اس وجہ سے پہلا مصرع بدلا گیا۔ چونکہ پہلے مصرع مین "تیر نظر" قلمزد ہو چکا تھا اس وجہ سے دوسرے مصرع مین "نظر کے تیر سے" نظم کر دیا گیا۔ اب شعر بالکل صاف ہو گیا۔

قدیم ؎ نہ آہین کھنچتی ہین نا بیڑیان سنبھلتی ہین　　خدا کسی کو اسیری مین ناتوان نہ کرے

اصلاح ؎ جو دو قدم کبھی چلتے تھے وہ بھی ہے موقوف　　" " " "

مصرعۂ اولی مین "نا" اشباع کے ساتھ غیر فصیح تھا۔ اسی وجہ سے بالکل الگ کر کے نہایت پُر اثر مصرع لگا دیا۔ اب یہ شعر عمدہ ہو گیا۔

قدیم ؎ وہ کہہ رہے ہین کہ ہے ہجر کا مزا اس مین　　کسی سے کہدو ابھی ختم داستان نہ کرے

اصلاح ؎ تمھارا دل بھی بہلتا ہے اور مرا دل بھی　　" " " "

پہلے مصرع مین "ہجر کا مزا اس مین" اچھا نہ تھا اس وجہ سے پورا مصرع بدل دیا۔ اب شعر با معنے ہو گیا۔

قدیم ؎ ہر اک یہ وار کرتے ہوے مہ لقا بڑھے　　کیا تاب تھی جو کوئی اُدھر بزدلا بڑھے
میدان دکھا کے گھوڑون کو یہ مہ لقا بڑھے　　کہتے تھے جبرئیل کہ مشکل کشا بڑھے
غل فوج مین زبان پہ تھا ہر ذلیل کی
اب خیریت نہین ہے پر جبرئیل کی

اصلاح ؎ لیکر زبان سے نام علی و خدا بڑھے　　کیا تاب تھی جو کوئی اُدھر بزدلا بڑھے
میدان دکھا کے گھوڑون کو یہ مہ لقا بڑھے　　رن یہ پکارتا تھا کہ مشکل کشا بڑھے
فقرہ یہی زبان پہ تھا ہر ذلیل کی　　اب خیریت نہین ہے پر جبرئیل کی

پہلے اور تیسرے مصرع مین قافیہ ایک ہی تھا یعنی "مہ لقا" اس وجہ سے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا اور چوتھے مصرع مین بجائے "کہتے تھے جبرئیل" کے "رن پکارتا تھا" بنایا جس سے مصرع چست ہوگیا - پانچوین مصرع مین "غل فوج مین زبان پہ تھا" کے عوض "فقرہ یہی زبان پہ تھا" بنایا کیونکہ غل کا زبان پہ ہونا خلاف محاورہ تھا - اب پورا بند خوب ہوگیا -

قدیم سے چھپ چھپ کے بھاگے جاتے تھے میدان سے بدخصال + گھوڑون کا تھا یہ حال کہ بھولے تھے اپنی چال

نام آورانِ فوج ہوے جبکہ پایمال + تھا شور یہ کہ آگیا دنیا پہ اب زوال

حیران سب تھے خوف دلون پر پڑا ہوا

منھ دیکھتا تھا بھائی کا بھائی کھڑا ہوا

اصلاح سے " " " " " " "

" " " " " "

" " " گر کے " " " " "

" " " " " "

تھا ان کی حرب وضرب کا سکہ پڑا ہوا

" " " " " "

اس بند کے تیسرے مصرع مین "جبکہ" قلمزد کر کے "گر کے" بنایا جس سے مصرع مین جان پڑگئی پانچوین مصرع مین بھی "حیران سب تھے خوف دلون پر پڑا ہوا" اچھا نہ تھا - اس لیے پانچوان مصرع بھی ترمیم کیا گیا اور اب یہ بند لاجواب ہوگیا -

قدیم سے یہ سن کے شہ کے پاس گئے وہ نکوسیر کی عرض اذن دیجیے یا شاہ بحر و بر

فرط قلق سے شاہ کا ٹکڑے ہوا جگر لپٹا لیے گلے سے بس ان صفدرون کے سر

غم تازہ دے کے سینے مین ناسور کر دیا

نیچے سے ہاتھ جوڑ کے مجبور کر دیا

اصلاح سے صرف پانچوان مصرع یون بدل دیا "فرمایا دل کے زخم کو ناسور کر دیا" جس سے پورا بند لطیف ہوگیا -

سید حسین بیتاب لکھنوی سے کسی کے ہجر نے اتنا تو کر دیا مجھے زار گمان ہے تن لاغر کا تار بستر پر

اصلاح سے " " " " " کہ شک ہے اب " " " "

مصرعۂ ثانی مین کاف بیانیہ کی ضرورت تھی کیونکہ بغیر اس کے مصرعۂ اولی کو مصرعۂ ثانی سے ربط ہی نہین حاصل ہوسکتا ۔ اسی وجہ سے تصرف کیا گیا ۔ معہذا دونون کے مصرع مین تعقید معنوی موجود ہے ۔ اگر یہ معنی قافیہ "بستر کا" "لاغر کا" مین اس طرح باندھے جاتے ۔ شاگرد گمان ہے تنِ لاغر یہ تار بستر کا + (استاد) کہ تنگ ہوا تنِ لاغر یہ تار بستر کا + تو یہ تعقید الٹ ملٹ دفع ہوجاتی ۔ معانی مین ترتیب و روانی آجاتی ۔

بیتاب ۔ تڑپ تڑپ کے گذاری ہین ہجر کی راتین گواہی دینگی جو شکنین پڑی ہین بستر پر

اصلاح ۔ " " " گواہ ہین شکنین جس قدر ہین بستر پر

مصرعۂ ثانی مین "شکنین" سکون کاف کے ساتھ اگر غلط نہین تو غیر فصیح ضرور تھین ۔ اسی وجہ سے "گواہ ہین شکنین جس قدر ہین" بنایا گیا ۔ استادی اسی کا نام ہے کہ کہین نظر نہ چوکے

بیتاب ۔ جنازہ کشتۂ گیسو کا آج یون اُٹھا گندھا ہے پھولون کا سہرا سیاہ چادر پر

اصلاح ۔ " " " " پڑا ہے " " "

جنازے پر سہرے کے باندھے جانے کو گندھنا نہین کہتے بلکہ تاگے مین پھولون کا پرویا جانا گندھنا کہلاتا ہے ۔ اسی وجہ سے بجاے "گندھا ہے" کے "پڑا ہے" بنایا گیا ۔

بیتاب ۔ ترچھی نظرین وہ نہین اب ہین اُٹھاتے اپنی زخم اتنے ہین پڑے دل مین کہ تعداد نہین

اصلاح ۔ ترچھی ہی نظرون سے وہ دیکھ رہے ہین اب تک ٹکڑے کس دل کے کیے ہین یہ اُنھین یاد نہین

بیتاب کے مصرعۂ اولی مین تعقید تھی اور مصرعۂ ثانی مین "تعداد" انتہا کے معنون مین بے محل صرف کیا گیا تھا ۔ تیسرا ایک بہت باریک عیب جو مشکل سے نظر آتا یہ بھی تھا کہ اُٹھنے کے قبل نظر کو ترچھی یا سیدھی کچھ نہین کہہ سکتے انھین عیوب پر نظر کرکے حضرت جاوید مرحوم نے پورا شعر بدل دیا جس کی کیا تعریف ہوسکتی ہے ۔ اس قسم کی اصلاحین صرف اس غرض سے لکھی جاتی ہین کہ شاگرد اپنے عیوب پر نظر کرکے آیندہ سے احتیاط کرین ۔

بیتاب ۔ حلق مشتاق پر رکھو خنجر دم نکلتا ہے اب لہو کی طرح

اصلاح ۔ " " تو رکھ " دم نکل جائے گا " " "

پہلے مصرع مین "رکھو" غیر فصیح تھا ۔ مصرع ثانی مین "دم نکلتا ہے اب" اچھا نہ تھا اس وجہ سے

دم نکل جائیگا بنایا۔ جس نے شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔ سبحان اللہ۔

سید کاظم حسین ہدف لکھنوی ؎

کس سے چھوڑا نہین جاتا ہے کسی کا دامن　　کس سے رخصت کوئی ہنگام سحر ہوتا ہے

اصلاح ؎ تارے چھپتے ہین اُدھر شمعین ادھر بجھتی ہین　　" " " " "

مصرعۂ اولی محض ترقی کے لیے ہنگام سحر کی رعایت مدنظر رکھ کے بدلا گیا ورنہ ہدف کا مصرع بھی بُرا نہ تھا ہان اتنا بلند البتہ نہ تھا جتنا اب ہوگیا۔

نواب باقر علی خان عرف نبن صاحب راز لکھنوی ؎

دیکھو نہ یون خدا کے لیے منہ کو پھیر لو　　دل پر گرے نہ برق کہین اس نگاہ کی

اصلاح ؎ " " " "　　دل پر نہ گر پڑے کہین بجلی نگاہ کی

راز کے مصرع ثانی مین لفظ 'اس' حشو تھا اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔ اب شعر صاف ہوگیا۔

راز ؎ خون خود تڑپ کے دامن قاتل مین بھر دیا　　حاجت رہی نہ حشر مین مجھکو گواہ کی

اصلاح ؎ زخمون کا خون دامن قاتل مین بھر دیا　　" " " "

مصرعۂ اولی مین تین عیب تھے۔ اول تو دو "خ" قریب قریب تھے جو مخل فصاحت تھے دوسرے لفظ 'خون' بغیر عطف و اضافت اخفاے نون کے ساتھ غیر فصیح سمجھا جاتا ہے تیسرے اپنے زخمی ہونے کا ذکر بھی ضرور چاہیے تھا۔ چنانچہ انھین سب باتون پر نظر کرکے استاد نے بجاے "خون خود" "زخمون کا خون" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔

منشی امین الدین خان مفتون اجمیری ؎

نزع مین مر کر جو دیکھا آپ تھے بالین کے پاس　　قدآدم میرے سر پر آفتاب آ ہی گیا

اصلاح ؎ حشر کے دن بھی نہ خواب مرگ سے آنکھین کھلین　　" " " "

مفتون نے چہرۂ معشوق کو آفتاب قرار دیا تھا مگر شعر مین 'چہرہ' کا ذکر نہ تھا۔ اس وجہ سے استاد نے مصرع اولی بدل دیا اور اب مراد اصلی آفتاب سے ہوگئی۔ اور آفتاب بھی کون آفتاب محشر جو زمین سے قدآدم بلند ہوگا۔ اس اصلاح سے ایک نازک بات یہ بھی پیدا ہوگئی کہ خواب مرگ کی انتہا بھی ثابت کر دی گئی۔

مفتون؎ سرگرانی یہ ہوئی گر گر پڑے مرجھا کے پھول تکتے تکتے دیدۂ نرگس مین خواب آہی گیا
اصلاح ؎ کس قدر دلچسپ تھا حسن عروسان چمن " " " "

مصرعۂ اولی مین پھولون کی سرگرانی کا سبب اور ثبوت نہ تھا۔ دوسرے مصرعۂ ثانی سے ربط بھی نہ تھا۔ اس وجہ سے ایک دلچسپ مصرع اُستاد نے لگا دیا جس سے شعر کا پایہ دیوارِ گلشن سے بھی اونچا نظر آنے لگا بیمثل اصلاح دی۔ دلچسپ کا لفظ دل مین کُھبا جاتا ہے

مولوی میرن صاحب وفا لکھنوی ؎

شعر گوئی مین وفا اس کا خیال اکثر رہے چاہیے تقلید تم کو حضرت استاد کی
اصلاح ؎ اے وفا جو شعر ہو صورت نما تصویر ہو " " " "

مصرعۂ اولی مین "اس کا خیال اکثر رہے" یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا بلکہ ضرور رہے ہونا چاہیے تھا دوسرے یہ کہ مصرع ثانی سے ربط بھی نہ تھا۔ اسی لیے استاد نے مصرع بدل دیا۔ اب یہ قطع خوبصورت ہو گیا۔ صرف ایک "صورت نما" کے ٹکڑے نے اسے حسین کر دیا۔

وفا ؎ ابھی احباب تم زرا ٹھیرو آ کے میت کو وہ اُٹھاتے ہین
اصلاح ؎ ابھی احباب اک زرا ٹھیرین " " " "

لفظ "احباب" جمع ہے اور مصرعۂ اولی مین "تم زرا ٹھیرو" واحد سے خطاب کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بجائے 'تم' کے 'اِک' اور 'ٹھیرو' کی جگہ 'ٹھیرین' بنایا گیا۔

حکیم محمد علی محزون لکھنوی ؎

جب مجھکو دیکھ لیتا ہے فرقت مین آپ کی ٭ کہتا ہے آئینہ کہ وہ صورت نہین رہی
اصلاح ؎ کس منہ سے اُسکے سامنے جاؤن فراق مین " " " "

مصرعۂ اولی صرف ترقی کے لیے ترمیم کیا گیا ورنہ کوئی عیب نہ تھا۔ سبحان اللہ کیا مصرع لگا دیا۔

سید محمد ناصح عرف ہدن صاحب ناصح ؎

ہجر مین کیون نہ کلیجے سے لگائے رہون مین ٭ تھا کسی کے تہ سر وصل مین بازو اپنا
اصلاح ؎ کیون نہ مڑ مڑ کے شب ہجر مین دیکھون ہر بار " " " "

اپنے ہی بازو کو کلیجے سے لگانا اچھا نہ تھا اسلیے مصرع بدل دیا گیا۔ اور اب مڑ مڑ کے دیکھنے سے انتہائے شوق کا پتا چلتا ہے

سید کاظم رضا عرف لڈن صاحب بہار سہ تباہین کے نہ آیا کرو ستارون کی غ گرے فلک کی نظر سے نہ قدر تارون کی
اصلاح سہ " " " " چمکتی جاتی ہے قسمت امیدوارون کی

پہلے مصرع مین "گرے فلک کی نظر سے نہ قدر" خلاف محاورہ تھا۔ قدر گھٹنا قدر کم ہونا محاورہ ہے اور نظر سے گرنا جو بولتے ہین اُسمین لفظ قدر شریک نہین کرتے مثلاً فلان شخص فلان کی نظر سے گر گیا۔ یون نہین کہتے کہ فلان کی قدر فلان کی نظر سے گر گئی۔ دوسرا عیب یہ کہ دونو مصرعون مین ایک ہی قافیہ ایک ہی معنی مین لانا خلاف فصاحت ہے

بہار سہ گری جو برق جلا طور غش ہوے موسی بڑھی یہ آہون مین تاثیر بے قرارون کی
اصلاح سہ " " " " حضور بات بھی کھوئی امیدوارون کی

مصرعہ ثانی مین تعقید تھی اس وجہ سے بدلا گیا۔ اب شعر مین ایک خاص لطف پیدا ہو گیا۔

بہار سہ لو آور ہو گئی صورت تمھارے بسمل کی کچھ انتہا بھی ہے آخر نظر کے وارون کی
اصلاح سہ اب آور " " " " " تیغ نظر " "

مصرعہ اولی مین بجائے "لو" کے "اب" بنایا جس سے فصاحت پیدا ہو گئی اور مصرعہ دویم مین بجائے آخر نظر کے تیغ نظر بنایا۔ کیونکہ خالی نظر کے وار اچھے نہ تھے۔ اس لیے وار کے لیے تیغ کی بھی ضرورت تھی اب یہ شعر عمدہ ہو گیا

منشی حیات بخش رسا تلمیذ حضرت داغ دہلوی

احمد حضور نعیمی مرادابادی حضور سہ

اک دل ہے بتاؤ تو مین کس کس کو دون صاحب شوخی کو شرارت کو کرشمہ کو حیا کو
اصلاح سہ اک دل ہے مرے پاس بتاؤ تو کسے دون " " " "

پہلا مصرع کاٹ کر یہ بنا دیا گیا۔ اور لفظ "صاحب" پر لکھا ہے کہ "متروک ہو گیا"۔

حضور سہ واللہ حسینون کی عجب داد ستد ہے یہ گالیان دے دیکے بھی لیتے ہین دعا کو
اصلاح سہ " " " " دشنام یہ دیتے ہین تو لیتے ہین دعا کو

اس اصلاح سے مصرع کسی قدر صاف ہو گیا اور تقابل بھی ٹھیک رہا۔ مگر میرے خیال مین دعائین لینا محاورہ ہے۔ "دعا کو لینا" درست نہین۔ جناب رسا سے غالباً چوک ہو گئی۔

حضور سہ کہتے ہین کہ میرا ہے حضور جگر افگار جس وقت کہ سن لیتے ہین نالون کی صدا کو
اصلاح سہ کہتے ہین وہی ہے یہ حضور جگر افگار " " " "

نوٹ۔ یہ اصلاحین ایک خاص طریقے سے حاصل کی گئین میرے پاس کل مسودے موجود ہین جن پر حضرت جاوید کے قلم کی اصلاحین ہین۔ اصلاحین تو بہت تھین مگر مین نے صدہا اصلاحین قلم انداز کر دین۔ مؤلف

ظاہر ہے کہ اس تصرف سے پہلا مصرع کس قدر صاف ہوگیا

حضور سے جب سے سنا ہے گھر مین وہ پردہ نشین نہین — واللہ دم مین دم مرا اے ہمنشین نہین

اصلاح ” ” ” ” ” زہرہ جبین نہین ” ” ”

پہلے مصرع مین بجائے ”پردہ نشین“ کے ”زہرہ جبین“ بنایا اور یہ نوٹ لکھا۔ ”اس مطلع مین صاف ایطا ہے تعجب ہے کہ آپ نے خیال نہ فرمایا۔ کیا آپ اس مسئلہ کو ابھی سمجھے نہین“

حضور سے رہ رہ کے تو مچلتی ہے کیون ہجر یار مین — یہ ڈھنگ کام کے ترے جانِ حزین نہین

اصلاح سے جاتی ہے ہجر یار مین تو مجھکو چھوڑ کر ” ” ” ”

اور یہ نوٹ دیا ہے ”حافظ صاحب جان کا مچلنا مجھے کچھ پسند نہین آیا“

اصلاحی مصرع سے شعر کس قدر بلند ہوگیا۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

حضور سے کیا جانو ابھی دردِ محبت کا مزا تم ÷ جب آپ کا دل آئے کسی پر تو خبر ہو

اصلاح سے کیا جانین ابھی آپ محبت کے مزے کو ” ” ” ”

اور یہ نوٹ لکھا۔ ”پہلے مصرع مین تم اور دوسرے مصرع مین آپ بے شتر گربہ ہے۔ اس لیے مصرع اولی درست کیا گیا“ اب شعر صاف ہوگیا۔

حضور سے سہنے کے لیے جور و ستم عشق بتان مین — فولاد کا گر دل ہو تو پتھر کا جگر ہو

اصلاح سے ” ” ” ” فولاد کا دل چاہیے پتھر کا جگر ہو

دوسرے مصرع مین بجائے ”گر دل ہو تو“ دل چاہیے بناکر شعر کو درست کر دیا۔

حضور سے برباد ہوے جسکی محبت مین ہم اُس نے — ہرگز نہ یہ پوچھا کبھی۔ کیون خاک بسر ہو؟

اصلاح سے ” ” ” ” یہ بھی تو نہ ” ” ” ” ”

دوسرے مصرع کی اصلاح سے شعر مین روانی اور سلاست کے علاوہ زبان کا بھی لطف پیدا ہوگیا

حضور سے پریون کے بھی ہوش اُڑتے ہین بس دیکھلے جسکو — وہ تم ہی اس عالم کے حسینون مین بشر ہو

اصلاح سے ” ” ” ” دیدار سے جسکے — عالم کے حسینون مین تمھین تو وہ بشر ہو

دونون مصرعون کو درست کیا اور یہ نوٹ لکھا کہ ”دوسرے مصرع مین ’عالم‘ کا ع گرتا تھا اور پہلے مصرع مین ’بس‘ کا لفظ زائد تھا“ اصلاح سے دونون عیب رفع ہو گئے۔

حضور ؎ مضطرب ہو کے گیا ہے کوئی اغیار کے گھر ایک نقش کف پا سے یہ پتا چلتا ہے
اول مصرع میں "اغیار کے گھر" کاٹ کے "گھر دشمن کے" بنا دیا ہے اور یہ نوٹ دیدیا ہے۔
"اغیار کا لفظ ٹھیک نہ تھا۔ اس لیے درستی کی گئی۔
حضور ؎ دل کی اُس وقت کی پھڑکن کا نہ پوچھو احوال کوئی بچھڑا ہوا ارمان جو آملتا ہے
اصلاح ؎ دل کے اُس وقت پھڑکنے کا نہ پوچھو عالم " " "
اول مصرع میں "پھڑکنے" بجائے پھڑکن کے بنا دیا۔ اور "احوال" کی جگہ "عالم" کیونکہ پھڑکن
کوئی چیز نہیں اور احوال جمع ہے جو داغ مرحوم کے ہیاں متروک ہے۔
حضور ؎ یہ قسمت تھا میں ایسا کہ ہائے سوگ میں میرے حسینوں نے بھی تو اپنے کیے ہیں برہن گالے
اصلاح ؎ یہ قسمت تھا میں ایسا کہ میرے سوگ اور غم میں " " " "
اول مصرع کو ترمیم کرکے یہ نوٹ لکھا ہے۔ "ہائے اتنا کھینچ کر کچھ غیر فصیح سا تھا" مولف
کہتا ہے کہ حقیقت میں غیر فصیح بلکہ ناجایز ہے۔
حضور ؎ بچو اس آہ عالم سوز سے جلدی بچو ورنہ یہی وہ ہے کہ جس نے کر دیے ہیں بن کے بن کالے
اصلاح ؎ نہ پوچھو مجھ سے میری آہ عالم سوز کا عالم " " " "
شاگرد کے مصرع میں "اس آہ عالم سوز" تھا مگر یہ نہ پتا چلتا تھا کہ اس سے اشارہ کس طرف
ہے مگر استاد نے "میری آہ عالم سوز" سے اس نقص کو دور کردیا۔ اور نہ پوچھو میں جو لطف
زبان ہے وہ ذوق سلیم پر مخفی نہیں۔
حضور ؎ اب تو میں ہوں مبتلا جب تو کسی کو چاہیگا تیری حالت بھی یوں ہی نوع دگر ہو جائیگی
اصلاح ؎ تیرا دل بھی مبتلا ہوگا اگر میری طرح " " " "
قابل غور ہے؟ پہلے مصرع میں چاہیگا پوری طرح ادا نہیں ہوتا تھا۔ اس سقم کو استاد نے نکال ڈالا
حضور ؎ بولے عابد کیا بتائیں کون ہیں ہم اے یزید دل دکھے لوٹے ہوے بچھڑے ہوے چھوٹے ہوے
اصلاح ؎ " " " " " دل شکستہ۔ غم زدہ " " "
دوسرے مصرع میں دل دُکھے۔ لوٹے ہوے کی جگہ۔ دل شکستہ غم زدہ بنایا ہے اور یہ نوٹ
درج کیا ہے " (دُکھے) ایسے الفاظ بلا تشدید کہنا غیر فصیح ہے۔ دوسرے آپنے لکھا ہے۔

(لوٹے ہوے) بجائے لٹکے لئے ہوے چاہیے تھا اس لیے ترمیم کی ضرورت ہوئی۔ ایسے الفاظ عند الضرورت بلا تشدید سنا تو نہین مگر جبھی کہ شعر ہاتھ سے جاتا ہو"

(نوٹ مولف) ممکن ہے کہ دہلی مین مشدد بولنا ہی فصیح ہو مگر لکھنؤ مین بلا تشدید ہی فصیح ہے اور تمام شعرا کہتے ہین۔ میرے خیال مین جناب رسا کو سہو ہوا۔

حضور ۔ دل مین الفت ہے کسی کی نہ کسی کا ہے فراق ہم بڑے چین سے اب زیر زمین رہتے ہین

اصلاح ۔ " " " نہ ہمین رنج فراق چین سے بعد فنا " " "

اول مصرع مین "کسی کا ہے فراق" کی جگہ "ہمین رنج فراق" بنا دیا ہے۔ اور دوسرے مصرع مین بجائے "بڑے چین سے اب" کے "چین سے بعد فنا" بنا کر شعر کو درست کر دیا ہے۔

حضور ۔ دیکھ برباد نہ کر خانۂ دل کو ظالم تیر آتے ہین جو تیرے وہ یہین رہتے ہین

اصلاح ۔ " " " " جتنے ارمان ہین تیرے " " "

دوسرے مصرع کو بدل کر بلند تر کر دیا ہے۔

حضور ۔ وہ کون ہے جسے مرے مرنے کا غم نہین لیکن قسم خدا کی تمھین کچھ الم نہین

یہ نوٹ لکھکر شعر کو قلم زد کر دیا ہے " اس مین ایطا کا شبہ ہے غم الم ایک ہی معنی رکھتا ہے"

مؤلف۔ شبہ نہین درحقیقت ایطا ہے۔

حضور ۔ دست دعا اٹھے ہوے دیکھے تو یہ کہا تو نامراد ہے تری قسمت مین ہم نہین

اصلاح ۔ اُٹھے جو میرے دست دعا ہنس کے یہ کہا " " "

پہلا مصرع اب صاف ہو گیا۔

حضور ۔ اللہ ناتوانی سے کیا حال ہو گیا ہم اُٹھ کے بیٹھ جائین اب اتنا بھی دم نہین

لایق شاگرد نے پہلے مصرع پر یہ نوٹ لکھ کے دوسرا مصرع لکھدیا ہے "مصرع اولیٰ مین لفظ ناتوانی کی (ی) دبتی ہے جس طرح رائے عالی ہو" قابل استاد نے لکھا ہے کہ رائے کو کیا دخل ہے فارسی کی (ی) دبا نا گرانا ہرگز جایز نہین (نوٹ مؤلف) شعرا کا اصول ہے کہ فارسی کی (ی) اگر کسی ترکیب کے ساتھ وابستہ ہو تو اس کو گرانا جایز نہین رکھتے جیسے جشن شادی و غم و شادی وغیرہ لیکن مفرد لفظ کی (ی) گرانا جایز رکھا ہے جسکی مثال مین ہم حضرت داغ استاذ جناب رسا

کا شعر پیش کرتے ہین اور اساتذہ نے بھی (ی) گرائی ہے - داغ ؎

وہ بت کرے خدائی کی باتین خدا کی شان ‌ ‌ جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

حضور ؎ اب ظلم سے بھی ہاتھ اُنھون نے اُٹھا لیا ‌ ‌ اللہ اُن کے جور کے قابل بھی ہم نہین

اصلاح ؎ اب تو اُنھون نے ظلم سے بھی ہاتھ اُٹھا لیا ″ ″ ″ ″

استاد نے اصلاح تو دی مگر غالب کے مشہور مصرع سے توارد ہو گیا - مشہور شعر ہے ؎

اب ستم سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ ‌ ‌ اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا

حضور ؎ الزام سخت جانی کا مجھ پر نہ تو لگا ‌ ‌ ظالم اُسے تو دیکھ کہ خنجر مین دم نہین

اصلاح ؎ کیون سخت جان کہتا ہے مجھ نیم جان کو ″ ″ ″

پہلا مصرع بدل گیا کیونکہ "جانی" کی (ی) دبتی تھی - مگر بے ہنر مولف صفدر کو اس مصرع پر یہ اعتراض ہے کہ سخت جان - اور نیم جان مین اعلان نون درست نہین کیونکہ یہ فارسی ترکیب سے اسم فاعل سماعی مرکب ہین اور فارسی مین نون کا اظہار نہین ہے -

حضور ؎ آج میخانہ مین ہین واعظ سالوس اُترے ‌ ‌ دخترِ رز پہ طبیعت تو نہین آئی ہے

اصلاح ؎ روز میخانہ مین واعظ کے قدم آتے ہین ″ ″ ″ ″

پہلا مصرع کتنا نفیس بنایا ہے - ایک تو لفظ "سالوس" جس کے معنی مکار و فریبی کے ہین غریب تھا دوسرے "واعظ اُترے" کی تعقید تھی - اصلاح سے دونون عیب رفع کیے - استاد نے "قدم آتے ہین" بہت خوب بنایا -

حضور ؎ اپنے کشتے ہی کو جب کر نہین سکتا زندہ ‌ ‌ کس مرض کی یہ دوا تیری مسیحائی ہے

اصلاح ؎ تجھ سے جب تیرا ہی کشتہ نہین ہوتا زندہ ″ ″ ″ ″

اول مصرع مین یہ نہین معلوم ہوتا کہ کون زندہ نہین کر سکتا - اصلاح سے یہ صاف ہو گیا -

حضور ؎ نگہ ناز مین شوخی ہے قیامت کی بھری ‌ ‌ جو ادا پائی ہے کافر نے غضب پائی ہے

اصلاح ؎ نگہ ناز کی شوخی نے مٹایا دل کو ″ ″ ″

اصلاح سے پہلا مصرع بہت بلند ہو گیا - اور "ہے قیامت کی بھری" یہ تعقید بھی دور ہو گئی اچھی اصلاح ہے -

حضورؔ ۔ جدھر دیکھو اُدھر اک حشر برپا ہے دُہائی ہے لڑائی سی لڑائی تم نے باندھی ہے خدائی سے

اصلاح ۔ " " " " " زمانے مین " " " "

اول مصرع مین "دُہائی ہے" حشو اور بیکار تھا۔ اس کی جگہ "زمانے مین" بنا دیا ہے۔ اور ایک مصرع لکھدیا ہے۔ ع گلہ ہر اک کے لب پر ہے تمھاری کج ادائی سے +

حضورؔ ۔ مین کیونکر کرنے بیٹھون تجھ سے دشمن کے گلے شکوے + مجھے کیا کام دنیا کی بُرائی اور بھلائی سے

اصلاح ۔ بھلا مین اور گلہ تم سے عدو کی بیوفائی کا + " " " "

"مین کیونکر کرنے بیٹھون" اسپر لکھا ہے "مذموم فقرے ہین"۔ غزل پر ایک نوٹ ہے وہ بھی لکھا جاتا ہے کہ فایدہ سے خالی نہین۔ "حافظ صاحب۔ تسلیم۔ آپ کی دونون غزلین بھیجتا ہون (مین کیونکر کرنے بیٹھون تجھ سے) اس مین ایسا ذم کا پہلو ہے کہ اس کو وہ لوگ جو فصاحت کو مدنظر رکھکر دنیا کو اپنے اوپر ہنسواتے ہین لکھا کرتے ہین۔ آپ کا یا آپ کے خاندان والون کا یہ کام نہین ہے خصوصًا آپ جیسے فصیح ولایق شاعر کا۔ امید ہے کہ آیندہ مین آپ کے اشعار مین ایسی باتین نہ دیکھونگا۔ ساقیا کی بابت صرف یہ جواب ہے کہ مین ہر ایک شاگرد کی لیاقت وحیثیت کے موافق اصلاح ومشورہ دیتا ہون۔ ابھی یہ باتین اُن سے کہنے کی نہین ہین رفتہ رفتہ مین اُن کو منع کردونگا۔ علاوہ ازین دلا۔ زاہدا۔"

جناب سعیدؔ ۔ تری تیغ نظر آکر جو سینے مین نہان ہوتی نہ کرتی دل کو وہ بسمل تو کیون لب پر فغان ہوتی

اصلاح ۔ جو وہ تیغ نظر آکر " " " " تو کیون بسمل یہ دل ہوتا " " "

شاگرد کے خیالات کو اپنی لفظون مین ادا کرکے مطلع کو درست کردیا۔

سعیدؔ ۔ شہید ناز کا مقتل مین مجھکو مرتبہ ملتا مری گردن پہ جو شمشیر تری مہربان ہوتی

اصلاح ۔ " " " " جو گردن پر مری " " "

دوسرے مصرع مین "جو" کی تعقید کو نکال دیا ہے۔

سعیدؔ ۔ شکایت تھی کسی کی اور نہ پھر شکوہ مقدر کا مجھے صحبت کبھی اُس کی جو اے پیر مغان ہوتی

اصلاح ۔ " " " " کہین تیری نظر سیدھی جو اے پیر مغان ہوتی

صحبت مین ایک خراب پہلو تھا وہ نکال دیا۔

سعید ۔ جان تک تو ہم نے تج دی عشق میں ۔ اور کیا حالت ہو دیکھا چاہیے

اصلاح ۔ جان تک ہم نے گنوادی عشق میں ۔ " " " "

پہلے مصرع میں "تج دی" کو کاٹ کر "گنوادی" بناکر مطلع کو درست کردیا

سعید ۔ شیخ بھر میکدے میں گھس آیا ۔ اس پہ کہنے کا کچھ اثر ہی نہیں

اصلاح ۔ " " " آپہونچا ۔ " " " "

پہلے مصرع میں "گھس آیا" کی جگہ "آپہونچا" بناکر ذم کے پہلو کو بدلا اور فصیح لفظ رکھا۔

سید زاہد حسین زاہد سہارنپوری

منشی صفت احمد صفت سہارن پوری ۔

وضع کا پاس الگ رشک جدا ہوتا ہے ۔ کیا طبیعت کا لگاؤ بھی بُرا ہوتا ہے

اصلاح ۔ " " " " " " تعلق " " "

(لگاؤ بروزن فعول چاہیے نہ بروزن فعولن۔ آخر میں واو موقوف ہے نہ ساکن)

صفت ۔ ایسے معشوق سے ہے وصل کی حسرت بے سُو ۔ جو شب وصل بھی پابند حیا ہوتا ہے

اصلاح ۔ " " کیا وصل کی حسرت نکلے ۔ " " " " "

(حیا داخل صفات معشوق ہے اگر وصل میں یہ نہ ہو غایت درجے کی بے حیائی ہے) اس اصلاح سے شعر میں صفائی پیدا ہوگئی۔

صفت ۔ آپ کے واسطے اور غیر کی سنت کیا خوب ۔ اس طریقے سے تو ملنا نہیں زنہار مجھے

اصلاح ۔ " " " " ایسی ذلت تو گوارا " " "

مصرعۂ ثانی میں گنجلک تھی۔ "ایسی ذلت تو گوارا نہیں" اس ٹکڑے سے صحیح مفہوم ادا ہوگیا

صفت ۔ آبلے پھوٹ کے رسنے نہ لگیں پانوں کے ۔ اتنی تکلیف نہ دے اے خلش خار مجھے

اصلاح ۔ آبلے پانو کے رِس کر نہ کہیں پھوٹ بہیں ۔ " " " " "

(پانو) بروزن فعل صحیح ہے اور بروزن فعلن متروک اس لیے املا بھی یوں ہونا چاہیے (پانو)

نوٹ ۔ یہ اصلاحیں محب دلی حضرت محوی لکھنوی پروفیسر عثمانیہ یونی ورسٹی اورنگ آباد دکن نے بھیجی تھیں مگر پہلا حصہ طبع ہوچکا تھا دوسرے حصے میں شکریہ کے ساتھ درج کیجاتی ہیں۔

صفت ـ گلچین کا چمن میں بسیرا ہے بجلی کا مدام اندیشہ ہے ÷ ہم فیہ قفس سے چھوٹ کے بھی صیاد کہاں آزاد ہے
اصلاح ـ آندھی کا ہمیشہ کھٹکا ہے " " " " " " " " "
(ہر طایر کو فکر گلچین کیسی ۔ بلبل کو البتہ صدمہ ہونا چاہیے یہاں اُس کو مختص نہین کیا گیا) چونکہ مصرع اولی مین "بجلی کا مدام اندیشہ ہے" تھا ۔ اس لیے پہلے ٹکڑے کو یون بنا دیا "آندھی کا ہمیشہ کھٹکا ہے" اب دونون ٹکڑے برابر کے ہو گئے ۔
صفت ـ تقدیر کے سب غم سہنے دے آنسو آنکھ سے ہر دم بہنے دے ÷ پابند قفس کا رہنے دے صیاد مجھے آزاد نہ کر
اصلاح ـ " " " " " جو کوئی کہے کچھ کہنے دے ÷ پابند قفس مین " " " "
مصرعہ ثانی مین "کا" کی جگہ "مین" بدل دینے سے دو باتین پیدا ہو گئین ۔ ایک اسیری قفس دوسرے اُس مین بھی پابستگی رہی قید پر قید ۔
صفت ـ سرور ہے کہین دل مین نظر نہین آتا فلک پہ گھر کے اگر ابر تر نہین آتا
اصلاح ـ سرور آنکھون مین ساقی " " " " " "
(سرور بمعنی مسرت دل سے متعلق ہے اور بمعنی نشہ آنکھ سے) اس لیے آنکھون مین بنایا اور اُسی کی مناسبت سے پہلے مصرع مین "ساقی" کا لفظ بھی بڑھا دیا جس سے مطلع مین ایک کیفیت پیدا ہو گئی
صفت ـ خلش کا لطف گیا زیست کا مزا نہ رہا جگر مین تیر نظر اب نظر نہین آتا
اصلاح ـ خلش کا لطف تڑپنے کا وہ مزا نہ رہا " " " " " " "
"زیست کا مزا" کیسا معشوق کے تیر نظر سے "تڑپنے کا وہ مزا نہ رہا" خوب بنایا
صفت ـ رہ کے سنبھل کے دیکھ کے جو بھی کرو جفا کرو یہ تو مزے کی چیز ہے اس کو نہ بے مزا کرو
اصلاح ـ شرکت بو الہوس نہ ہو ہم پہ اگر جفا کرو " " " " بد مزا کرو
"جفا کرو" یہان اچھی طرح نظم نہین ہوا یا تو جفا کا ذکر نہ کرو اور یہ کہو کہ جو کچھ بھی کرو رہ کر اور سنبھل کر کرو یا جفا لاؤ تو اس طرح کہو کہ جو جفا کرو رہ کر سنبھل کر کرو ۔ معہذا بے مزہ کرنے کی توجیہ اور علت مزے کی نہین ۔ بو الہوس یہان بمعنی رقیب ہے جیسا کہ مرزا غالب مرحوم نے فرمایا ہے ۔
ع ـ تحسن اور اُسپہ حسن ظن رہ گئی بو الہوس کی شرم" اور بے مزا سے بد مزا زیادہ مزے دار ہے۔

صفت ؎ رو نہ پڑے کوئی حزین خون اُگل نہ دے زمین — حشر نہ ہو بپا کہین ظلم نہ بے خطر کرد

زاہد ؎ " " " ہو نہ الٹ پلٹ زمین — " " " " "

زمین کا خون اُگلنا آثار ولوازم حشر سے ثابت نہین۔ بلکہ حسب ارشاد باری عز اسمہ دفاین وخزاین کا اُگلنا اور زمین کا متزلزل ہونا پایا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا)

مولوی علی احمد مضطر سہارن پوری۔ ؎

میری صورت دیکھکر مجنون کو حیرانی ہوئی — مین ہون وہ دیوانہ لیلیٰ جس پہ دیوانی ہوئی

اصلاح ؎ میری وحشت " " " — مین وہ دیوانہ ہون " " "

مصرعۂ اولیٰ مین بجائے "صورت" کے "وحشت" بنایا جس سے دیوانگی کا مفہوم ادا ہوا مصرعۂ ثانی مین "مین ہون وہ دیوانہ" کے بجائے "مین وہ دیوانہ ہون" بنا کر تعقیب کا عیب رفع کردیا

مولوی عقیل الرحمن ندوی ؎ عقیل

پشیمان آج کیا ہے وعدۂ فردا پہ وہ کمسن — مزا کیا دے رہا ہے اس کا رہ رہ کر مکر جانا

اصلاح ؎ پشیمان ہو رہا ہے " " " — قیامت ڈھا رہا ہے " " "

پہلے مصرع مین لفظ 'آج' زاید تھا۔ اس لیے بجائے "پشیمان آج کیا ہے" کے "پشیمان ہو رہا ہے" بنایا۔ دوسرے مصرع مین "قیامت ڈھا رہا ہے" بجائے "مزا کیا دے رہا ہے" کے بنا کر شعر مین قیامت کی ترقی پیدا کردی۔

عقیل ؎ سینے پہ پانو ہاتھ مین خنجر جبین پہ بل — اس سے زیادہ کیا دل ناشاد چاہیے

اصلاح ؎ زانوے یار سینے پہ خنجر گلے پہ ہے — اب اور کیا تجھے " "

پہلے مصرع مین "پہ پانو" یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا اور یہ بھی پتا نہ چلتا تھا کہ کس کا پانو سینے پر ہے اس لیے مصرعۂ اولیٰ مین ترمیم کی گئی اور مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین زور پیدا ہوگیا۔

عقیل ؎ دل کے ٹکڑے کر چکے اب ہون جگر پر وار بھی — تیر بھی چلتے رہین چلتی رہے تلوار بھی

اصلاح ؎ ناز سے دیکھو دکھاؤ ابرو خمدار بھی — " " کھنچتی " "

پہلے مصرع سے مصرع ثانی کا مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ اصلاح سے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہوگیا

تیر کے لیے چلنا اور تلوار کے لیے کھنچنا ہی مناسب تھا

مولوی محمد یاسین انجم ؎

ہوئی قطع منازل عمر کی اک موت باقی ہے　　پہونچنا ہے ہمین وان تک روان ہو کر دوان ہو کر

اصلاح ؎ ہوئین سب منزلیں طے رہ گئی اک قبر کی منزل　　" " " "

پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے بالکل ربط نہ تھا۔ پہونچنا ہے ہمین وان تک' یہ ٹکڑا اسی اصلاح کا محتاج تھا

انجم ؎ گلچین پہ رشک، دام کا ڈر خوف باغبان　　تشویش کچھ خزان سے نہین کم بہار مین

اصلاح ؎ گلچین کا رشک " " " "　　تشویش ہے خزان سے بھی بڑھکر " "

پہلے مصرع مین "گلچین پہ رشک" سے معنی واضح نہین تھے۔ "گلچین کا رشک" اب معنی صاف ہو گئے دوسرے مصرع مین ترقی کی اصلاح ہے۔ "تشویش ہے خزان سے بھی بڑھکر بہار مین" اس مصرع کا کیا کہنا

انجم ؎ خون خشک ہو گیا یہ رہین خونفشانیان　　کیون ورنہ ذرے سرخ ہین خاک مزار مین

اصلاح ؎ کیا بعد دفن خون شہیدان تھا نہین　　اب تک جو ذرے سرخ ہین خاک مزار مین

پہلے مصرع مین اول تو اعلان نون (خوُن) مین ضروری تھا۔ دوسرے جب خون خشک ہو گیا تو خونفشانیان کیسی۔ انھین عیوب پر نظر کر کے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا اور دوسرے مصرع مین بھی تصرف کیا گیا۔ اور لطف یہ کہ شعر کا مفہوم وہی رہا مگر ردیف مین "کے" کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

انجم ؎ گنتی سرے گناہون کی روز جزا عبث　　فرمایئے وہ آئین گے کیونکر شمار مین

اصلاح ؎ " " " " " ہے کیون　　" " " " "

اس اصلاح سے شعر مین صفائی آگئی۔

مرزا عزیز بیگ عزیز مرحوم نے تمام دیوان مرزا غالب مغفور کو مخمس کیا تھا۔ اُس مین ایک غزل کے شعر پر مصرعے تھے۔ ؎

اُس سرزمین پاک کے پالے ہوئے تو تھے　　گو وان نہین پہ وان سے نکالے ہوئے تو تھے

اصلاح ؎ ام القریٰ کی گود کے پالے ہوئے تو تھے

کعبے سے ان بتون کو بھی نسبت ہے دور کی

"اُس سرزمین پاک کے" کے بجائے "ام القرُیٰ کی گود کے" بنایا۔ پالنے کی مناسبت سے۔

"ام القریٰ کی گود کے" بنا کر شعر مین جان ڈال دی۔

مولٰنا فضل الحسن حسرت موہانی

جناب شفیق صدیقی جون پوری ؎

نے جاتے تھے اے ساقی جو پہلے بادہ خوارونین　　طریقے اب وہ رائج ہو گئے پرہیزگارونین

اصلاح ؎ "　"　زاہد　"　"　"　"　"　"

مصرع اولیٰ مین بجاے "ساقی" کے "زاہد" بنایا کیونکہ ساقی سے خطاب اچھا نہ تھا۔ صرف ایک لفظ "زاہد" کے بنا دینے سے مطلع نہایت لطیف ہو گیا۔

شفیق ؎ بہار گل زرا اُس وقت دیکھین دیکھنے والے　　گھٹا جب آب پاشی کر چکی ہو سبزہ زارون مین

اصلاح ؎ "　"　"　"　"　آبیاری　"　"　"　"

مصرع ثانی مین "آب پاشی" کے بجاے "آبیاری" بنا کر شعر کو رنگین کر دیا۔ آب پاشی کے لفظ مین ایک قسم کی غرابت تھی جسے "آبیاری" نے دور کر دیا۔ دونون اصلاحین نہایت عمدہ ہین

حافظ محمد علی حفیظ مرحوم جونپوری فخر جون پور

شفیق صدیقی جون پوری ؎

دیکھا بچشم دل تو حقیقت عیان ہوئی　　ہر آئینے مین عکس ہے آئینہ ساز کا

اصلاح ؎ دیکھا بچشم غور تو یہ صاف کھل گیا　"　"　"　"

چونکہ مصرع ثانی مین آئینہ اور آئینہ ساز کا ذکر ہے۔ اس لیے پہلے مصرع مین جو تصرف کیا گیا وہ دوسرے مصرع کی رعایت سے۔ اصلاح سے یہ شعر آئینہ ہو گیا۔ بڑے مزے کی اصلاح دی۔

شفیق ؎ یہ جملہ کائنات اُسی کے عکوس ہین　　لیکن ہمین شعور نہین امتیاز کا

اصلاح ؎ "　"　"　نقوش ہین　"　"　"

پہلے مصرع مین صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر نازک و لطیف ہو گیا۔ "عکوس" کچھ نہ تھا نقوش کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ کیسا اصلاح دی۔

نوٹ:۔ یہ اصلاحین میری استدعا پر حضرت زاہد نے اپنے شاگردون سے لیکر خود اپنے خاص قلم سے لکھ کر مرحمت فرمائین۔

مجدد السنۂ مشرقیہ سید احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی مرحوم

منشی پیارے لعل صاحب شاکر میرٹھی ایڈیٹر العصر

سہ یہ رت مدار ہے جس پر نظام ہستی کا ‏ ‏ یہ رت کہ کیف ہے جس پر فروغ ہستی کا

اصلاح " " " ‏ ‏ یہ رت خمار ہے جس مین مدام مستی کا

یہ شعر ایک نظم کا تھا جس کے دوسرے مصرع کو حضرت شوکت نے ترمیم فرماکر یہ نوٹ لکھا " مدام شراب کو بھی کہتے ہین ۔ مدار اور خمار ۔ نظام اور مدام کا تقابل ہوگیا ۔

آقائے سخن حضرت وسیم خیرآبادی

محمدؐ یوسف نفیس بنگلوری ۔ سہ

قدم فلک ہی پہ پڑتا ہے اہل الفت کا ‏ ‏ دیار عشق مین کوسون زمین نہین ملتی

آقائے سخن نے اس شعر پر یہ نوٹ تحریر فرمایا ۔ "جلیل القدر نے "پہ" کو ترک نہین فرمایا ۔ مین نے ترک کردیا ہے ۔ آپ اپنے استاد کے پیرو رہیے اور مصرع نہ بدلیے مین بطور خود یہ مصرع لکھتا ہون

قدم فلک ہی پہ اہل طلب کے پڑتے ہین + یہ مصرع رکھیے گا تو ہماری طرف سے دو صاد ۔ (وسیم)

جناب نفیس کے مصرع مین " پہ پڑتا " کانون کو ناگوار ہے کیونکہ دو (پ) کا یکجا ہونا مخل فصاحت ہے ۔ حضرت وسیم کے مصرع نے اس عیب کو بھی دور کردیا ۔ گو مین بھی حضرت جلیل مدظلہ کا مقلد ہون مگر اس موقع پر " پہ " ضرور مخل فصاحت ہے

نفیس سہ تری گلی مین لگے ہین یہ ڈھیر کشتون کے ‏ ‏ مری لحد کو بھی دو گز زمین نہین ملتی

اصلاح سہ " " " " ‏ ‏ کہ میری قبر کو " " "

بھی' زاید تھا ۔ اس لیے مصرعۂ ثانی مین " کہ میری قبر کو " بنایا گیا ۔

نفیس سہ یہ مین نے خاک اُڑائی ہے جوش وحشت مین ‏ ‏ اب آسمان کے نیچے زمین نہین ملتی

نسخہ سہ یہ وحشیون نے اُڑائی ہے خاک مل جل کر ‏ ‏ " " "

اس پر اثیم خلف حضرت وسیم نے یہ نوٹ تحریر فرمایا " بھائی صاحب میرے خیال مین مل جل کا لفظ نگینہ ہے ۔ شعر بلیغ ہوگیا صرف اس ٹکڑے کی وجہ سے ۔ اس مصرع کے ساتھ یقیناً یہ شعر صاد کے قابل ہے گو قبلہ و کعبہ نے نسخے کے طور پر لکھدیا ہے ۔ " اثیم "

نفیس۔ یہ مانگ ارض حرم مین شراب ناب کی ہے   کہ ڈھونڈھتے ہین و ہ اکو کہین نہین ملتی
اصلاح۔ یہ ڈر سے واعظون کے ہے شراب کا توڑا
" " " "
یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "ارض حرم کو پاک رہنے دیجیے"
نفیس۔ یہ حسن و عشق کے خلوت کا اک کرشمہ ہے   جو دامن اُن کا مری آستین نہین ملتی
اصلاح۔ شب وصال کا اُن کی یہ اک کرشمہ ہے
" " " " "
یہ نوٹ تحریر فرمایا۔ حسن و عشق صاف معنی نہین دیتا تھا۔ الجھاؤ تھا۔
نفیس۔ جہان آنسو گرا اک چشمۂ زمزم وہان ابلا   پڑی بنیاد کعبے کی جہان مین نے جبین رکھدی
اصلاح " " گرے " " " " "
" " " " "
گرا۔ اور "گرے" مین جو فرق ہے ظاہر ہے "گرا" بحالت واحد اور گرے بحالت جمع
نفیس۔ مرے دل مین جمایا اُس نے نقشہ بت پرستی کا   مصوّر کھینچ کر تو نے جو تصویر حسین رکھدی
اصلاح " " " " " اپنے حسن کا نقشہ
" " " " "
"اُس نے نقشہ بت پرستی کا" بجائے اس کے "اپنے حسن کا نقشہ" بنایا۔ "بت پرستی کا" یہ ٹکڑا بیکار سمجھا گیا۔ کیونکہ بت پرستی کو تصویر سے کیا تعلق۔ حسن سے البتہ لگاؤ ہے۔
نفیس۔ یہ بت مُنہ سے نہ بولین اور مین سجدے کرون انکو   وہ خوبی کون سی ان مین ہے صورت آفرین رکھدی
اصلاح " " " " " " " " آکہ العالمین رکھدی
مصرعۂ ثانی مین "ہے" زاید تھا اس لیے بجائے "صورت آفرین" کے "آکہ العالمین" بنا دیا مگر ہیچمدان مؤلف کی رائے مین مصرعۂ ثانی سے "صورت آفرین" کا ٹکڑا ہٹنا نہ چاہیے مصرع یون بھی ممکن تھا
ع عجب خوبی یہ انمین تو نے صورت آفرین رکھدی ؛ اب پہلے مصرع کو ملاکر پڑھیے ؎
یہ بت منہ سے نہ بولین اور مین سجدے کرون ان کو   عجب خوبی یہ انمین تو نے صورت آفرین رکھدی
معلوم ہوتا ہے کہ یہ مصرع اسی مصرع کا محتاج تھا۔
نفیس۔ چلیگا تجھپہ کیا جادو زمانے کی دورنگی کا   نظر مین مین نے رکھا ہے تمھاری چشم پُرفن کو
اصلاح " " " " کہ برسون مین نے دیکھا ہے کسیکی " "
اصلاح دیگر یہ نوٹ حضرت وسیم نے تحریر فرمایا۔ "نظر مین رکھنا تکلف سے خالی تھا اس لیے تصرف

کرنا پڑا" سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح دی -

نفیس ؎ ستم ہے پھوٹ پڑی ہے یہ کیسی آپس مین　　نگاہِ لطف سے چین جبین نہین ملتی
اصلاح ؎ ادا کی تیغ سے شمشیر کین نہین ملتی　　" " " " "

پہلے شعر تھا - اصلاح سے یہ شعر مطلع ہو گیا - اور مصرعے برابر کے کس قدر لطف دیرہے ہین

نفیس ؎ آئیگا جوش پر جو مرا بحر انفعال　　بہتی پھرین گی حشر مین فردین حساب کی
اصلاح ؎ دریا ترے کرم کا جو آئیگا جوش پر　　" " "

بحر انفعال مہمل سا لگتا تھا - عرق انفعال - اشک انفعال تو ہے - مگر بحر انفعال نہین - اس پر استاد نے کتنا چبھتا ہوا مصرع لگا دیا ہے کہ اُس کی جس قدر داد دیجائے کم ہے - اے سبحان اللہ " دریا ترے کرم کا جو آئیگا جوش پر" مصرعۂ ثانی گویا اسی مصرع کا محتاج تھا -

نفیس ؎ مستانہ وار آتے ہین وہ جھومتے ہوے　　مستی شراب کی ہے کہ مستی شباب کی
اصلاح ؎ مستون کی طرح " " " " " " " "

"مستانہ اور پھر وار گو کہا گیا ہے مگر احتیاط اولی ہے" یہ نوٹ جناب وسیم نے لکھکر بجاے مستانہ وار مستون کی طرح 'بنایا - گو مستانہ وار بھی صحیح ہے مگر اس اصلاح سے شعر اور صاف ہو گیا - اسی غزل کا ایک مطلع ہم ناظرین شایقین سخن کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتے ہین جو لسان الملک حضرت ریاض کے رنگ مین ہے - سنیئے -

؎ ارض حرم مین سنتے ہین قلت ہے آب کی　　ساقی وہان بھی نہر بہا دے شراب کی

نفیس ؎ ہزارون تیغ ہین چین جبین کے قبضے مین　　چھری نہین ہین کہ شمشیر آبدار نہین
اصلاح ؎ " " تیغین " " " " " " "

بجاے "تیغ" کے 'تیغین' بنا دیا - نفیس نے ہزارون کے بعد "تیغ" کو واحد کہا تھا - اُستاد نے جمع کر دیا -

نفیس ؎ اڑائی موسم گل کی خبر غلط کس نے　　مرا لباس سلامت ہے تار تار نہین
؎ نہین ہین پھول مری قبر پر یہ ساغر ہین　　خم شراب ہے ساقی مرا مزار نہین

ان دونون شعرون پر حضرت وسیم نے اگرچہ کوئی اصلاح نہین فرمائی - مگر جناب حکیم اثیم خلف جناب وسیم نے ان الفاظ مین داد دی ہے " پرکیف لطیف تشبیہون مین شعر پورا اتر گیا جواب نہین ہو سکتا ، ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ " داثیم)

سید نیاز احمد نیاز انسپکٹر پنشنز و سپرنٹنڈنٹ ریاست بھوپال

نیاز برادر حضرت ریاضؔ ۔ نالہ ہائے دل بیتاب نے ہیرے آئے چرخ قبر کی سیر یہ اُٹھا لی ہے زمین دیکھ لیا

اصلاح ۔ " " " " آئے حشر " " " "

حشر قبر مین موجود تھا اور چرخ دور - بہت خوب شعر فرمایا ہے -

نیاز ۔ حور فردوس برین اس کو نہین ملنے کی ہم نے زاہد کا خط لوح جبین دیکھ لیا

اصلاح " " " اس کے مقدر مین نہین " " " "

چونکہ مصرعۂ ثانی مین "لوح جبین" کا ذکر ہے اس لیے مصرعۂ اولے مین بجائے "اسکو نہین ملنے کی" "اُس کے مقدر مین نہین" بنا دیا

حکیم سید امیر احمد اثیم ۔ فرط سجدہ سے ترا داغ جبین دیکھ لیا ہم نے زاہد گل فردوس برین دیکھ لیا

اصلاح ۔ داغ سجدہ ترے بالائے جبین دیکھ لیا " " " "

اس اصلاح سے الجھاؤ جو شعر مین تھا نکل گیا - داغ سجدہ کو طنزاً گل فردوس برین کہنا نئی تشبیہ ہے

اثیم ۔ ہائے بیتابی قاتل نہین دیکھی جاتی کیون اُسے اے نگہ باز پسین دیکھ لیا

اصلاح ۔ مجھ سے " " " " تونے کیون " " " "

اصلاح سے زائد الفاظ نکل گئے پہلے مصرع مین بجائے "ہائے" کے "مجھ سے" اور دوسرے مصرع مین "کیون اُسے" کی جگہ "تونے کیون" بنا کر شعر مین درد و اثر پیدا کر دیا -

سید خلیل احمد شمیم خیرابادی ۔

جب تڑپ دل کی بڑھی سوئے زمین دیکھ لیا آہ جب کی طرف چرخ برین دیکھ لیا

اصلاح ۔ اشک جس وقت گرے " " " " " " " "

اس اصلاح سے زمین و آسمان دونون کا تقابل لطف دے گیا - بلاغت یہ کہ عاشق اپنے خیال مین سمجھا کہ زمین و آسمان کو کیا صدمہ پہونچا - اصلاح سے یہ مطلع نہایت بلند ہو گیا -

شمیم ۔ تیرے آئینے مین اک تجھ سا حسین دیکھ لیا اک نیا چاند ارے ماہ جبین دیکھ لیا

اصلاح " " " اک اور " " ماہ رخ دیکھ لیا " "

پہلے مصرع مین "اک اور" اور دوسرے مصرع مین "ماہ رخ دیکھ لیا" دو ایسے ٹکڑے رکھدیے کہ اک اک

کی تکرار بھی جاتی رہی اور "تجھ سا" مین 'سا' کا الف بھی دب رہا تھا وہ عیب بھی نکل گیا۔ اور " دیکھ لیا " کی تکرار سے لطف زبان دوبالا ہو گیا۔ ایک ہی وقت مین دو برابر کے حسینون کو دیکھنا اور پھر معشوق سے خطاب کیا شوخی اور نازک خیالی ہے۔

شمیم ؎ پھر نہ تو دیدۂ بسمل مین پلٹ کر آئی   تو نے کیا؟ اے نگہ باز پسین دیکھ لیا

اصلاح ؎ پھر نہ تو دیدۂ حیران " " " " " "

یہ شعر پہلے بھی ایک نشتر تھا جو اہل نظر کے دلون مین اُترنے کے لیے کم نہ تھا۔ مگر اب تو "دیدۂ حیران" "دیدۂ بسمل" کو بھی اپنی آنکھون مین لیے ہوے ہے اور "کیا دیکھ لیا" کی کیا تشریح کی جائے اہل معنی ہی اس کا کچھ لطف اُٹھا سکتے ہین۔ کیا استادانہ اصلاح دی۔ سبحان اللہ

شمیم ؎ دیکھنے سے تری تصویر کے ہوش اپنے اُڑے   مر ہی جائین گے اگر تجھکو کہین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " " بیخود ہوے ہم " " " "

بیخودی مونۂ مرگ ہے کیا خوب اصلاح دی۔

شمیم ؎ مین یہ سمجھا کہ یہی ہے دل پامال مرا   گل افسردہ جو بالائے زمین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " کہ یہ میرا دل پژمردہ ہے " " " "

دل پژمردہ کی اصلاح نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ جس طرح شاخ گل سے پھول مرجھا کے زمین پر آرہتا ہے اسی طرح میرا دل پژمردہ ہے کہ مجھے چھوڑ کر یہان آپڑا۔ اب شعر کتنا پُر درد ہو گیا۔

شمیم ؎ یہ اثر ناصیہ سائی کا عیان ہے اے دوست   سنگ در بن گئی ہے میری جبین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " " ہے میری اے دوست " " " "

مضمون مین جدّت تھی۔ اصلاح نے اور چار چاند لگا دیے۔

مولوی سید سعید احمد سعید خیرابادی ؎

جس نے ایمان سے روئے شہ دین دیکھ لیا   اُس نے اللہ کو بے پردہ یہین دیکھ لیا

اصلاح ؎ عاشقو جس نے جمالِ " " " " " "

مطلب اس مطلع کا یہ تھا کہ جس نے بحالت ایمان روئے آنحضرت (صلعم) دیکھ لیا۔ اُس نے اللہ کو دیکھ لیا۔ بموجب حدیث (مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ) بادی النظر مین یہ مومنو کا مقام تھا اُسکی

جگہ 'عاشقو' رکھنا ایسے ہی کامل استاد کا کام تھا۔

سعید ؎ زندگانی ہوئی فرہاد کو سخت اے پرویز   اُس نے شیرین کا جو حسن نمکین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " تلخ اے پرویز " " " "

سعید نے کوہسار کی رعایت سے (سخت) کا لفظ رکھا تھا۔ لیکن اصلاحی لفظ (تلخ) اس سے بدرجہا اعلے ہے۔ کیونکہ زندگی تلخ ہوگئی بول چال مین مستعمل ہے۔ اور پھر شیرین کے مقابلے مین تلخ مزے کا لفظ ہے۔

سعید ؎ تیغ ابروے جانان کے قدم مین تیرے   بانکپن ہم نے ترا چین جبین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " قاتل " " " " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "جانان" کے "قاتل" بنایا۔ واقعی تیغ ابرو اور چین جبین قاتل ہی کے لیے زیبا ہین۔ استادانہ اصلاح ہے۔

سعید ؎ شمس لوٹا ہے ترے حکم سے پھر بولے   دونون عالم کو ترے زیرنگین دیکھ لیا

اصلاح ؎ شمس لوٹا ترے فرمان " "   دونون عالم کو ترے " " "

اصلاح نے "ہے" کو دور کر دیا جو زاید تھا۔

سعید ؎ بوسے دیتی ہین تجھے قبر مین حورین اگر   مرتبہ ہم نے ترا داغ جبین دیکھ لیا

اصلاح ؎ بوسے لیتی ہین ترے آنکھون سے حورین اگر   مرتبہ مٹ کے " " "

آنکھون سے بوسے لینا خوب بنایا کیونکہ چشم حور سے داغ کی شباہت بھی پیدا ہوگئی۔ اس اصلاح سے شعر نازک اور لطیف ہوگیا۔

سعید ؎ مثل بسمل ہے تپان تیرے اثر سے قاتل   رنگ قاتل نگہ باز پسین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " " " وہ بھی " " " " "

'وہ بھی' دو لفظون نے دو فائدے بڑھا دیے کہ تکرار قاتل دور کر دی اور تنہا قاتل کے تڑپنے پر اکتفا نہین کی بلکہ کل اہل مقتل کو بھی شامل کر لیا۔

شیخ محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ کلکٹری ؎ ذات احمد کا جو رتبہ تھا خدا کے نزدیک   شب معراج سر عرش برین دیکھ لیا

اصلاح ؎ . . . . . عرش والو شب معراج مین پاپوش حضور + بن گئی تاج " " "

ردیف سست تھی۔ اِس شعر کو ایسا بنا دیا کہ بے نظیر ہو گیا سرعرش کے لیے تاج ہی ایک لفظ ہے

شیخ ؎ آگئی جان مرے دل کی تناؤن مین رخ کسی کا جو دمِ بازپسین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " مری مردہ " " " " " " "

اصلاح سے شعر پر درد ہو گیا۔ معنوی خوبی بڑھ گئی۔

شیخ ؎ اے حسین نقش کفِ پائے حنائی سے ترے رشکِ جنت بنی گلشن کی زمین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " " " گلزمین بن گئی " " "

گلزمین" نے شعر مین اور حسن پیدا کر دیا۔ اس لیے کہ گلزمین عمدہ زمین کو کہتے ہین اور صرف محل اس کا یہی تھا۔

بابو بدری پرشاد قمر۔ بی۔ اے۔ وکیل گورکھپور ؎

ماہ کو تم نے سرِ چرخِ برین دیکھ لیا جلوہ خود آکے دکھاتے ہین حسین دیکھ لیا

اصلاح ؎ مہر کو مہ کو " " " " " " "

ماہ واحد ہے اور دوسرے مصرع مین لفظ "حسین" بمعنی جمع واقع ہے۔ اس لیے استاد نے پہلے مصرع مین "مہر و مہ کو" بنا کر مطلع مین چار چاند لگا دیے۔

قمر ؎ رنج پر رنج دیے آئے تھے خوش خوش کیسے آسمان ہے ترے کوچے کی زمین دیکھ لیا

اصلاح ؎ یہ بھی ظالم ہے ارے ماہ جبین دیکھ لیا " " " "

اصلاحی مصرع نے شعر کو مطلع بنا دیا۔ اور اب یہ مطلع مطلع آفتاب ہو گیا

قمر ؎ اب خدا ہی ہے جو دن خیر سے گذرے زاہد صبح کو مین نے ترا داغ جبین دیکھ لیا

اصلاح ؎ " " جو سجدہ ہو نصیب اُس در کا صبح کو شیخ " "

چونکہ اول مصرع مین سجدے کا ذکر ہے (داغ جبین) دیکھنے کا اب لطف آگیا صبح کو اس لیے کہ شیخ صبح کو اُٹھتا ہے اور سجدہ صبح فضیلت رکھتا ہے۔ رندانہ خیال خوب ہے۔

قمر ؎ پھول کر پھر نہ تو جامے مین سمائے اپنے کس نے تجھکو نگہِ بازپسین دیکھ لیا

اصلاح ؎ پھول دامن مین جو تو لیکے گئی آنکھون سے " " " "

گل بدامن شدن حصول مراد کے معنے مین محاورہ ہے۔ آنکھون سے جانا بھی خوب ہے غرضکہ

اصلاح کا ایک ایک لفظ قابل داد ہے۔

قمر۔ تم کھنچے بیٹھے تھے کھنچ کر چلے آئے مرے گھر جذب کامل مین اثر ہے کہ نہین دیکھ لیا

اصلاح۔ تھے بہت مجھ سے کھنچے کھنچ کے چلے ائے تم کشش دل ″ ″ ″ ″

قمر کے مصرع اولے سے اسکا پتا نہ چلتا تھا کہ کس سے کھنچے بیٹھے تھے اصلاح سے صاف ہوگیا "جذب کامل" سے "کشش دل" بھی خوب رہا۔

قمر۔ دیکھا آئینے مین عکس کو اپنے بولے اے قمر ہم نے نیا ماہ جبین دیکھ لیا

اصلاح۔ ″ ″ ″ ہنس کر بولے ″ ″ ″ ″

پہلے مصرع مین بجائے "اپنے" کے "ہنس کر" بنا کر مقطع کو اور شوخ کر دیا۔

خوشتر پروپرائٹر تحفہ خوشتر۔ مین نے دل مین تجھے اے ماہ جبین دیکھ لیا آنکھ سے جلوۂ خورشید جبین دیکھ لیا

اصلاح۔ ″ ″ ″ ″ ″ + ذرے مین″ ″ ″

اصلاحی ایک لفظ "ذرہ" نے اس مطلع کو کس قدر بلند کر دیا۔

خوشتر۔ سینے مین تیر ستم اُن کا نہین۔ دیکھ لیا جذب کو تیرے بس اے قلب حزین دیکھ لیا

اصلاح۔ تیر اُن کا مرے پہلو مین نہین۔ دیکھ لیا ″ ″ ″ ″

اصلاح سے بیان مین خوبی اور فصاحت پیدا ہوگئی۔ اب یہ مطلع بھی اچھا رہا۔

خوشتر۔ آبلے سینے کے تیرے یہ نمودار ہوے مین نے تارون کو ترے چرخ برین دیکھ لیا

اصلاح۔ ″ ″ ″ ″ اُبھر آئے ہین ″ ″ ″ ″

نمودار سے اُبھر آئے مین زیادہ لطافت ہے۔ از اخبار "شرق" ۲۸ مئی ۱۹۲۵ء

خان بہادر علی محمد شاد عظیم آبادی

ولی الرحمان ولی عظیم آبادی۔

ملک دل پر حملہائے یاس و حرمان ہوگیا چل بسین اپنی امیدین خون ارمان ہوگیا

اصلاح۔ ملک دل پر حملۂ اندوہ و حرمان ہوگیا ″ ″ ساری ″ ″ ″

پہلے مصرع مین "حملہائے یاس" کو قلم زد کر کے "حملۂ اندوہ" بنا دیا۔ حملہائے مین رکاکت تھی اور دوسرے مصرع مین بجائے "اپنی" کے "ساری" بنا کر مطلع کو درست کر دیا۔

ولی ۔ دور جب آئینۂ دل سے ہوا زنگ دوئی حسن روئے یار صاف اِس مین نمایان ہوگیا
اصلاح ۔ " " " " روے جانان صاف صاف اُس مین " "
دوسرے مصرع مین صاف صاف کی تکرار سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی -
ولی ۔ اب ہی آخر کہان اُمید وصل اُس شوخ کی خانۂ دل مین تو دخل یاس و حرمان ہوگیا
اصلاح ۔ اب رہے آخر کہان جا کر امید وصل یار " " " "
اصلاح سے سلاست اور روانی پیدا ہوگئی -
ولی ۔ مشکلین حد سے بڑھین کام تب آسان نکلا درد دل بڑھ کے خود اپنے لیے درمان نکلا
اصلاح ۔ عشق اپنے لیے آرام دہ جان نکلا درد سمجھے تھے جسے ہم وہی " "
اس اصلاح سے مطلع خوب ہوگیا - عشق کو درد کہنا واقعی استادانہ اصلاح ہے گو اور شعرا بھی اس مضمون کو کہہ گئے ہین دور کیون جایئے غالب کا مشہور مصرع ہے" درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا
بہرحال اصلاح قابل تعریف ہے -
ولی ۔ کون ہر وقت سنبھالا کرے وحشی کو ترے گھر سے پھر آج ترا چاک گریبان نکلا
اصلاح ۔ " " " " تسکین دیگر " " " " "
"وحشی کو ترے" یہ ٹکڑا زاید تھا کیونکہ ترا چاک گریبان موجود ہے - "تسکین دیگر" نہایت ہی بامحل اور معنی خیز ٹکڑا اُستاد نے رکھدیا -
ولی ۔ چل بسین اپنی امیدین جو شب فرقت ہائے کوئی میرا نہ بجز یاس کے پرسان نکلا
اصلاح ۔ وقت آخر نہ امیدین نہ تمنائین تھین " " " " "
ولی کا پہلا مصرع کچھ نہ تھا - اُستاد عدیم المثال نے عجب مصرع لگا کر شعر کو درست کیا وقت آخر امیدون اور تمناؤن کا نہ ہونا ایک نیا خیال ضرور ہے -
ولی ۔ آگئی یاد خدا دیکھ کے صورت اُسکی حسن اس بت کا چراغ رہ عرفان نکلا
اصلاح ۔ للہ الحمد ملی منزل مقصود ہمین " " " "
کیا تصوف مین ڈوب کے مصرع لگا دیا جس سے مصرعۂ ثانی روشن ہوگیا - یاد خدا ایک دم کے لیے بھی آجاتی ہے - اور منزل مقصود کا مل جانا - امر ثابت و مستقر ہے

ولی سہ بے چین ہو رہا ہے دل اُس رشکِ ماہ کا — اللہ رے اثر مری جانکاہ آہ کا
اصلاح سہ ” ” ” ” ” ” ” دلدوز ”
مصرع ثانی مین بجائے ”جانکاہ“ کے ”دلدوز“ کیا خوب بنایا۔ اس ایک لفظ نے مطلع مین ایک نئی روح پھونک دی چونکہ مصرع اولی مین معشوق کے دل کی بے چینی کا ذکر ہے اس لیے یہان دلدوز ہی کی ضرورت تھی۔

ولی سہ دونون جہان بندھے ہوئے ہین صورت اسیر — اللہ رے سلسلہ تری زلف سیاہ کا
اصلاح سہ حلقے مین اپنے کرلیا دونون جہان کو ” ” ” ”
زلف سیاہ کے لیے ”حلقے مین اپنے کرلیا“ خوب بنایا اور پھر دونون جہان کو۔ سبحان اللہ

ولی سہ بسمل ہوا ہے دل تو جگر کو بھی زخمی کر — ہان ایک وار اور بھی تیغ نگاہ کا
اصلاح سہ ” ” ” ” یون نہ چھوڑ ” ” ”
مصرعہ اولی مین ’زخمی‘ کی ’ی‘ بسمل تھی اس لیے ”یون نہ چھوڑ“ بنا کر شعر کو صحیح کردیا۔

ولی سہ اس بزم مین مجال نہین گفتگو کرون — مدت سے دل مین حوصلہ ہے ایک آہ کا
اصلاح سہ ” ” زبان ہلاؤن مین کس طرح — آنا جہان محال ہے ہونٹون تک آہ کا
دونون مصرعون کی ترمیم کرکے شعر مین ایک نئی روح پھونک دی۔ جس کی تعریف مین یہی مصرع کہنا پڑتا ہے ع۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ؛

ولی سہ بسمل کو اپنے کیون نہ نظر بھر کے دیکھیے — آلودہ خون سے ہوگا نہ دامن نگاہ کا
اصلاح سہ بِسْمِل بسملون کو نظر بھر کے دیکھ لو ” ” ” ”
پہلے مصرع مین تین ”نون“ کا اجتماع قریب ہی قریب۔ مخل فصاحت تھا۔ اس لیے ترمیم کیا گیا۔ مصرع بھی عمدہ ہے۔ مگر دوسرے مصرع مین لفظ خون بلا اعلان نون نہین معلوم حضرت شاد نے کیون رہنے دیا۔ کیونکہ بلا عطف و اضافت کے لفظ خون بلا اعلان نون لکھنا فصحا ناجایز سمجھتے ہین۔

ولی سہ حاصل اک روز وہی تیری لقا کرتا ہے — راہ مین تیری جو اپنے کو فنا کرتا ہے
اصلاح سہ ” آخر کو ” ” ” — جو تری راہ مین ہستی کو ”
پہلے مصرع مین بجائے ”اک روز“ کے ”آخر کو“ بنایا۔ دوسرے مصرع کو بھی بدلا جس سے شعر صاف ہوگیا

ولی ۔ یہ بھی ہے نازِ نیا ظلم نیا چھیڑ نئی   میرے ہوتے وہ رقیبون پہ جفا کرتا ہے

اصلاح ۔ " " " " مجھکو دکھلا کے " " "

"مجھکو دکھلا کے" یہ ٹکڑا قابل داد ہے۔ نکتہ چین ذم کا پہلو سمجھین مگر شعر بامزہ ہو گیا۔

ولی ۔ ہائے کیونکر کہون بیتابیٔ دل کا احوال   کب ادھر گوشِ توجہ وہ بھلا کرتا ہے

اصلاح ۔ کس کو دکھلاؤن مین بیتابیٔ دل کی حالت   " " چشم " " "

مصرعۂ اولی مین "کس کو دکھلاؤن" پھر ویسا ہی قابل دید ٹکڑا رکھا گیا جسے دیکھنے والے دیکھین گے سمجھنے والے سمجھین گے مصرعۂ ثانی مین 'گوشِ توجہ' کے بجائے "چشمِ توجہ" بے مثل بنایا۔ کیونکہ گوشِ توجہ کرنا محاورہ نہین بلکہ چشمِ توجہ کرنا ہے

ولی ۔ نہ لین گے نام ترا تجھکو دل مین یاد کرتے ہین   کہین اسرارِ عشق افشا نہو ہم اس سے ڈرتے ہین

اصلاح ۔ نہین لیتے ہین ترا نام " " " " " نہون " " "

اصلاح سے مطلع مین فصاحت پیدا ہو گئی۔ 'نہ لینگے' مین زمانۂ آئندہ پایا جاتا ہے۔ "نہین لیتے ہین" اسمین سب زمانے آگئے۔

ولی ۔ پہونچ اے خاک اپنی اُنکے دامن تک کسی صورت   سمندِ ناز پر وہ میری تربت سے گذرتے ہین

اصلاح ۔ " " " اُنکے دامنِ زین " " " " "

ولی کا مصرعۂ اولی بہت کمزور تھا۔ ایک "دامنِ زین" کے ٹکڑے نے شعر کو دلاویز کر دیا۔

ولی ۔ قمر اُن کے مقابل ہو کبھی ہے یہ بھلا ممکن   ہوئی روپوش فوراً چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

اصلاح ۔ قمر اُنکے مقابل ہو سکے کب ہے بھلا ممکن   چھپا لیتی ہے منہ کو " " "

دونون مصرعون مین ترمیم کرکے شعر کو بامعنی اور روشن کر دیا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

ولی ۔ سنبھل کے پاؤن زرا میری قبر پہ رکھنا   ہے چور شیشۂ دل سنگِ رنج فرقت سے

اصلاح ۔ " " " " " ہے آبگینۂ دل چور سنگِ " "

مصرعۂ ثانی مین "سنگ رنج فرقت" اچھا نہ تھا۔ اسی لیے "آبگینۂ دل" بنایا اور اُسی تناسب سے سنگِ فرقت کا ٹکڑا بھی خوب بنایا۔ سنگِ رنجِ فرقت مین توالیِ اضافت بدنما تھی۔ اس کو سنگِ فرقت کی ایک اضافت سے بدل دیا۔

ولی ۔ لب پہ ہے یاد بتان دل میں بھی ہے یاد خدا برہمن دیر میں کعبے میں مسلمان ہیں ہم

اصلاح " " ذکر " " " " " " " " ذکر " " " " " " "

پہلے مصرع میں بجائے "یاد بتان" کے "ذکر بتان" بنا دیا۔ واقعی یہ محل "یاد بتان" کا نہ تھا "ذکر بتان" سے دوسرے مصرع کا مفہوم صحیح ادا ہوگیا۔ *

سید ابو الحسن ناطق گلاوٹھی تلمیذ حضرت داغ

یہ چند نوٹ و اصلاحیں مجبی مولوی عبد الباری آسی نے پہلے حصے کے طبع ہونے پر لکھکر مرحمت فرمائی تھیں جو فایدے سے خالی نہیں۔ لہذا اس حصۂ دوم میں شکریہ کے ساتھ درج کیجاتی ہیں

آسی ۔ جائے عبرت ہے رہ عشق کی یہ منزل سخت ۔ اور مرا اول منزل میں فنا ہو جانا

نوٹ ۔ اگرچہ اول منزل بھی درست ہے مگر منزل اول کی ترکیب اچھی معلوم ہوتی ہے۔

آسی ۔ ہاں موسم شباب ہے کھل کھیلیے ضرور ابھرا ہے جوبن اچھی طرح نام اچھالیے

نوٹ ۔ جوبن بمعنی پستان داغ کے نزدیک ناجایز ہے

نوٹ مؤلف ۔ جوبن بمعنی پستان جب لغت میں موجود ہے اور شعرا نے لکھا ہے تو ناجایز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہان زمانۂ حال کی تہذیب ضرور مانع ہے۔ مگر قدیم شاعری کے دلدادہ آج بھی لکھتے رہیں۔

آسی ۔ خود سر ہیں یہ کبھی نہ نگاہ ان پہ ڈالیے ہیں یہ ستم شعار زمانے کے چالیے

نوٹ ۔ لفظ چالیے بولتے تو ہیں۔ مگر کسی کے کلام میں دیکھا نہیں۔

نوٹ مؤلف ۔ جو لفظ بول چال میں مستعمل ہے اُسے نظم بھی کر سکتے ہیں۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو قلق نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے وہ مصرع شاید یون ہے۔

ع چالیا فیلسوف اور بدذات

آسی ۔ آج وہ بھی مرے مرنے کی دعا کرتے ہیں آج یہ بھی دل مضطر کی دوا ہوتی ہے

نوٹ ۔ آپ اس شعر میں دعا کو دوا بنا رہے ہیں جو درست نہیں ہے۔

آسی ۔ آتے ہیں جب مرے گھر میری تسلی کے لیے ساتھ کوئی نہیں ہوتا تو حیا ہوتی ہے

معمولی شعر ہے غزل میں ملتا نہیں نکال دیجیے۔

* نوٹ ۔ یہ اصلاحیں خود ولی الرحمن صاحب ولی عظیم آبادی نے مرحمت فرمائیں۔

آسی ۔ نصیحت پھر مجھے کرنا تو ناصح مرا دل دیکھ اور قصہ مرا سن

نوٹ ۔ لفظ 'تو' دبے ہوئے واو سے کبھی نہ لکھا کیجیے ۔

آسی ۔ ہوں نازاں میں کیوں مستِ قسیمِ جامِ کوثر ہوں کہیں دنیا میں اور ایسا نہ دیوانہ نہ میخانہ

نوٹ ۔ دیوانہ کو میخانہ سے کوئی واسطہ نہیں ۔ شعر نکال دیجیے ۔

آسی ۔ پردیس ہے وہ اور یہ پرانا لباس ہے جاؤں عدم کو جامۂ ہستی اتار کے

نوٹ منجانب آسی ۔ میرے مہربان قاضی عبدالعزیز صاحب عزیز فرماتے ہیں ۔

پردیس میں تو کٹ گئی کہنہ لباس سے " " " "

اصلاح وجواب نوٹ ۔ قاضی صاحب کا خیال درست ہے مگر ان کے مصرع کی بندش سست ہے ۔ لہذا میں ایک اور مصرع لکھے دیتا ہوں ۔

اس دیس والے لوگوں کے قابل نہیں یہ بھیس جاؤں عدم کو جامۂ ہستی اتار کے

آسی ۔ ہدایت صبر کی بیکار ہے عاشق کو اے ناصح کہ تھراتے ہوئے ہاتھوں میں پیمانے چھلکتے ہیں

نوٹ ۔ یوں ہو تو کیا برا ہے ۔

کروں کیا صبر حدِ صبر سے افزوں ہے غم ناصح ارے ناداں بھرے ہیں تو پیمانے چھلکتے ہیں

دونوں مصرعوں کی ترمیم قابل تعریف ہے ۔ اس اصلاح سے شعر میں ترقی کس قدر ہوگئی ۔

آسی ۔ کم بخت دن بہار کے آکر گذر گئے اک سال کے لیے مجھے دیوانہ کر گئے ۔

اصلاح ۔ " " " " دیوانہ تھا ہی اور بھی " "

اس اصلاح سے ترقی ہی نہیں ہوئی بلکہ لطف زبان بھی پیدا ہوگیا ۔

آسی ۔ اب میری نظر میں ہے زمانہ تہ وبالا خنجر مرے سر پہ ہے مرا سر تہِ خنجر

اصلاح ۔ " " " " خنجر تہِ سر بھی ہے تو ہے سر تہِ خنجر

دوسرے مصرع کی ترمیم سے ترکیب زرا اور تیز ہوگئی ۔

مسٹر حامد اللہ افسر میرٹھی ایم ۔ اے ۔ پروفیسر انٹرمیڈیٹ کالج لکھنؤ

احسان علی کوثر سابق اڈیٹر

رسالۂ نوبہار علی گڈھ

یہ کیون پردہ دار روئے منور ہے زلفِ یار — اب کس طرح سے دیکھون تمھاری نظر کو مین

اصلاح ۔ یا " " " " — یا شام ہی سے ڈھونڈ رہا ہون سحر کو مین

مصرعۂ ثانی مین "کس طرح سے" اس ٹکڑے مین لفظ "سے" حشو تھا۔اس لیے پورا مصرع ترمیم کیا گیا۔ اور مصرعۂ اولی مین مصرعۂ ثانی کی وجہ سے بجائے "کیون" کے "یا" بنا دیا۔اب دونون مصرعے برابر کے ہوگئے اور رخ و زلف سے شام وسحر کی رعایت پیدا ہوگئی۔

کوثر ۔ کوئی گواہ حشر مین بھی ساتھ چاہیئے — قابو چلے تو ساتھ ہی لون چارہ گر کو مین

اصلاح ۔ شاہد کوئی تو ہو غم دل کا بروز حشر — بس ہو تو ساتھ لیکے چلون چارہ گر کو مین

پہلے مصرع مین لفظ "بھی" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان تو گواہ موجود ہین۔ لیکن اب حشر کے لیے بھی کسی گواہ کی ضرورت ہے۔اس لیے مصرعۂ اولی مین ایک ادنےٰ ترمیم سے یہ نقص دور ہوگیا۔ دوسرے مصرع مین "ساتھ ہی لون" قطعاً غیر فصیح تھا۔اس لیے یہ مصرع لکھدیا گیا
ع۔ بس ہو تو ساتھ لیکے چلون چارہ گر کو مین ‡ اس اصلاح سے عیوب شعر بھی جاتے رہے۔ اور روانی اور سلاست بھی پیدا ہوگئی۔

کوثر ۔ دنیا کے شغلون کا لحد مین خیال کیا — یان آکے آپ تو بھول گیا رہ گذر کو مین

اصلاح ۔ " " " " — منزل پہ آکے " " "

"یان" مصرعۂ ثانی مین غیر فصیح سمجھ کر "منزل" کا لفظ بنایا گیا۔ *

سید عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی

منشی محمد ابراہیم ذائق بنگلوری۔ ۔

ہوتا لب شیرین کی زیارت سے مشرف — بنتا جو مری خاک سے پیمانہ کسی کا

اصلاح ۔ بوسہ لب شیرین کا میسر مجھے ہوتا — " " "

دورِ حاضرہ مین بوسہ کا لفظ مذموم سمجھا جاتا ہے مگر اساتذۂ قدیم کے ہان یہ لفظ ابھی تک مستعمل ہے۔اس ترمیم سے شعر با معنی ہوگیا ورنہ پہلا مصرع مہمل تھا۔

نوٹ

* یہ اصلاحین خود حضرت افسر نے مرحمت فرمائین جو شکریہ کے ساتھ شاطۂ سخن مین درج کیجاتی ہین۔

ذایق — کون کسکے گھر چلا آیا ہے ہو کر مضطرب آپ نے دیکھی مری آہِ رسا کیا چیز ہے
اصلاح — ” ” ” ” تم نے دیکھا بھی ” ” ”
بجائے "آپ نے دیکھی" "تم نے دیکھا بھی" بنا کر معنی مین زور پیدا کر دیا۔

ذایق — بے سبب گلہائے گلشن کی دلاویزی نہین عندلیبو کوئی اِن مین جلوہ فرما اور ہے
اصلاح — خود بخود ” ” ” ” ” ” ” ”
مصرعۂ ثانی مین اور بمعنی دیگر ہے لہذا مصرعۂ اولی مین بجائے 'بے سبب' کے "خود بخود" بنا دیا

ذایق — کیف اُسکے دیکھنے سے اُسکے پینے پر سرو چشم مخمور اور ہے گلرنگ صہبا اور ہے
اصلاح — ” ” ” ” ” سے سرو چشم میگون ” ” ” ”
پہلے مصرع مین بجائے 'پر' کے 'سے' بنایا۔ دوسرے مصرع مین چشم مخمور سے مصرع ناموزون تھا "چشم میگون" سے موزون ہو گیا۔

ذایق — ہو مرا ہر کام اے ذایق مرے دلخواہ کیون فکر انسان اور ہے تشویش مولا اور ہے
اصلاح — ” ” ” ” ” ” قدرت کا منشا ” ”
مصرعۂ ثانی مین "تشویش مولی" یہ ٹکڑا مہمل و بے معنے تھا بجائے اُس کے "قدرت کا منشا" بنا کر شعر کو با معنے کر دیا۔

ذایق — حضرت سر افلاک گئے ہین تو عجب کیا رکتی ہے کہین پردۂ عینک سے نظر بھی
اصلاح — افلاک سے حضرت کے گذرنے مین ہے کیا شک ” ” ” ”
اس اصلاح سے شک رفع ہو گیا۔ "عجب کیا" مین ایک شبہہ تھا۔

ذایق — قربان ہین صدقے ہین تصدق ہین فدا ہین آدم بھی براہیم بھی عیسیٰ بھی خضر بھی
اصلاح — سب آپ پہ قربان تصدق ہین ” ” ” ” ”
اس ترمیم سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔ قربان کا نون باظہار بندھ گیا۔

آزاد صاحب ایڈیٹر جلوۂ یار میرٹھ

ذایق — یہ طرفہ شرم دیکھی اس شوخ فتنہ گر مین نظرون سے ہے وہ غایب سب اُسکی ہین نظر مین
اصلاح — ” ” بات ” ” ” ” ” ” ”

پہلے مصرع مین بجائے "شرم" کے 'بات' بنا کر مطلع کو درست کر دیا

ذایق سے ہے پوشیدہ مجھی مین قدرتِ حق   طلسمِ عالمِ ایجاد ہون مین

اصلاح سے " " " رازِ قدرت   " " " "

مصرعۂ ثانی کی مناسبت سے پہلے مصرع مین بجائے "قدرتِ حق" کے 'رازِ قدرت' بنا دیا [1]

عبداللہ میان احقر سورتی

حامد حسین صاحب نادم جھنجانوی سے

جان دینا عاشق جانباز کو آسان نہین   تیغ مین دم چاہیے خنجر مین جوہر چاہیے

اصلاح سے قتل کرنا " " " "   " " " "

پہلا مصرع دوسرے مصرع سے منطبق نہ تھا۔ اس اصلاح سے کسی قدر مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اولی دست وگریبان ہو گیا۔ تاہم ابھی "آسان نہین اس ٹکڑے کا ثابت کرنا باقی رہ گیا۔ پہلا مصرع یون ہوتا تو شعر مین ذرا جان آجاتی ع۔ سخت جان ہون قتل کرنا میرا کچھ آسان نہین +

نادم سے زلفون مین جو ہم کو رخ دلبر نظر آیا   ظلمات کے پردے مین سکندر نظر آیا

اصلاح سے " " " " "   " مین گویا مہِ انور نظر آیا

مصرعۂ ثانی بے معنے تھا۔ بغیر استعارہ سکندر کا رُخ دلبر سے تقابل ٹھیک نہ تھا۔ اب مہ انور کا رخ دلبر سے تقابل صحیح ہو گیا۔

نادم سے سچ کہو کس بیگنہ کے قتل پہ باندھی کمر   لال ہے غصہ سے چہرہ سرخ ہے تلوار بھی

اصلاح سے " " " کو قتل کرکے آئے ہو   " " " "

قتل سے قبل غصہ کا اظہار ممکن ہے مگر بغیر قتل تلوار کا سرخ ہونا غیر ممکن ہے۔ اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا

نادم سے صحن گلزار ہے دلدار ہے پھر دیر ہے کیا   ساغر گل لبِ بلبل سے ملادے ساقی

اصلاح سے " " سبزہ ہے گھٹا چھائی ہے   " " " "

اس ترمیم سے شعر درست ہو گیا۔ جب مصرعۂ ثانی مین "ساقی" سے خطاب ہے تو مصرعۂ اولیٰ مین لفظ دلدار بیکار تھا۔

نوٹ [1] - یہ اصلاحین خود جناب ذایق صاحب نے بذریعۂ ڈاک روانہ فرمائین۔

نادم ۔ خوشی کے تو دن ہنس کے کٹتے ہین نادم مصیبت کے دن بھی گذر جائین گے
اصلاح ۔ خدا پر بھروسہ جو رکھیگا نادم ” ” ” ” ”
پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور سلاست پیدا ہوگئی۔

نادم ۔ اپنی اپنی یار کی محفل مین کہتے ہین سبھی تکتے ہین ایک ایک کی صورت کو بیگانے سے ہم
اصلاح ۔ پوچھنے والا نہین ہے کوئی بزم یار مین ” ” ” ” ”
پہلے مصرع سے دوسرے مصرع کو ربط نہ تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔ ربط معنوی کے ساتھ شعر مین سلاست، روانی پیدا ہوگئی۔ 'ایسے' کے مقام پر 'سے' لانا بلحاظ قرینے کے درست ہے

نادم ۔ غیر جل جل کے مرے جاتے ہین بزم ناز مین ہو رہے ہین شمع محفل پر جو پروانے سے ہم
اصلاح ۔ ” ” ” ” ” ” گرد ہین اس شمع ” ” ” ”
مصرعۂ ثانی سے شعر کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ ایک ذرا سی ترمیم سے شعر بامعنی ہوگیا مگر 'پر' کے بجاے 'کے' چاہیے۔

نادم ۔ پانی پانی ہوگیا گردون پہ ماہ انوری یار کے ماتھے پہ جب سونے کا جھومر رکھدیا
اصلاح ۔ ” ” شرم سے مہر درخشان ہوگیا ” ” ” ” ”
پہلا مصرع کچھ نہ تھا۔ اس لیے ترمیم کیا گیا۔

نادم ۔ کس طرح ہوگا سر محشر گناہون کا شمار کھول کر آگے مرے کاتب نے دفتر رکھدیا
اصلاح ۔ ” ” ” ” کاتب اعمال نے دفتر کا دفتر رکھدیا
مصرعۂ ثانی مین ایک کھلا ہوا ذم تھا۔ اس اصلاح سے یہ عیب جاتا رہا۔ اور لفظ "اعمال" سے شعر کے معنے صاف ہوگئے۔

نادم ۔ وہی دن خوب تھے رہتے تھے وہ ہمداستان میرے گذر جاتی تھین راتین عیش و عشرت کی کہانی مین
اصلاح ۔ الٰہی وہ بھی کیا دن تھے کہ وہ رہتے تھے پہلو مین ” ” ” ” ”
'ہمداستان میرے' یہ ٹکڑا بے محل تھا۔ اس اصلاح سے شعر خوب ہوگیا۔

نوٹ

یہ اصلاحین خود جناب نادم نے بھیجی تھین جس مین سے چند اصلاحین انتخاب کر لی گئین۔

خواجہ عبد الرؤف عشرتؔ لکھنوی

نواب محمد داور خان قلندرؔ نواب آف کرنول سے

نہ ناز چاہیے قارون کی طرح سے زر پہ کہ بعد بوجھ اُٹھانا پڑے وہی سر پہ

اصلاح لگا نہ جان کو قارون کی طرح تو زر پہ یہ بوجھ تجکو اُٹھانا ہے ایک دن سر پر

خواجہ صاحب نے "جان" کے ایک لفظ سے مطلع مین جان ڈالدی اور دوسرے مصرع سے تو فصاحت کے دریا بہا دیے۔ اور لطف یہ کہ مفہوم وہی رہا۔

قلندر سے لکھا جونامے مین احوال دردِ فرقت کا تو راستے ہی مین بجلی گری کبوتر پر

اصلاح ” ” بے قراری دل ” ” ” ” ” ”

بجلی کی مناسبت سے "بے قراری" کا لفظ بنایا گیا جس سے شعر مین ایک خوبی پیدا ہو گئی۔

قلندر سے جو شوق قتل کا قاتل نے مجھ مین دیکھ لیا کہا پکار کے رکھدو گلے کو خنجر پر

اصلاح سے یہ شوق قتل ہے قاتل کو مین نے جب دیکھا رگین پکارین کہ ” ” ”

جناب قلندر کا شعر مذاق شاعری سے گرا ہوا تھا۔ یعنی معشوق کا یہ کہنا کہ تم خنجر پر گلا رکھدو اس سے عاشق کے شوق قتل کا ارمان ثابت نہین ہوتا۔ اصلاح سے یہ عیب رفع ہو گیا اور شعر مزے کا ہو گیا۔ نازک اصلاح دی۔

قلندر سے ہمنشین رفتہ رفتہ دور ہوے ہو گئی ساری انجمن خالی

اصلاح سے ” ” اُٹھ گئے سب رہ گئی آہ ” ”

"دور ہوے" یہ ایک ٹکڑا مہمل تھا بجاے اُس کے "اُٹھ گئے سب" کیا خوب بنایا جس سے شعر مین ترقی کے علاوہ معنوی خوبیان بھی بڑھ گئین۔ دوسرے مصرع مین "رہگئی آہ" یہ ٹکڑا قابل داد ہے۔

پیر شیر محمد عاجزؔ فیروز آبادی سے میرے آزار کو نہین سمجھا کرتا تشخیص ہے طبیب غلط

اصلاح سے . . . . . . ” ” نہ سمجھا تو تیری ” ” ”

نہین کا لفظ ماضی کے ساتھ نہین بولتے۔ اس لیے اُستاد نے "نہ سمجھا تو" بنا کر اس نقص کو دور کر دیا دوسرے مصرع مین تعقید لفظی تھی۔ اس لیے اسے بھی بدل دیا۔ اس اصلاح سے شعر مین بہت سی خوبیان پیدا ہو گئین اور جو عیوب تھے رفع ہو گئے۔

عاجزؔ ــ قامت ہے کہ شمشاد ہے غارتگرِ دین کا پھولوں سے سوا رنگ میں عارض ہے حسین کا

اصلاح ــ " " " " " گلدستہ ہے پھولوں کا کہ " "

عارض کو پھولوں کا گلدستہ بنا کر مطلع کو رنگین بنا دیا۔

عاجزؔ ــ دنیا جسے کہتے ہیں وہ ہے خواب کا عالم دو روز میں ہو جاتا ہے گم نام مکین کا

اصلاح ــ " " " " اٹھوارے " " " "

اٹھوارے کے لفظ نے معنی مین ترقی پیدا کر دی۔ مطلب یہ ہے کہ آٹھ دن مین انسان مرجاتا ہے۔

عاجزؔ ــ غیر حالت رات سے ہے عاشقِ دلگیر کی انتہا اب ہو چکی ہے گردشِ تقدیر کی

اصلاح ــ " " " " منھ چھپایا تم نے یہ بھی بات ہے " "

اصل مطلع مین باہم دونون مصرعون مین ربط نہ تھا۔ اس اصلاح نے مطلع مین چار چاند لگا دیے۔

عاجزؔ ــ قسمت نے شہر شہر کیا در بدر مجھے آرام کا ملا نہ کہین ایک گھر مجھے

اصلاح ــ غربت " " " " " " " " "

بجائے "قسمت" کے "غربت" کا لفظ بنا دیا۔ اس ایک لفظ نے مطلع مین ایک نئی روح پھونک دی اسی کا نام اُستادی ہے۔

عاجزؔ ــ اے تپ نہ جلانا استخوان کو کھائے گا ہُما انھین مرے بعد

اصلاح ــ " " " مایوس نہ ہو ہما " "

"مایوس نہو" اس ٹکڑے نے معنے مین ایسی نزاکت پیدا کر دی جو احاطۂ تعریف سے باہر ہے۔

"مسٹر سید تمیز الحق صاحب بی۔اے۔ مرادپوری پروفیسر رنگون"

تمیزؔ ــ دانہ سپند کا ہے رخِ آتشین پہ تل تا بدنظر اثر نہ کرے حسنِ یار مین

اصلاح ــ " " " " " تا بدنظر کا دخل نہو " "

نظر کے لیے داخل ہونا کہتے ہین حسن مین نظر بد کا دخل نہ ہو صحیح ہے معنوی غلطی تھی اُسے صاف کر دیا

تمیزؔ ــ تری مژگان نے اے لیلے کیے ہین جنکے دل خستہ مثالِ قیس کیا ڈر ہے انھین کانٹون پہ چلنے کا

اصلاح ــ " " " کیا ہے جن کو " " " " " "

دل نہین خستہ ہو سکتا عاشق خستہ دل ہوتا ہے۔ اس لیے استاد نے "دل خستہ" اضافت مقلوبی

موصول کی کردی۔ یعنی اے لیلے جن لوگون کو تیری مژگان نے خستہ دل کیا ہے الخ

تلمیذ۔ سودائیون نے تیرے اچھا کیا یہ سودا ۔ سو منفعت اُٹھائین اک جان نثار کر کے

اصلاح۔ " " " سو فائدے اُٹھائے " " " "

سو منفعتین ہونا چاہیے تھا مگر وہ کھپ نہ سکتا تھا۔ اس لیے "سو فائدے" کا ٹکڑا استاد نے رکھدیا

تلمیذ۔ کردیا اس کو دلھن سرخ پہنا کر جوڑا ۔ خون نے میرے تری تیغ کو عریان سمجھا

اصلاح۔ " " " " قتل گہ مین جو " "

پہلے شعر مین خون فاعل تھا یعنی خون نے تیری تیغ کو عریان سمجھا۔ اس لیے سرخ جوڑا پہنا کر اُس کو دُلھن کردیا۔ مگر اصلاح سے عاشق فاعل ہو گیا اور شعر کہان سے کہان پہونچ گیا

تلمیذ۔ جھرجھری موت کی آئی جو شبِ ہجر اُسے ۔ تیرے بیمار نے اس کو تپِ ہجران سمجھا

اصلاح۔ " " " " فرقت مین اُسے بیمار محبت " " "

مصرع اول مین اُسے کھٹک پیدا کرتا تھا۔ اس لیے شعر صاف کیا گیا۔

تلمیذ۔ بہار آئی ہے لٹکا دے قفس کو صحن گلشن مین ۔ کہ اے صیاد سیر فصل گل ہوجائے بلبل کو

اصلاح۔ " " " " " " " شایان ہے " "

بلبل کو سیر گل ہو جائے محاورہ نہین ہے۔

تلمیذ۔ گل سے ہے پیار خار سے کیون سب کو خار ہے ۔ یہ دونون شیرخوار زمین چمن کے ہین

اصلاح۔ کانٹون مین کیون خلش ہے گلون مین ہے کیون بہار " " " "

پہلا مصرع کسی قدر چسپان نہ تھا۔ گل سے ہے پیار بھونڈی ترکیب تھی۔

تلمیذ۔ نور نبی کے ہم کوئی عاشق نئے نہین ۔ پروانے اس چراغ کے ہین ابتدا سے ہم

اصلاح۔ نور رسولِ پاک کے عاشق نئے نہین " " " "

ردیف ہم ہے پھر مصرع اول مین ہم ہونا اچھا نہین دونون کا مرجع ایک ہے

تلمیذ۔ ابرو مین خم ہے ترچھی نظر زلف مین ہے بل ۔ کیا ٹیڑھی خوبیان ہین مرے کجکلاہ مین

اصلاح۔ " " " " کیا کج ادائیان " "

دوسرے مصرع مین "ٹیڑھی خوبیان" ذرا ثقیل تھا۔ اس لیے کج ادائیان ذو معنے رکھدیا۔

تلمیذ۔ آتشِ گل جو ہوئی قطرۂ شبنم سے تیز — سوزِ بلبل کا بڑھا نالۂ سوزاں بکلا
اصلاح۔ " " " " " " سوا — " " " " "
"تیز" تقطیع سے گرتا تھا - اس لیے بجاے اوس کے سوا بنایا گیا۔

تلمیذ۔ دنیا کو رہنما کی نہ کیونکر تلاش ہو — اندھیرے مین نہ آئے نظر کچھ بغیر شمع
اصلاح۔ " " " " — ظلمات " " " " "
مصرع ثانی مین "اندھیرے" کی جگہ "ظلمات" بنایا گیا - کیونکہ "اندھیرے" کے نون کو بہ اظہار نظم کیا تھا - یہ غلطی تھی۔

تلمیذ۔ معجزہ کی شرط ہے صدقِ اعتقاد اللہ کا — حصر عیسی پر نہین کچھ تم باذن اللہ کا
اصلاح۔ چاہیے ہے صدقِ دل سے " " — " " " " " "
معجزے کے معنے ہین خرقِ عادت جو پیغمبر سے ظاہر ہو - اس لیے "معجزہ" کو نکالدیا کیونکہ ہر شخص معجزہ نہین دکھا سکتا۔

تلمیذ۔ طور پر موسے نے پایا ہم کو گھر بیٹھے ملا — دل ہمارا دور بین ہے رہنما اللہ کا
اصلاح۔ " " " " — رہنما اپنا تصور ہے خدا کی راہ کا
مصرع ثانی مین "رہنما اللہ کا" ٹکڑا مشکوک تھا اس لیے استاد نے مصرع بدلکر شعر کو صاف کر دیا

تلمیذ۔ مسئلہ توحید کا منصور نے خوب حل کیا — دار کو سمجھا محبت سے الف اللہ کا
اصلاح۔ " " " " کیا " — " " " " "
"خوب" کی "ب" تقطیع سے گرتی تھی اس لیے "خوب" کی جگہ "کیا" بنا کر اس عیب کو رفع کر دیا

تلمیذ۔ خلقِ خدا سب فریادی ہے گوری صورت والون سے — حشر بپا ہے دنیا بھر مین اُن کی خراماں چالون سے
اصلاح۔ " " " " " " — " " " " " دلکش "
"خراماں" کا الف، درمیانی تقطیع سے گرتا تھا اس لیے اس کی جگہ دلکش رکھدیا۔

تلمیذ۔ نکل کر خلد سے تمیز ہم باغ عدن آئے — گلستان جہان کی یہ پسند آئی زمین ہم کو
اصلاح۔ " " آوارہ پھرے برسون — " " " " "
"باغ عدن" یا "خلد" ایک ہی چیز ہے پھر خلد سے نکل کر خلد مین آئے کیا؟

تلمیذ — شب مہ مین جمایا علویون نے رنگ محفل کا صراحی کہکشان کی جام روشن ہے ماہ کامل کا
اصلاح — " " "میکشون " " " " "

"علویون" کچھ بے ربط لفظ تھا اس لیے "میکشون" سے بدل دیا۔ اب شعر عام فہم ہوگیا
تلمیذ — خمیدہ بار غم سے پشت خنجر ہوگئی کیسی نہ تھا آسان اے قاتل بہانا خون بسمل کا
اصلاح — " کشمکش مین " " " " " "

خنجر کے لیے کش مکش مین خمیدہ ہونا قابل قبول مضمون ہے۔
تلمیذ — ہمارا قافلہ شاید عدم کو جانے والا ہے اسی سے ہچکیان آتی ہین آواز درا ہوکر
اصلاح — " " " " " " ہر زنگ " "
آواز درا کے بجاے ہر زنگ درا بناکر معنوی ترقی پیدا کردی۔
تلمیذ — ظاہر نہین یہ داغ دل داغدار مین خوش رنگ پھول پھولے ہین یہ لالہ زار مین
اصلاح — " " " " " " " کچھ " "

اصلاح مین دوسرے مصرع مین اُستاد نے "یہ" کی جگہ "کچھ" بنایا ہے کیونکہ "یہ" حشو تھا
تلمیذ — شاخ نبات غنچۂ مرجان سے پھل گئی مہندی لگائی سیم بدن نے بہار مین
اصلاح — شاخ سمن سے پنجۂ مرجان لپٹ گیا " " " " "

"شاخ نبات" مصری کو کہتے ہین۔ شاخ نبات کا پنجۂ مرجان سے پھلنا ایک بے معنے اور مہمل مضمون تھا۔ اُستاد نے "شاخ سمن" سے "پنجۂ مرجان لپٹ گیا" مصرع بدل دیا جس کی عایتون سے شعر مین جان پڑگئی۔
تلمیذ — نہ باور ہو پہونچنا آسمان پر جس کو انسان کا بلند ہوتا ہوا مین دیکھ لے وہ خاک طوفان کا
اصلاح — " " " " " وہ دیکھے تا فلک جاتا ہوا مین " "

"ہوتا" کی "ہ" گرتی تھی۔ علاوہ برین تعقید تھی۔ اصلاح سے دونون نقص نکل گئے۔
تلمیذ — تمھارے ابروے خمدار کی شہرت ہوئی جب سے ہوا معدوم بالکل بانکپن تیغ صفاہان کا
اصلاح — " " " " " " جوہر سر بسر " "

اصلاح نے شعر مین حسن پیدا کردیے۔ تیغ کے لیے جوہر خم بسر۔ ابرو تمام رعایتین جمع ہوگئین عمدہ اصلاح ہے۔

تلمیذ ؎ تبسم سے تمھارے برق خنداں مات ہوتی ہے — مرے آنسو دکھاتے ہین برسنا ابر نیساں کا
اصلاح ؎ " " " " " " پانی پانی ہے " " " " "
"مات ہوتی ہے" بامعنی مکرر تھا۔ لیکن شعر کے وصف مین اصلاح سے اضافہ ہوگیا اور رعایتین زیادہ ہوگئین

تلمیذ ؎ رکھا ہے دل کو پردے مین چھپا کر اسمین نکتہ ہے — کہ یا اللہ کا مسکن نہ گھر بن جائے شیطان کا
اصلاح ؎ " " " پہلو مین " " " " " " " "
استاد نے "پردہ مین" کی جگہ "پہلو مین" بنا دیا اور شعر بامعنی وصاف ہوگیا۔

تلمیذ ؎ مخزن حسن حسینون کے بنے ہین سینے — قبۂ نور اسی کا تو بتا دیتے ہین
اصلاح ؎ " " " " " " اُبھر کر یہ " "
دوسرے مصرع کی اصلاح نے شعر کا رتبہ بلند کر دیا۔

تلمیذ ؎ کیا دوا دین پھر طبیبون عشق کے بیمار کو — موت بھی اچھا نہ کر پائے جب اس آزار کو
اصلاح ؎ " " " " اطبا " " " " مہلک سمجھتے ہے " " "
کر پانا غیر فصیح ہے اس لیے بدل دیا۔ "طبیبون" مقام خطاب مین معرفہ تھا۔ لفظ اُطبا خفیف و سبک پھر لطف یہ کہ نکرہ ہے تمام اطباے حاضر وغایب کو شامل ہے۔

تلمیذ ؎ ہمارے دیکھنے سے جس طرح تو مُنہ پھرا آتا ہے — مزا دیگا عدو سے اس طرح انجان ہو جانا
اصلاح ؎ " " " " " مُنہ پھیر لیتے ہو " " " "
"منھ" "پھرانا" محاورہ نہین ہے "منھ پھیر لینا" محاورہ صحیح ہے۔

تلمیذ ؎ غرور حسن لاتا ہے شباب آہستہ آہستہ — چڑھا کرتی ہے دولت کی شراب آہستہ آہستہ
اصلاح ؎ " " " " " اثر " " " " "
مصرعۂ ثانی مین "چڑھا" کی جگہ "اثر" بنایا۔ کیونکہ نشہ چڑھتا شراب کے اثر سے اور شراب جب فاعل ہے تو اثر کرنا چاہیے۔ شراب چڑھتی نہین۔

تلمیذ ؎ کس حسین کی کمند گیسو مین — اپنی تلمیذ جان پھنسائی ہے
اصلاح ؎ " " " " جان تلمیذ نے " "
دوسرا مصرع بھونڈا تھا۔ جانؔ سہ حرفی لفظ بسکون نون سماعت کو اچھا نہیں معلوم ہوتا بلکہ اعلان نون

سے نظم کرنا فصیح ہے اور یہی قاعدہ پیروانِ میر کا ہے۔

تلمیذ: اب آبرو ہے شیخ کی پیرِ مغاں کے ہاتھ   میخانے سے نکالا قدم جھوم جائیں گے

اُستاد نے یہ نوٹ لکھکر اس شعر کو قلمزد کر دیا۔ "خاص محاورہ جھوم جانا ہے جو آدمی کے واسطے نہین بولتے بلکہ درخت مکان کے لیے یعنی گھر جھوم گیا۔ مطلب یہ کہ خم ہو گیا" درخت جھوم جائیگا۔ مطلب یہ کہ لٹک آئے گا۔ آدمی کے واسطے جھومتے ہوئے آنا" جھومتے ہوے جانا" بولتے ہین۔ علاوہ اس کے 'قدم نکالا' کے بجائے 'نکالا قدم' موزون ہوا تھا۔ نکالا کا 'الف' گرتا تھا گو گرانا جایز تھا مگر اچھا نہین معلوم ہوتا تھا۔

تلمیذ: رباعی: دنیا کے شکنجے مین جو پھنس جاتا ہے   ہر سانس کے ساتھ اور کس جاتا ہے
شیرازہ جسد کا ہے بکھرتا ...   جز جز ملنے کے لیے ترس جاتا ہے

اصلاح: ..... شیرازہ جسد کا ہے بکھرتا جس دم   " " "

رباعی کا تیسرا مصرع چھوٹا تھا۔ اُستاد نے "جس دم" بڑھا کر وزن پورا کر دیا اور کیسے مناسب لفظ ہین جن سے معنے مین ذرا بھی تغیر و تبدل نہ ہوا بلکہ صحیح مطلب ادا ہو گیا۔ استاد کی نادر الکلامی کی یہ مثال ہے۔

ماسٹر جے آر پال صاحب نادر ہیڈ ماسٹر جھانسی

نادر: مذمت مے کی کرتا ہے مگر پی پی کے کرتا ہے   خدا جانے جو زاہد پارسا ہوتا تو کیا ہوتا
اصلاح: " " مگر چھپ چھپ کے پیتا ہے   " " " " "

"پی پی کے کرتا ہے" یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا۔ اس لیے بجائے اُس کے "چھپ چھپ کے پیتا ہے" بنا کر شعر کو با معنی و فصیح کر دیا۔

نادر: فنا ہونے یہ بھی اسیرِ فنا ہین حضرت انسان   جو یہ عالم کہین دار البقا ہوتا تو کیا ہوتا
اصلاح: ثبات اسکو نہیں اسیرِ فنا " "   " دار فنا " "

دونون مصرعون مین تصرف اس حسن سے کیا گیا کہ شعر کا مفہوم وہی رہا۔ اصلاح کے معنے یہی ہین۔

نادر: مجھے اک سیمتن نے کر دیا ہے پھونک کر کشتہ   بنا سرمہ ہوس! خاک بھی اکسیر ہے میری
اصلاح: کسی کے عشق مین سب تن بدن جل کر ہوا کشتہ   " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ شعر نادر ہو گیا۔ مصرعۂ اولی مین رعایت لفظی کی بھرمار بے محل تھی۔

نادر ۔ سرفروشان جہان مان گئے ہین لوہا   دیکھے سر دیکھ لیے مین نے جو تلوار کے ہاتھ

اصلاح ۔ " " " "   کھا چکا ہون سر مقتل جو مین " "

مصرعۂ ثانی مین معنوی نقص تھا۔ اس لیے ترمیم کیا گیا یعنی سر دیکھے تلوار کے ہاتھ کوئی کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ اصلاح سے یہ نقص دور ہو گیا۔

نادر ۔ دل مرا ایکے شب و روز وہ آرام کرین   موت آئے یہ دعا ہم سحر و شام کرین

اصلاح ۔ ساتھ دشمن کے " " "   ہم دعا اپنی اجل کی " " "

پہلے مصرع مین "دل مرا ایکے" یہ ٹکڑا بلا ضرورت تھا۔ بجائے اس کے "ساتھ دشمن کے" بنا دیا دوسرے مصرع مین بھی "موت آئے یہ دعا ہم" کے بجائے "ہم دعا اپنی اجل کی" بنایا اور خوب بنایا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

نادر ۔ صبحدم آج گیا ہے وہ عدو کے نادر   سفر ملک عدم ہم بھی سر شام کرین

اصلاح ۔ " اُٹھ کے وہ پہلو سے گیا ہے نادر   " " " " "

پہلا مصرع مہمل و بے معنے تھا اس لیے ترمیم کیا گیا جس سے شعر با معنے ہو گیا۔

نادر ۔ شمشیر ادا پھیر دے قاتل تو ادھر کو   مدت سے ہتیلی پہ لئے بیٹھے ہین سر کو

اصلاح ۔ اب دیر ہے کیا تو لیے شمشیر نظر کو   مقتل مین " " "

پہلا مصرع زبان اور محاورے کے خلاف تھا۔ اس لیے ترمیم کیا گیا۔ دوسرے مصرع مین "مدت سے" بے محل تھا بجائے اس کے "مقتل مین" بنا کر مطلع کو فصیح کر دیا۔

نادر ۔ خورشید لب بام ہوا جاتا ہون غم سے   اتنی سی خبر کر دے کوئی رشک قمر کو

اصلاح ۔ " " " "   دیکھا نہین مدت سے جو اس " "

مصرعۂ ثانی مین "اتنی سی خبر کر دے" زبان نہین۔ اس لیے دوسرا مصرع لگا دیا جس سے شعر با معنے ہو گیا۔ دوسرے مصرع سے پہلے مصرع کا ثبوت ہو گیا۔

نادر ۔ محروم رہون کیون مین تڑپنے کے مزے سے   کیون دل مین نہ رکھ چھوڑون ترے تیر نظر کو

اصلاح ۔ " " " " " "   جگہ دون نہ " "

مصرعۂ ثانی مین "کیون دل مین نہ رکھ چھوڑون" یہ ٹکڑا مخل فصاحت تھا بجائے اُس کے "کیون دل مین جگہ دون نہ" بنا کر شعر کو شعر کر دیا۔

نادر۔ بوسہ جو طلب مین نے کیا ناز سے بولے   بس جاؤ ہوا کھاؤ مرے پاس سے سر کو

اصلاح۔ وہ ذکرو فاسن کے بڑے " " " " " " " "

اس دور مین بوسہ کا لفظ قطعاً متروک ہے اس لیے پہلے مصرع مین ترمیم کی گئی۔ "وہ ذکرو فاسن کے" یہ ٹکڑا خوب بنایا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

نادر۔ مری جانب نگاہ لطف ہوگی مہربان آکب تک   دل ناشاد کو میرے کروگے شادمان کب تک

اصلاح۔ " " " " " نوید وصل سے دل کو " " "

گو مصرعۂ ثانی بھی غلط نہ تھا مگر "نوید وصل سے" مطلع مین جان پڑ گئی۔ یہ اصلاح ترقی کی ہے۔

نادر۔ طلائی رنگ دکھلا کر کبھی تو سُرخ رُو کر دے   ترے غم مین رہون مین زرد شل زعفران کب تک

اصلاح۔ کبھی تو جوہر تیغ ادا سے " " " " " " " "

مصرعۂ ثانی مین "رہون مین زرد شل زعفران الخ" اُسی کی مناسبت سے مصرعۂ اولی بنایا گیا "جوہر تیغ ادا سے سرخ رو کر دے" اس ٹکڑے کی کیا داد دیجائے۔

نادر۔ کبھی تو رحم کھائیگا مرے حالِ پریشان پر   مین دیکھونگا رہیگا در پہ اُنکا پاسبان کب تک

اصلاح۔ " " " " فلک کی طرح برگشتہ رہے گا " "

مصرع ثانی مین "مین دیکھونگا" یہ حشو تھا۔ بجائے اسکے "فلک کی طرح برگشتہ رہیگا الخ" یہ مصرع لکھ دیا گیا۔ اب دونون مصرعون مین ربط پیدا ہو گیا اور شعر عمدہ ہو گیا۔

نادر۔ کبھی مستی لگاتے ہین کبھی چوٹی بناتے ہین   مرے سر پہ بلا وہ اک نہ اک ہر روز لاتے ہین

اصلاح۔ "اس مطلع مین ایطا ہے اس لیے یہ شعر نکال دو" یہ نوٹ لکھکر شعر کو نظری کر دیا گیا۔

نادر۔ خبر مطلق نہین ہوتی مگر اس شوخ کو نادر   مرے نالے ہمیشہ گو زمین سر پہ اُٹھاتے ہین

اصلاح۔ " " " " " آسمان " " "

دوسرے مصرع مین لفظ (گو) زائد تھا۔ اس لیے بجائے "گو زمین" کے "آسمان" بنا کر شعر کا رتبہ بلند کر دیا۔

نادر — نکل جاتی ہے حسرت بوسہ بازی کی گلستان مین   مین ہر گل کو سمجھتا ہون یہی رخسار جانان ہے
اصلاح — " " اکثر حسرت دیدار گلشن مین " " " " " "
یہان بھی پہلے مصرع مین "بوسہ بازی" کے الفاظ ہین جو دور حاضر مین مذموم سمجھے جاتے ہین اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا اور "حسرت دیدار" کا ٹکڑا استادانہ رکھدیا۔

نادر — یہ ہلال یک شبہ ہے یا ہے ابروے صنم   یا کھنچی ہے میرے چمکانے کو شمشیر فلک
اصلاح — " " " " یا ہمارے قتل کو نکلی ہے " "
مصرعۂ ثانی مین "یا کھنچی ہے میرے چمکانے کو" یہ ٹکڑا مہمل و بے معنے تھا اس لیے بجاے اُس کے 'یا ہمارے قتل کو نکلی ہے' بناکر شعر کو بامعنی کردیا۔

نادر — پارہ پارہ جب ہوا ہے طائر نسرین کا دل   کیون سَہم جاتے نہ میری آہ سے تیر فلک
اصلاح — " " " " سہم جائے کیون نہ " " " "
مصرعۂ ثانی مین سَہِم بکسر ہا غلط تھا۔ اس لیے سَہْم بسکون ہا بناکر اُسے صحیح کردیا۔

نادر — جان کے گاہک ہوے ہین اقربا   گیسوے پُرخم کا سودا کیا کیا
اصلاح — " " " " ناحق اے دل زلف کا سودا کیا
دوسرے مصرع سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کس نے گیسوے پرخم کا سودا کیا اس لیے استاد نے یہ مصرع لکھدیا۔ "ناحق اے دل زلف کا سودا کیا" اب دل سودا کا فاعل ہوگیا۔

نادر — اے بشر تو شیر ہے فردوس کا   آپ کو ناحق سگ دنیا کیا
اصلاح — " " " " گو ہوس نے ہے " " "
مصرعۂ ثانی مین سگ دنیا کا ثبوت نہ تھا۔ اب 'ہوس' کے لفظ سے سگ دنیا کا ثبوت ہوگیا۔ نادر صاحب نے "شیر ہے فردوس کا" یہ نئی بات کہی۔ فردوس جنگل نہین کہ وہان شیر رہے

نادر — بعد فنا بھی ہم کو وہی انتشار ہے   چھاتی پہ گور سنگ یہان بھی سوار ہے
اصلاح — " " " " " " " برابر " "
مصرعۂ ثانی مین گو تصرف کیا گیا۔ مگر گور سنگ گو معناً صحیح بھی ہو مگر میرے کان ناآشنا ہین کسی معتبر کلام مین میری نظر سے نہین گذرا۔ سنگ لحد۔ سنگ تربت۔ سنگ قبر تو سنا ہے مگر

گورِ سنگ نہین سنا۔ گورِ سنگ مین اضافت مقلوب ہے۔ سنگِ گور۔ درست ترکیب ہے اور یہان بھی کھپ سکتا ہے "چھاتی پہ سنگِ گور برابر سوار ہے"۔

نادر۔ جو بیٹھے ہو مرے بالین پہ تو بیٹھے رہو دم بھر اُٹھو گے تم جو پہلو سے قیامت اُٹھ کھڑی ہوگی

اصلاح۔ " " " " دل بھی ہے قابو مین " " "

پہلے مصرع مین "تو بیٹھے رہو دم بھر" یہ ٹکڑا بے ضرورت تھا اس لیے بجائے اُس کے استاد نے "تو دل بھی ہے قابو مین" بنا کر شعر کو حشو و زوائد سے پاک کر دیا۔

نادر۔ کمانِ ابروے پرخم دکھا دے سامنے آکر ستمگر چھپکے چھپکے تابکے تیر افگنی ہوگی

اصلاح۔ نشانہ میرے دل کو کیجیے ترچھی نگاہون کا کہانتک چھپ کے پردے مین تیر افگنی "

دونون مصرعون مین ترمیم کی گئی پہلے مصرع مین "ابروے پرخم دکھا دے سامنے آکر" اور دوسرے مصرع مین "ستمگر چھپکے چھپکے تابکے" یہ دونون ٹکڑے بیکار تھے جن کی درستی اس اصلاح سے ہو گئی۔ اور شعر بالکل نکل آیا۔

نادر۔ اگر کچھ ہوش ہے نادر تو مرجا عشقِ انسان مین یہی وہ موت ہے جو تیرے حق مین زندگی ہوگی

اصلاح۔ اگر کچھ عقل ہے نادر تو خاکِ راہِ الفت ہو + " " " "

پہلے مصرع مین "مرجا عشقِ انسان مین" کچھ نہ تھا اس لیے بجائے اُس کے "خاکِ راہِ الفت ہو" بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔ لفظ 'الفت' انسان اور موت دونون کے ساتھ مضاف ہو سکتا ہے۔

نادر۔ کہہ رہا ہے خط ترا مجھ سے بت بے پیرِ صاف دل ہی میلا ہو تو پھر کس طرح ہو تحریر صاف

اصلاح۔ " " طرزِ تحریر اسے " " " دل مین ہے جتنی کدورت اتنی ہے " "

نادر کا مطلع صاف تھا اصلاح سے کسی قدر با معنے ہو گیا۔ مصرعۂ ثانی مین "دل ہی میلا" یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا اس لیے "دل مین ہے جتنی کدورت" بنا کر مطلع کو نتھار دیا۔

نادر۔ کس لیے ماتھا نہ رگڑون خاکِ کوے یار پر جب اسی تدبیر سے ہوگا خطِ تحریر صاف

اصلاح۔ جبہہ سائی مین کرون گا " " " اب " " "

پہلے مصرع مین "کس لیے ماتھا نہ رگڑون" اس ٹکڑے سے ایک ذم کا پہلو نکلتا تھا۔ اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔ مگر شعر مین کوئی لطافت نہ پہلے تھی نہ اصلاح سے ہوئی۔

نادر ۔ جب کوئی ہمدم نہ ہو تو زندگی کا لطف کیا   چاہیے چھالا بھی اک داغ دل مضطر کے پاس

اصلاح ۔ " " " زخم بھی تو چاہیے کوئی " " "

مصرعۂ ثانی میں "چھالا داغ دل مضطر کے پاس" اچھا نہ تھا۔ اس لیے "زخم بھی تو چاہیے کوئی دل مضطر کے پاس" یہ مصرع لکھکر شعر کو درست کر دیا۔

نادر ۔ قتل کر دے شوق سے قاتل مگر یہ شرط ہے   میری تربت بھی بنے تلوار کے جوہر کے پاس

اصلاح ۔ " " " " " " " بنائے آستانِ در " "

مصرعۂ ثانی میں "تلوار کے جوہر کے پاس" بے تکا پن تھا کیونکہ تلوار میں جوہر ہوتا ہے نہ کہ تلوار کے جوہر کا کوئی مقام ہے۔ "آستانِ در" عاشق کی تربت کے لیے خوب ہے۔

نادر ۔ مزا دیتا ہے رہ رہ کر چبھکنا   کھٹک! دل میں کھٹک! خار محبت!

اصلاح ۔ مزا دیتی ہے یہ رفتار دلکش " " "

پہلے مصرع میں "رہ رہکر چبھکنا" یہ ٹکڑا مہمل تھا۔ بجائے اس کے "رفتار دل کش" خوب ہے۔

نادر ۔ خیال آتا ہے ان کی کم سنی کا   کروں کس طرح اظہار محبت

اصلاح ۔ وہ اپنی بے نیازی پر ہیں نازاں " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں ترقی پیدا ہو گئی۔ مطلب یہ کہ جو اپنی بے نیازی پر نازاں ہو۔ اس سے اظہار محبت بیکار ہے۔ عمدہ اصلاح ہے۔

نادر ۔ قصر تن ہی جب نہیں ہے پائدار   تو نہ اے عاقل حدِ تعمیر کھینچ

اصلاح ۔ " " " " " تو نہ رنج وسعت " "

تعمیر کے لیے وسعت کے لفظ کی بھی ضرورت تھی۔ اس لیے بجائے "اے عاقل حدِ تعمیر" کے "رنج وسعت تعمیر" بنا کر شعر کی مرمت کر دی۔

نادر ۔ داغ سینہ کی بدولت میں تو انگر ہو گیا   رات کو کرنا نہیں پڑتا مجھے روشن چراغ

اصلاح ۔ " " ہو رہے ہیں آفتاب آسمان   اب شب تاریک میں ہم کیا کریں روشن چراغ

اس شعر کی اصلاح بہت نازک ہے۔ داغ سینہ کو آفتاب آسمان بنا دیا اور پھر شب کو گو 'ماہتاب' کا لفظ سامنے تھا۔ کوئی اور کہتا تو یہی کہتا۔ مگر شب کو آفتاب کا نکلنا یہ بات کہاں ممکن تھی

نادرؔ۔ داغِ غم نے خانۂ دل کو کیا خاکِ سیاہ   گھر ہوا تاریک جس دم ہو گیا روشن چراغ

اصلاح۔ " " کر دیا ویرانۂ دل کو سیاہ " " " سارا جب ہوا " "

پہلے مصرع میں "خاکِ سیاہ" یہ ٹکڑا بے محل تھا اس لیے ویرانۂ دل کو سیاہ بنا کر اس نقص کو دور کر دیا اور دوسرے مصرع میں "جس دم ہو گیا" کے بجائے "سارا جب ہوا" نے شعر کو روشن کر دیا۔

نادرؔ۔ وادیِ پُرخار عالم میں چلے تا دیکھ کر   اسلیے تجھ کو ملے ہیں آنکھ کے روشن چراغ

اصلاح۔ " " " " قدم رکھ " " " " " "

پہلے مصرع میں "چلے تا دیکھکر" کے بجائے "قدم رکھ دیکھکر" بنایا جس سے شعر میں لطفِ زبان بڑھ گیا

نادرؔ۔ یہی منظور ہے تم کو تو کر لو امتحاں برسوں   نہ نکلی ہے نہ نکلے گی مرے لب سے فغاں برسوں

اصلاح۔ حسینوں نے محبت میں کیا ہے " " نہ آنا تھی نہ آئی اپنے ہونٹوں تک " "

اس مطلع میں زمانۂ حال اور پھر زمانۂ ماضی یہ سخت غلطی تھی جس کو دونوں مصرعوں میں استاد نے درست فرما کر مطلع کو مطلع کر دیا۔

نادرؔ۔ امید ہے آپ اس کو ہی منظور کریں گے   گو میرا جگر آپ کے قابل تو نہیں ہے

اصلاح۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را " " " "

پہلا مصرع نادر کا بہت سست تھا۔ خواجہ صاحب نے عجیب و غریب مصرع لگا دیا جس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔

نادرؔ۔ ہم بھی جسے نصیب نہیں۔ ہوں وہ کم نصیب   پھر کس طرح بھلا ہو مجھے جامِ جم نصیب

اصلاح۔ " " دیا نہ چرخ نے ایسا ہوں " " " " " "

اس اصلاح سے یہ مطلع زبان کی حد میں آ گیا۔

نادرؔ۔ داغِ جگر کو دیکھ کے ہوتے ہیں سیر چشم   یوں تو جہان میں ہم کو نہیں اک درم نصیب

اصلاح۔ " " کی وجہ سے رہتا ہے دل غنی " " " "

سیر چشمی کو داغِ جگر سے کیا مناسبت ہاں داغِ جگر کی وجہ سے رہتا ہے دل غنی میں ایک بات بھی ہے۔

نادرؔ۔ نخوت سے وہ زمین پہ رکھتا نہیں قدم   جانِ جہان ہے جس کو تمھارا قدم نصیب

اصلاح۔ " " " " " جس خوش نصیب کو ہیں تمھارے قدم نصیب

سبحان اللہ۔ اس اصلاح کا کیا کہنا۔ مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے معنے کیا سے کیا ہو گئے۔ ایسی ہی اصلاحین سبق آموز ہوا کرتی ہین۔

نادر ؎ دل سلامت ہے تو بس مین ہو چکا یہ دکھائے گا ابھی کیا کیا نہین
اصلاح ؎ " " " تو رسوائی بہت " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا ہو گیا اور سلاست و روانی شعر مین پیدا ہو گئی۔

نادر ؎ اسکے آگے اس طرح خاموش ہون مین نے پایا ہی دہن گویا نہین
اصلاح ؎ " " " بے زبان ہون مین " " " "

مصرعۂ ثانی خلاف فطرت تھا۔ کوئی انسان بے دہن پیدا نہین ہو سکتا۔ اس لیے مصرعۂ ثانی مین ترمیم کی گئی۔ اب شعر اچھا خاصہ بن گیا۔

نادر ؎ شاد ہو اے دل نہ خط یار سے کیا خبر ہے اس مین کیا ہے کیا نہین
اصلاح ؎ شکل قاصد دیکھکر نازان نہو " " خط " " "

دونون مصرعون مین ترمیم اس حسن سے کی گئی کہ مفہوم وہی رہا اور شعر مین جو نقایص تھے وہ دور ہو گئے۔ قاصد کے ذکر سے معنوی ترقی ہوئی۔

نادر ؎ زخم بھر بھر کے آلا ہوتا ہے دم بھرون کیون نہ تیغ قاتل کا
اصلاح ؎ سب فنا اور بقا اسی مین ہے " " " "

مصرعۂ اولی مین 'آلا' کا الف تقطیع سے گر رہا تھا۔ اور پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط بھی نہ تھا۔ اس لیے دوسرا مصرع بنایا گیا جس سے شعر عمدہ ہو گیا۔

نادر ؎ بزم شعرا مین جاؤن کیا نادر کام کیا عالمون مین جاہل کا
اصلاح ؎ شاعرون سے ملو نہ تم نادر " " " "

پہلا مصرع کچھ نہ تھا۔ اصلاح سے مقطع کسی قدر اچھا ہو گیا۔

نادر ؎ جب سے پایا بوسہ دست حنائی مین مزا ہم نے یہ جانا کہ بیشک ہے گدائی مین مزا
اصلاح ؎ مل نہین سکتا ہے وہ ساری خدائی مین مزا جو کہ حاصل ہے ترے در کی " "

پہلے مصرع مین رعایت لفظی تھی۔ اسی مفہوم کو استاد نے اپنی لفظون مین ترتیب دے کر

مطلع کو شاندار کر دیا۔ بوسے کا لفظ نکال دیا۔

نادر۔ آبرو سے ہاتھ دھو بیٹھے ہوئے غرقاب غم ڈوب کر یہ ہاتھ آیا آشنائی مین مزا

اصلاح۔ " " " " خوب پایا ہم نے تیری " " "

جب پہلے مصرع مین "غرقاب غم" کہہ چکے تھے تو دوسرے مصرع مین "ڈوب کر" کی کیا ضرورت تھی۔ اس اصلاح سے شعر حشو و زوائد سے پاک ہو گیا۔

نادر۔ کسی کی زلف مین پھنسکر یہ عادت ہو گئی میری اسیری کی دعا کرتا ہون ایام رہائی مین

اصلاح۔ " " " " " " " " تمنا رہتی ہے مجھکو " "

مصرعۂ ثانی مین "اسیری کی دعا کرتا ہون" کے بجائے "اسیری کی تمنا رہتی ہے" زیادہ مؤثر ہے اس اصلاح سے شعر مین لطافت پیدا ہو گئی۔

نادر۔ دل صدچاک میرا جب تری خدمت مین حاضر ہے چڑھا رکھا ہے اپنے سر یہ ناحق تو نے شانے کو

اصلاح۔ " " " شوق سے زلفین سنواریگا " " " " "

مصرعۂ اولی مین "خدمت مین حاضر ہے" اس سے یہ پتا نہین چلتا تھا کہ کون سی خدمت دل صدچاک کے متعلق ہے۔ اس لیے یہ ٹکڑا اصلاح مین رکھدیا گیا کہ "شوق سے زلفین سنواریگا" اب خدمت کی شرح کر دی گئی۔

نادر۔ تم بلاؤ جلوہ گاہ ناز مین اغیار کو اور مین ترسون تمھارے آخری دیدار کو

اصلاح۔ " " " " نزع کی حالت مین ہم ترسا کرین دیدار کو

مصرع ثانی مین معنوی بہت بڑا نقص تھا جس سے یہ مفہوم بھی پیدا ہوتا تھا کہ شاید معشوق جان بلب ہے اور ہم اُس کے آخری دیدار کو ترس رہے ہین اس اصلاح سے یہ عیب دور ہو گیا۔

نادر۔ اور وسعت دے الٰہی زخم دامن دار کو دیکھکر عریان چھپاتے ہین یہ تیغ یار کو

اصلاح۔ عشق کی غیرت ہے اتنی " " " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ مطلع نادر ہو گیا اور مصرعۂ ثانی مین جو "یہ" کا لفظ تھا اُسکا مفہوم ابہام ہو گیا یعنی اصلاح ہے

نادر۔ یہ جو نکلیگا تو قالب سے نکل جائے گا دم دل مین رہنے دے خدا کے واسطے سوفار کو

اصلاح۔ ہجر مین ہوتی ہے کچھ تسکین اسکی ذات سے " " " " "

مصرعۂ اولی کی ترمیم سے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہوا۔ ہان ' ذات ' کا لفظ کسی قدر کانون کو گران ہے بجائے " ذات " کے " وجہ " ہوتا تو اچھا تھا۔

نادر ؎ وہ نہ پابند ہیگا ہوا دم بھر ریاض دہر مین جس نے پیمان صنم سمجھا نفس کے تار کو

اصلاح ؎ اشہب عمر روان ہے گرم میدان تھا سوزن ساعت سمجھتا ہون " " "

دونون مصرعے ترمیم کیے گئے کیونکہ نادر کا پورا شعر بے معنے تھا اس اصلاح سے شعر با معنی اور نازک ہوگیا۔ سوزن ساعت کی تشبیہ تار نفس کے ساتھ خوب ہے

نادر ؎ شکل جب تیری یاد پڑتی ہے کیا کیا حالت مری بگڑتی ہے

اصلاح ؎ " " " اور " " "

مصرع ثانی مین بجائے " کیا کیا " کے " اور " بنا دیا جس سے مصرع مین اور زور بڑھ گیا۔ مطلع مین روانی اور سلاست کے علاوہ ترقی ہوگئی۔

نادر ؎ ظلم تو یاد رہا لطف و کرم بھول گئے آپ کیون روز قیامت کو صنم بھول گئے

اصلاح ؎ " " " اُن کے کرم " " یاد رکھنے کی جو باتین تھین وہ ہم بھول گئے

دونون مصرعون مین تصرف اس حسن سے کیا گیا کہ مطلع مین ایک دل آویزی پیدا ہوگئی۔ نادر کے دونون مصرعے بے ربط تھے۔ اصلاح سے یہ عیب بھی جاتا رہا۔

نادر ؎ شکل اسکی پیش کرکے کرتا ہے مجھکو مضطر گر کوئی عیب ہے تو بس یہ گلاب مین ہے

اصلاح ؎ " " " " عیب اس قدر تو بیشک رنگ " " "

دوسرا مصرع کچھ نہ تھا۔ اصلاح سے شعر شعر ہوگیا۔

نادر ؎ اشعار نویسی پہ طبیعت اگر آئے مضمون فلک کا بھی زمین پر اُتر آئے

اصلاح ؎ جودت پہ مری طبع معلّٰی " " " " " "

پہلا مصرع بہت گرا ہوا تھا۔ استاد نے مصرع اُستادانہ لگا دیا جس سے مطلع کا پایہ بہت بلند ہوگیا۔ سبحان اللہ۔

نادر ؎ طبیعت زلف جانان پر ہوئی جب سے فدا میری نہایت ہی پریشان ہون بجا بھی ہے سزا میری

اصلاح ؎ " " " " " بلا دیتی ہے زنجیر فلک آہ رسا میری

مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اولیٰ کو کوئی نسبت ہی نہ تھی اور فصاحت سے بھی گرا ہوا تھا اصلاحی مصرع سے دونوں مصرعے دست و گریبان ہو گئے اور مناسبت بھی پیدا ہو گئی۔

نادر ؎ راہ صحرا کی دکھانے کے لیے آتا ہے دن — رات آتی ہے مری اختر شماری کے لیے

اصلاح ؎ دن تو ہوتا ہے بسر صحرائے وحشت خیز میں — ″ ″ ″ ″ ″

پہلا مصرع ناقص تھا اس لیے ترمیم کیا گیا۔ اس اصلاح سے شعر با معنی و پاکیزہ ہو گیا۔

نادر ؎ آستان سے کیوں اُٹھاتے ہو ہمیں — خود ہی دنیا سے اُٹھے جاتے ہیں ہم

اصلاح ؎ اپنے در ″ ″ ″ — لو زمانے ″ ″ ″

پہلے مصرع میں بجائے "آستان" کے "اپنے در سے" اور دوسرے مصرع میں "خود ہی دنیا سے" کی جگہ "لو زمانے سے" بنا کر شعر میں صفائی پیدا کر دی۔

نادر ؎ وہ نہیں سنتے ہماری۔ بزم میں — اپنا سا مُنہ لیکے رہجاتے ہیں ہم

اصلاح ؎ حشر میں ملتی نہیں دادِ ستم — ″ ″ ″ ″ ″

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں ترقی پیدا ہو گئی کہاں بزم کجا حشر۔

نادر ؎ خدا کے سامنے کہدونگا حشر میں نادر — گناہگار ہوں میں ہاں گناہگار ہوں میں

اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ — کریم ذات ہے تیری ″ ″ ″

مصرعۂ ثانی میں "گناہگار ہوں میں ہاں" یہ ٹکڑا زائد تھا اس لیے بجائے اس کے "کریم ذات ہے تیری" بنایا۔ مگر ہیچدان مؤلف کی رائے میں یہ مصرع یوں ہوتا تو خوب تھا

ع - کریم نام ہے تیرا گناہگار ہوں میں +

نادر ؎ گو زور لاکھ بھی ہیں اگر وہ طلب کریں — پیروں کا ذکر کیا ہے ابھی جائیں سر سے ہم

اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ — پاؤں جو دیں جواب ″ ″ ″

اس اصلاح سے شعر میں لطافت تو ضرور پیدا ہوئی مگر حضرت امیر مینائی رح کے اس مشہور مطلع سے توارد ہو گیا۔ ؎

امیر — ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے
جواب پاؤں جو دیتے تو سر کے بل جاتے

نادر ــ اے اجل پھر جا کہ مین ہون کشتۂ شمشیر عشق   روز اول ہی سے میرا دل ہے دامنگیر عشق
اصلاح ــ ″ ″ ″ ″ ″   عشق دامنگیر دل ہے ″ ″ ″ ″

مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین لطافت اور سلاست پیدا ہو گئی۔

نادر ــ نہ لیجاتا ہے مجکو ہی نہ لے آتا ہے انکو ہی   نہین ہے پیر گردون تیری کوئی کام کی گردش
اصلاح ــ نہ لایا شمع تربت پر مری دست حسینان ہے ″ ″ ″ ″

جیسا شعر تھا ویسی ہی اصلاح بھی دی گئی۔ نہ پہلے کوئی خوبی شعر مین تھی نہ اصلاح سے ہوئی۔

نادر ــ شمع! روئے یار کی لو مین جلا کر رات دن   جان بھی جاتی رہے جاتی رہے پروا نہ کر
اصلاح ــ شمع دیون کی محبت مین نہو انجام مین ″ ″ ″ ″

پہلا مصرع ترمیم کیا گیا جس سے مصرع مین خوبی پیدا ہو گئی مگر مصرعۂ ثانی بدستور رہا۔ اس مین "جاتی رہے" کی تکرار کانون کو ناگوار سی ہے اگر یہ مصرع یون ہوتا تو خوب تھا۔ ع۔

جان بھی تن سے نکل جائے تو کچھ پروا نہ کر

نادر ــ دہن کی جستجو مین اور کمر کی فکر مین نادر   عدم مٹ کر چلا مین صورت نقش فنا ہو کر
اصلاح ــ ″ ″ ″ ″   عدم مین جا بسا دنیائے فانی سے ″ ″

مصرعۂ ثانی مین "عدم مٹ کر چلا" یہ ٹکڑا غلط تھا۔ 'مین' یا 'کو'، کی ضرورت تھی۔ اس لیے بجائے اس کے "عدم مین جا بسا" بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔

نادر ــ چاہتا ہے تو اگر عشق حقیقی کا مزا   عشق انسان مین تو اپنے آپ کو دیوانہ کر
اصلاح ــ ″ ″ ″ ″   دل کو بھولی بھولی صورت والون پہ ″ ″

مصرعۂ ثانی مین "عشق انسان" اچھا نہ تھا۔ انسان مین عمومیت تھی۔ سب طرح کے انسان اسمین آگئے "بھولی بھولی صورت والون" سے خصوصیت آگئی اور رنگ تغزل پیدا ہو گیا۔

نادر ــ سماؤن کاش مین چشم صنم مین سرمہ سا ہو کر   مجھے پیسا ہے اس پیر فلک نے آسیا ہو کر
اصلاح ــ سماؤن کیون نہ مین چشم جہان مین ″ ″   پیر آسمان ″ ″

دونون مصرعون مین ترمیم کی گئی۔ پہلا مصرع تو خوب بنایا گیا دوسرے مصرع مین "اس پیر فلک" کے بجائے "پیر آسمان" بنایا جو معنًا صحیح ہے مگر کانون کو ناگوار ہے فصحا کے کلام مین میری نظر

سے نہین گذرا۔

نادرؔ ۔ ہزارون لوٹتے ہین سانپ سینے پر بلا ہوکر   قضا کے منہ مین ہون زلف سیہ پر مبتلا ہوکر
اصلاح ۔ " " " " " شبِ فرقت " " " "

اس اصلاح سے شعر مین روانی و سلاست پیدا ہوگئی۔ "ہزارون لوٹتے ہین سانپ سینے پر بلا ہو / ہوکر" یہ ٹکڑا بے محل تھا بجائے اُس کے "شبِ فرقت بنایا"، اب زلف کی مشابہت پیدا ہوگئی

نادرؔ ۔ مجھے مرنا ہے رکھون غیر پر الزام رسوائی   مجھے رسوا کیا خود میرے دل نے رازدان ہوکر
اصلاح ۔ " " کیون دون غیر کو " " " " "

پہلے مصرع مین "رکھون غیر پر" مخل فصاحت تھا۔ اس لیے بجائے اُس کے "کیون دون غیر کو" بناکر شعر کو زبان کے سانچے مین ڈھال دیا۔

نادرؔ ۔ ملی راحت نہ مدفن مین بھی ہمکو بعد مرنے کے   ستاتا ہے ہر اک تختہ لحد کا آسمان ہوکر
اصلاح ۔ " " " " "   ستم کرتا ہے ہر " " " "

مصرعۂ ثانی مین بجائے "ستاتا ہے ہر اک تختہ" کے "ستم کرتا ہے ہر تختہ" بنایا۔ ستانے اور ستم کرنے مین تھوڑا ہی فرق ہے اگر یہ مصرعۂ ثانی یون بنایا جاتا تو ادر لطف پیدا ہوجاتا۔

ع - گرا پڑتا ہے ہر تختہ لحد کا آسمان ہوکر۔ یا بجائے (کرتا ہے) "ستم ڈھاتا ہے" ہر پہلو سے مناسب تھا

نادرؔ ۔ اُن کو وفا کا شوق ہوا ہے جفا کے بعد   وہ آپ ادر ہے ہین ستمِ ناروا کے بعد
اصلاح ۔ " " " " "   گریان ہین قبر پر " " "

نوٹ ۔ "فکِ اضافت مصرعۂ ثانی مین ناجایز ہے۔ عشرت" مراد "ستمِ ناروا" ہے۔

نادرؔ ۔ مٹتے ہین اس امید سے ہم ان کی راہ مین   شاید بقا نصیب ہو دردِ فنا کے بعد
اصلاح ۔ " " " " " " " لطف " "

مصرعۂ ثانی مین بجائے "درد" کے "لطف" بناکر شعر مین لطف پیدا کردیا۔

نادرؔ ۔ زاہد اذان دے کے نہ کر خون آرزو   مہمان ہوا ہے یار بڑی التجا کے بعد
اصلاح ۔ " سنا کے " " " " " " "

مصرعۂ اولی مین "اذان دے کے" قلمزد کرکے "اذان سنا کے" بنایا اور خوب بنایا کیونکہ یہ محل سنانے ہی کا تھا

نادرؔ ۔ سامان زندگی کا تو سب آپ لے چلے ڈوبیں گے بحر غم میں دل آشنا کے بعد
اصلاح ۔ " " " " ہم کیا جییں گے اب دلِ دردآشنا " "
مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے لطف زبان پیدا ہو گیا

نادرؔ ۔ کھنچی ہیں صورتیں دل میں پری حور و غلمان کی تماشہ ہے کہ ویرانے میں محفل ہے سلیمان کی
اصلاح ۔ رہا کرتی ہے مجھ وحشی کے دل میں دھن پرستان کی " " " " "
پہلا مصرع زبان و محاورے کے خلاف تھا۔ حور و غلمان کو حضرت سلیمان سے کیا نسبت اس لیے "دھن پرستان کی" بنا کر مصرعہ ثانی کا مفہوم ادا کر دیا۔

نادرؔ ۔ وہ عاشق ہوں پس مردن بھی تنہا رہ نہیں سکتا وہاں بھی میرے پہلو میں رہیگی بیکسی میری
اصلاح ۔ وہ عاشق ہوں تہ مرقد بھی " " " " " " "
پہلے مصرع میں "پس مردن" سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کہاں تنہا رہ نہیں سکتا۔ اور پھر مصرعۂ ثانی میں "وہاں" کے لفظ کا مفہوم ادا نہ ہوتا تھا اس لیے بجائے اُس کے تہِ مرقد بنا کر شعر کو صاف و شستہ کر دیا۔ سلاست آگئی۔

نادرؔ ۔ کرتے ہو بند روزنِ دیوار کس لیے آنکھیں ہی کیوں نہ پھوڑ دو امیدوار کی
اصلاح ۔ " " " " آنکھیں نکالو دید کے " "
مصرعۂ ثانی میں "آنکھیں ہی کیوں نہ پھوڑ دو" کے بجائے "آنکھیں نکالو دید کے امیدوار کی" بنا کر شعر کو اور فصیح کر دیا۔

نادرؔ ۔ جدا جس دن سے ہو تم غیر حالت ہے مرے دل کی نہ چین آئے نہ موت آئے گھڑی ہے سخت مشکل کی
اصلاح ۔ " " " " " نہ چین آیا نہ موت آئی " " "
نوٹ ۔ مصرعۂ ثانی میں مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ چاہیے۔ (عشرت) احقر کے نزدیک نادرؔ نے مضارع کا صیغہ بمعنی حال استعمال کیا ہے۔ یعنی نہ چین آتا ہے نہ موت آتی ہے۔ اور معنی حال زیادہ مناسب و باموقع ہیں۔

نادرؔ ۔ بعد مردن وصل جاناں مجھکو حاصل ہو تو ہو خاک میں مل کر ہی پوری حسرتِ دل ہو تو ہو۔
اصلاح ۔ مر چکوں تو " " " " " " " " " "

نوٹ - بعد مردن کی ترکیب غلط ہے۔ فارسی مصدر عربی لفظ کے ساتھ مضاف الیہ نہین ہوسکتا
نادر ؎ یونہین طوفان اُٹھائین گے جو آہ سرد چشم تر ڈبا بیٹھے گی اک دن کشتیِ عمر روان مجھ کو
اصلاح ؎ " " " " " " ڈبو دیگی بھنور مین " " "
مصرعۂ ثانی مین "ڈبا بیٹھے گی اک دن" کے بجائے "ڈبو دیگی بھنور مین" بناکر شعر مین آب پیدا کر دی۔
نادر ؎ نظر لگ جائیگی دیکھو نہ بیٹھو میری آنکھون مین اگر پردے کی خواہش ہے تو آ بیٹھو مرے دل مین
اصلاح ؎ " " " " " " " " " تو پردہ ہے مرے دل مین
دونون مصرعون مین "بیٹھو" کی تکرار بدنما تھی اس لیے استاد نے مصرعۂ ثانی مین بجائے "تو آ بیٹھو" کے "تو پردہ ہے" بناکر اس نقص کو دور کر دیا۔
نادر ؎ جو بہلانے کو دل اپنا مین جاتا ہون بیابان مین صف مژگان جانان ٹوٹ پڑتی ہین مغیلان مین
اصلاح ؎ " " " " " کسی مژگان کی پاتا ہون خلش خار مغیلان مین
اس مطلع کا دوسرا مصرع بے ربط و مہمل تھا۔ اس لیے مصرعۂ ثانی ترمیم کیا گیا جس سے مطلع مین ایک شان پیدا ہو گئی۔
نادر ؎ بھلا دیکھین تو کیونکر کھینچ لیگا میرے سینے سے ہزارون حسرتین لپٹی ہین میری ایک پیکان سے
اصلاح ؎ خدا کے واسطے ظالم نکال اسکو نہ " " " " " "
پہلے مصرع مین فاعل کا پتا نہ تھا۔ اس لیے پہلا مصرع یون بنا دیا۔ ع۔ خدا کے واسطے ظالم نکال اس کو نہ سینے سے۔ اب صحیح مفہوم شعر کا ادا ہو گیا۔
نادر ؎ بتائین حال کس دل سے کہ تدارون کی مژگان کا یہ وہ ناوک ہین سینے سے نکل کر دل مین رہتے ہین
اصلاح ؎ " " " " " " سینے مین جگر مین دل مین رہتے ہین
مصرعۂ ثانی مین "سینے سے نکل کر دل مین" کچھ نہ تھا۔ بجائے اُسکے "سینے مین جگر مین دل مین" خوب بنایا
نادر ؎ دل سے ہمارے کم نہ کبھی سادہ پن ہوا مٹی مین ہم ملے تو نہ میلا کفن ہوا
اصلاح ؎ جب دفن مین شریک وہ گل پیرہن ہوا " " " " "
مصرعۂ اولی کی اصلاح کے بعد بھی مصرعہ ثانی کا ثبوت نہ ہوسکا۔

نادر ۔ منہ پھیر کے پڑی ہے عبث آگلے سے مل   اے تیغ یار کیا وہ ترا بانکپن ہوا
اصلاح ۔ لایا ہے ہم کو شوق شہادت ” ” ” ” ” ” ” ”
پہلے مصرع مین ”منہ پھیر کے پڑی ہے“ یہ ٹکڑا محاورے اور زبان کے خلاف تھا۔اس لیے بجاے اُس کے ”لایا ہے ہم کو شوق شہادت“ بناکر شعر کو صحیح کر دیا۔

نادر ۔ ہر شعر گو کے ہونٹون پہ مہر سکوت ہے   گویا رموز غیب تمھارا دہن ہوا
اصلاح ۔ مہر سکوت سب شعرا کے لبون پہ ہے ” ” ” ” ”
پہلے مصرع مین ”ہر شعر گو“ گنوارون کی زبان تھی۔اس لیے بجاے اُس کے یہ مصرع بنا دیا ع مہر سکوت سب شعرا کے لبون پہ ہے“ جس سے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔

نادر ۔ جب سے زبان تیغ ستمگر کی چاٹ لی   میرا ہر ایک زخم دریدہ دہن ہوا
اصلاح ۔ ” ” ” کے بوسے ہوے نصیب ” ” ” ”
پہلے مصرع مین ”چاٹ لی“ یہ ٹکڑا برا تھا اس لیے بجاے اُس کے ”بوسے ہوے نصیب“ بنا کر اس رکاکت کو دور کر دیا۔

نادر ۔ آج وہ تیور دکھائے یار نے   آئینے کو صورت دریا کیا
اصلاح ۔ ” ” ” ” ” ” مین اک ” ”
مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین روانی اور سلاست پیدا ہو گئی۔

نادر ۔ نہ ہونے دون آنکھون سے دم بھر جدا   جو مل جائے ٹکڑا تری آرسی کا
اصلاح ۔ بناؤن اُسے اپنی آنکھون کی عینک ” ” ” ”
مصرعۂ اولی کی ترمیم سے شعر صاف ہو گیا۔عینک کا لفظ بھی آنکھون کی مناسبت سے خوب بنایا۔

نادر ۔ زمانے مین رونا ہی بہتر ہے نادر   نتیجہ برا ہے کلی کی ہنسی کا
اصلاح ۔ ” ” ” ” نتیجہ برا تھا ” ”
مصرعۂ ثانی مین ”زمانہ“ کے لحاظ سے بجاے ”ہے“ کے تھا بنا دیا۔

نادر ۔ عجب ہے کیا جو مجھے دلربا نہین ملتا   وہ لا پتا ہون کہ اپنا پتا نہین ملتا
اصلاح ۔ ” ” ” ” ” ” وہ بیخودی ” ”

دوسرے مصرع مین " وہ لاتیا " کے بجاے " وہ بخیو دی " بنا کر شعر مین ایک نئی روح پھونک دی

نادرؔ — بقا کا راز نہان ہے فنا کے پردے مین بغیر موت کے جنت مین جا نہین ملتا

اصلاح — " " " " " " دار البقا " "

مصرعۂ ثانی مین " جا نہین ملتا " کس قدر بھونڈا پن تھا " جا نہین ملتی " چاہیے تھا اس لیے کہنہ مشق استاد نے " دار البقا " بنا کر شعر کا صحیح مفہوم ادا کر دیا۔

نادرؔ — رقیب بدگہر کو اپنے سر پہ کیون چڑھاتے ہو کہین ایسا نہ ہو تم میری نظرون سے اتر جانا

اصلاح — " " " " " تمھین منظور ہے کیا " " "

دوسرا مصرع بے ربط تھا اس لیے بجاے " کہین ایسا نہو تم " " تمھین منظور ہے کیا " بنا کر دونون مصرعون مین ربط پیدا کر دیا۔

نادرؔ — ان حسینون کا کبھی وصل میسر ہو گا؟ چرخ کج رو! کبھی سیدھا بھی مقدر ہو گا

اصلاح — مہ جبینون کا " " " کیون فلک! اوج پر اپنا " " "

پہلے مصرع مین " ان حسینون " کے بجاے " مہ جبینون " دوسرے مصرع کی مناسبت سے بنایا کیونکہ دوسرے مصرع مین فلک کا ذکر ہے۔ اور دوسرے مصرع مین ' اوج ' کا لفظ رکھکر شعر کو بلند کر دیا

نادرؔ — غیر اُسکی بزم سے پیکر مئے احمر اٹھا خون دل پی کر اٹھا مین گالیان کھا کر اٹھا

اصلاح — " " " " " " " لخت دل " "

مصرعۂ ثانی مین خون دل پینے کے بعد " گالیان کھا کر " بے جوڑ تھا۔ خون دل پینے کے بعد " لختِ دل " کھانا ہی مناسب تھا۔ اس مناسبت سے " لخت دل " " کھا کر " بنا دیا

نادرؔ — آپ کا منہ ہے لگی ہے لب پہ جو مہر سکوت ورنہ نالون سے ابھی لون آسمان سر پر اٹھا

اصلاح — آپ کے ڈر سے لبون پر ہے فقط " " " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے مصرع مین چستی ضرور آگئی مگر مصرعۂ ثانی ڈھیلا ہی رہا۔

نادرؔ — نیچی نظرون سے جدھر اُس نے اشارا کر دیا حشر سے پہلے اُدھر اک حشر برپا کر دیا

اصلاح — " " جو ساقی " " میکدے والے پکارے " " "

دونون مصرعون کی ترمیم سے مطلع کا رخ اور سے کچھ اور ہو گیا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

نادر ـ غم نہ تھا جب مین نہ تھا جب مین ہوا تو غم ہوا ۔ میری ہستی سے خدا نے غم کو پیدا کر دیا
اصلاح ـ ״ ״ ״ ״ ״ ״ نے غمِ عالم کو ״ ״

"میری ہستی نے غمِ عالم کو پیدا کر دیا" سبحان اللہ کیا مصرع لگا دیا۔ استادانہ اصلاح ہے۔

نادر ـ دونون عالم مین الٰہی سرخروئی دے اُسے ۔ جس مسیحا نے مرا خونِ تمنا کر دیا
اصلاح ـ خود پشیمان ہون کہ اُن سے کیون کہا احوالِ دل ۔ تھہر تو یہ ہے کہ اظہارِ ״ ״

اس شعر مین صرف قافیہ تو شاگرد کا رہ گیا۔ استاد نے پورا شعر کہہ دیا۔ ایسی اصلاحین کار آمد و مفید کہان تک ہو سکتی ہین۔

نادر ـ بعد مردن بھی ہوئی مرنے کی مجھکو آرزو ۔ قبر پر جب رکھ دیا اس یار نے لاکر دیا
اصلاح ـ بعد مرنے کے نہ آیا فاتحہ پڑھنے کوئی ۔ جل گیا قبرِ شہیدِ ناز پر آکر دیا

پہلے مصرع مین بعد مردن کی ترکیب غلط۔ فارسی مصدر عربی لفظ کے ساتھ مضاف الیہ نہین ہو سکتا۔ اس لیے پہلے مصرع مین ترمیم کی گئی اُسی کی مناسبت سے دوسرے مصرع مین بھی تصرف کیا گیا۔ اصلاح مین 'جل گیا' بمعنی 'بجھ گیا' ہے۔ یعنی چراغ نہ تھا تو کوئی فاتحہ پڑھنے نہ آیا۔

نادر ـ تیر سے میرا کلیجا توڑ کر کہتے ہین وہ ۔ لے تری حسرت نکلجانے کو رستا کر دیا
اصلاح ـ دل نگاہ ناز سے برما کے فرماتے ہین وہ ״ ״ ״ ״

تیر سے کلیجا چھدتا ہے توڑا نہین جاتا۔ اسی نقص کو مد نظر رکھتے ہوے پہلا مصرع اس حسن سے ترمیم کیا گیا کہ شعر نازک و دل آویز ہو گیا۔

نادر ـ قدِ بالا صنوبر چشم نرگس زلف سنبل ہے ۔ وہ خود جملہ صفت موصوف ہے نقشہ گلستان کا
اصلاح ـ ״ ״ ״ ״ ۔ ذرا آئینہ لو گر شوق ہے سیر ״ ״

دوسرے مصرع کو پہلے مصرع سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اصلاحی مصرع نے پہلے مصرع کا مفہوم خوبی کے ساتھ ادا کر دیا۔

نادر ـ کھلا تا کیا کلیجہ ہو چکا تھا نذرِ غم میرا ۔ نہ نکلا دل مین آکر ایک بھی ارمان پیکان کا
اصلاح ـ عزیز دل ہے لپٹی ہین لاکھون حسرتین دل کی ۔ بہت مشکل ہے اب تو کھینچنا چٹکی سے ״ ״

دونون مصرعے اس حسن سے ترمیم کیے گیے کہ پیکان کا قافیہ دل مین چبھ گیا۔ واقعی ہے کہ ایسی ہی

نادرالوجود اصلاحین سبق آموز ہوا کرتی ہین۔

نادر۔ پیا جس وقت خون اُسنے تو خونِ گرم کی گرمی زبانِ خنجرِ قاتل پہ فوراً آبلا لائی

اصلاح۔ لہو چاٹا مرا اُس نے " " " " " "

اول تو پہلے مصرع مین خون کی تکرار بدنما تھی۔ دوسرے "پیا جس وقت خون" یہ ٹکڑا بھی قابل اصلاح تھا۔لہذا بجائے اُس کے "لہو چاٹا مرا" بناکر دونون نقص رفع کر دیے۔

نادر۔ مری دیوانگی کے حق مین اے ظالم دعائین کر نہ ہوتی یہ تو تیرے حسن کی شہرت نہین ہوتی

اصلاح۔ " " نے چار چاند اسمین لگائے ہین " " " " "

پہلا مصرع مہمل تھا جس کو مصرعۂ ثانی سے کوئی ربط نہ تھا۔ استاد نے کتنا حسین مصرع لگا دیا چونکہ مصرعۂ ثانی مین حسن کی شہرت کا ذکر ہے اس لیے پہلے مصرع مین "چار چاند" کا ٹکڑا کتنا لطیف ہے

نادر۔ یہی طاقت فغان مین کاش رب العالمین ہوتی کسی کے دل مین گھر کرتی کسیکے دل نشین ہوتی

اصلاح۔ مؤثر اس قدر تو کاش فریادِ حزین ہوتی " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع خیر کچھ غنیمت ہو گیا۔

نادر۔ فلک بدلا زمین بدلی چمن بدلا ہوا بدلی نہ بدلی شومیِ تقدیر ہم نے بارہا بدلی

اصلاح۔ " " " " مگر یہ شومیِ قسمت نہ میری اے خدا بدلی

جناب نادر کا مصرعۂ ثانی بے معنے و مہمل تھا اس لیے ترمیم کیا۔ اس اصلاح سے مطلع بامعنی و عمدہ ہو گیا۔سلاست و روانی آگئی۔

نادر۔ یہ مانا تم مریضون کے لیے رشکِ مسیحا ہو مجھی سے جب کھنچے رہتے ہو تو میرے لیے کیا ہو

اصلاح۔ " " " " علاج دردِ دل جب ہو نہین سکتا تو پھر کیا ہو

مصرعۂ ثانی کچھ نہ تھا جس نے پہلے مصرع کو بھی مٹا رکھا تھا۔ استاد نے وہ مصرع لگا دیا کہ مطلع مین جان پڑ گئی اس "کیا" نے کیا کیا معنے پیدا کر دیے۔ اصلاح نہین اعجاز ہے۔

نادر۔ دم نکل جائے اگر یہ روز کا جھگڑا نہ ہو دردِ دل بھی دور ہو دردِ جگر پیدا نہ ہو

اصلاح۔ آپ کی چشمِ عنایت سے کہین ایسا نہو " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کیا نازک معنے پیدا ہو گئے۔ یعنی قائل کہتا ہے کہ دردِ دل و دردِ جگر

جس سے مجھے خاص لطف ہے۔ لیکن آپ کی چشم عنایت سے ایسا ہو کہ ان دونون کے مزے سے مین محروم ہو جاؤن۔

نادرؔ۔ دیکھکر بیمار غم کو دی دعا رو ئے بہت　　دل مین لیکن کوستے ہون گے کہ یہ اچھا نہو

اصلاح۔ 〃 〃 〃 دعاے مغفرت　　مدعا اس سے یہی ٹھیرا 〃 〃 〃

دونون مصرعون مین اس وجہ سے تصرف کیا گیا کہ شعر پست تھا۔ اس اصلاح سے بلند ہو گیا جیتے جی "دعائے مغفرت" کا ٹکڑا قابل داد ہے

نادرؔ۔ دل کیا لگاؤن گیتی ناپائدار مین　　رونق ہے دیکھنے ہی کی نقش و نگار مین

اصلاح۔ 〃 〃 〃 ہستی 〃　　شامل فنا کا رنگ ہے 〃 〃 〃

پہلے مصرع مین "گیتی" کے لفظ مین غرابت تھی۔ اس لیے بجائے اس کے "ہستی" بنایا دوسرے مصرع مین بھی ترمیم کی گئی جس سے مطلع کی شان ہی اور ہوگئی۔

نادرؔ۔ نہ ہوگا کوئی ننگ خاندان ہم سا خدائی مین　　ڈبو بیٹھے ہین ہم تو آبرو تک آشنائی مین

اصلاح۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 رخت آبرو 〃 〃 〃

مصرعۂ ثانی مین "رخت" کا لفظ اُستادانہ رکھدیا جس سے مطلع مین اور ترقی ہوگئی۔

نادرؔ۔ تم ہمین حسرت سے دیکھو ہم تمھین ارمان سے　　تم بلا سکتے نہین ہم آپ آسکتے نہین

اصلاح۔ دونون اپنی وضع کی پابندیون مین قید ہین　　〃 〃 〃 〃 〃 〃

مصرعۂ ثانی اسی پہلے مصرع کا محتاج تھا۔ نادر کا پہلا مصرع بے ربط ہی نہ تھا بلکہ غلط تھا اصلاحی مصرع سے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔

نادرؔ۔ یار کو دیکھ لین تو چلتے ہین　　موت آئی اگر تو کھو بیٹھے

اصلاح۔ ہم کو فرصت کہان ہے مرنے کی　　〃 〃 〃

اس شعر کے معنے میری سمجھ مین نہ آئے۔ نہ اصلاح کے بعد مین سمجھ سکا۔ ممکن ہے کتابت کی غلطی ہو۔

نادرؔ۔ میرے منھ لگ نہ دیکھ اے زاہد　　مار کھانے کی یہ نشانی ہے

اصلاح۔ دل جو شیدائے زلف ہوتا ہے　　〃 〃 〃

پہلے مصرع مین ذم کا پہلو تھا اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا جو رعایت لفظی سے مالامال ہے۔

نادرؔ۔ نہ نکلی ہے نہ نکلیگی کبھی حسرت مرے دل کی　　یہی تو اک کمائی ہے جو اس دنیا مین حاصل کی
اصلاح۔ ″ ″ ″ ″　　کہ یہ لیلی ادا تو شیفتہ ہے اپنی محمل کی
مصرعۂ ثانی کو پہلے مصرع سے ربط نہ تھا۔ اس لیے دوسرا مصرع تبدیل کیا گیا۔ جس سے مطلع مین ایک دل آویزی پیدا ہو گئی۔ حسرت کو لیلے ادا اور دل کو محمل قرار دینا کہنہ مشقی کی دلیل ہے۔
نادرؔ۔ ہمارا خون بہا کر خون بہا دینے کو راضی ہے　　قیامت مین ادھر قاتل اُدھر تلوار قاتل کی
اصلاح۔ ″ ″ ″ ″　　سرِ محشر ″ ″ ″ شمشیر ″ ″
مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین سلاست اور انداز بیان مین شگفتگی پیدا ہو گئی۔
نادرؔ۔ وصال کوہ کن سے گر اُسے ہوتی نہ مجبوری　　تو پھر شیرین کو کیونکر تلخ جوئے شیر ہو جاتی
اصلاح۔ ″ ″ ″ ″　　حیات جاودان شیرین کو ″ ″ ″
مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اولی کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ اصلاحی مصرع سے ادا ہو گیا۔
نادرؔ۔ تم اپنا گلشن جوبن لٹا دو غیر کو لیکن　　ذرا اس سے تو پوچھو جو کف افسوس ملتا ہو
اصلاح۔ تم اپنے حسن عالم سوز کے اعجاز کیا جانو　　″ ″ ″ ″ ″
نوٹ۔ جوبن ہندی ہے اس لیے یہ ترکیب اضافی مضاف الیہ نہین بن سکتا (عشرت)
اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔
نادرؔ۔ دل مضطر کی بیتابی کا تم پر حال کھل جائے　　کہ جیسا تم پہ مین مرتا ہون۔ تم بھی غیر کو چاہو
اصلاح۔ ″ ″ ″ ″ ″ ″　　″ ″ قربان ہون ″ ″ ″
اس اصلاح سے شعر مین روانی اور فصاحت پیدا ہو گئی
نادرؔ۔ میری نظرین پڑتے پڑتے اک سیاہی پڑ گئی　　یار کے رخسار پہ ہر گز یہ کالا تل نہین
اصلاح۔ سب سمجھتے ہین اسے پتلی ہے چشم حور کی ؛　　یار کے ″ ″ خوشرنگ ″ ″ ″
دونون مصرعے اثل بے جوڑ تھے۔ اس لیے دونون مصرعون مین تصرف کیا گیا۔ چشم حور کی پتلی سے رخسار یار کے تل کی مشابہت پیدا ہو گئی۔ یہ اصلاح قابل دید ہے۔
نادرؔ۔ ایک تو ٹوٹا ہوا پھر اس مین لاکھون حسرتین　　اے نگاہِ یار میرا دل ترے قابل نہین
اصلاح۔ شیشۂ اشکستہ مین ہین بند ″ ″ ″　　″ ″ ″ ″

ایک تو "ٹوٹا ہوا" سے "شیشۂ بشکستہ" خوب ہے - دوسرے یہاں شیشے نے دل کے معنے پیدا کر دیے جس کی پہلے مصرع میں ضرورت تھی -

نادر ؎ کیا عجب افزونیِ غم باعث تسکین ہو　　دردِ فرقت لے بڑھا دل کھول کر آزار کو

اصلاح ؎ " " " " بنے " " " " "

نوٹ :- "ترکیب اضافی میں مضاف الیہ کا نون فعلن لکھنا اب متروک ہے"- اس لیے "ہو" کی جگہ "بنے" بنا دیا گیا -

نادر ؎ غم میں مجھے خوشی ہے غم ہے مجھے خوشی میں　　خود کو بھی بھول بیٹھا میں خوش ہوں بیخودی میں

اصلاح ؎ " " " " مجنوں بنا ہوا ہوں میں جوش " "

مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے مطلع میں جان پڑ گئی اور انداز بیان میں شگفتگی پیدا ہو گئی -

نادر ؎ جنکے آجانے سے بندھتی تھی امید　　آج وہ بھی کہہ گئے ہم کیا کریں

اصلاح ؎ جو معالج تھے مریض عشق کے " " " "

اس اصلاح سے شعر کسی قدر صاف ہو گیا - اس قافیہ کو خدا بخشے طاہر فرخ آبادی مرحوم نے خوب کہا ہے - فرماتے ہیں ؎ ساری شرح غم کا تھا گویا جواب　　ایک یہ کہنا ترا - ہم کیا کریں

نادر ؎ کسی پردہ نشین کی آبرو کا پاس اتنا ہے　　زباں پر اُف نہیں گو مر رہا ہوں دردِ پنہاں میں

اصلاح ؎ " " " " " " " گو مبتلا " " "

مصرعۂ ثانی میں "مر رہا ہوں" بے محل تھا - گو محاورہ ہے مگر یہ موقع اس کے استعمال کا نہیں اس لیے بجائے اس کے "مبتلا ہوں" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا -

نادر ؎ کسی سے شکوۂ قید مصیبت کیا کریں نادر　　خدا کے فضل سے آسان ہے جس مشکل میں رہتے ہیں

اصلاح ؎ " " " " " کہ ہم مشکل پسند اکثر بنے " " "

مصرعۂ ثانی میں ردیف بیکار تھی - اس لیے مصرع ترمیم کر کے ردیف کو سنبھالا -

مولوی عبد الغفور کامل عظیم آبادی

کامل ؎ تا مست رہوں ساقی کوثر کی صفت میں　　مے بر لب جو یار پلا آج چمن میں

اصلاح ؎ " " " " لے پیر مغاں بھول " " "

ثانی مصرع مین بجائے "مے برلب جو یار" کے "اے پیر مغان پھول"، بنا کر شعر مین روح پھونکدی پھول کے لفظ نے جو مناسبت پیدا کر دی وہ ارباب نظر سے مخفی نہین اور لطافت و نزاکت شعر محتاج تعریف نہین۔

کامل ؎ خم و ساغر مین جب کچھ بھی نہ تھا ہم اس گھڑی پہونچے　　خطا ہے اپنی قسمت کی نہین تقصیر مینخانہ

اصلاح ؎ 〃　〃　〃　〃　〃　خطا پیر مغان کی ہے نہ ہے 〃 〃

ثانی مصرع مین بجائے "خطا ہے اپنی قسمت کی نہین" کے "خطا پیر مغان کی ہے نہ ہے"، بنا کر شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔ سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے۔ واقعی اسی کا نام اصلاح ہے

کامل ؎ اپنی جانین کر لو پروانو نثار　　رات بھر کی شمع بس مہمان ہے

اصلاح ؎ جل کے پروانے یہ دیتے ہین صدا　　〃　〃　〃　〃

اول مصرع کے بدل دینے سے جو ادبی محاسن شعر کے بڑھ گئے وہ ارباب فن سے مخفی نہین سبحان اللہ سبحان اللہ "جل کے پروانے یہ دیتے ہین صدا" نے تو شعر کو شعر بنا دیا اور شمع کے واسطے پروانے کا جل کے صدا دینا کس قدر مناسب لفظ ہے جس کی تعریف نہین ہو سکتی واقعی ایسی اصلاح سے شاگرد کی ترقی ہو سکتی ہے۔

کامل ؎ وہ ناز وہ ادا وہ کرشمے کہان گئے　　وہ کیا ہوئی نگاہ سے شوخی نگاہ کی

اصلاح ؎ 〃　〃　〃　〃 وہ دلبری　　اس پہ مزید جور ہے 〃 〃 〃

اول مصرع مین بجائے "کہان گئے" کے "وہ دلبری" اور ثانی مصرع مین بجائے "وہ کیا ہوئی نگاہ سے" کے "اس پہ مزید جور ہے"، بنا کر وہ لطافت اور خوبی شعر مین پیدا کر دی کہ تعریف نہین ہو سکتی کرشمے کے لیے دلبری کیا خوب لفظ آیا ہے اور مزید جور نے اور بھی ستم توڑا ہے ارباب ذوق اگر چشم انصاف سے دیکھین گے تو اس اصلاح کی داد دین گے۔

قطعہ

کاملؔ ؎ کاملؔ ہوئے تھے موت کے یون واقعات کب　　پامال موت ایسی ہوئی تھی حیات کب

کثرت سے موت کی ملک الموت کہتے ہین　　طاعون کے بکھیڑون سے ہوگی نجات کب

اصلاح ؎ کاملؔ 〃　〃　〃　〃　〃　تھی معرض خطر مین نشاط 〃 〃

کثرت سے موت کی ملک الموت کہتے ہین طاعون کے بکھیڑون سے ہوگی نجات کب

اول شعر کے ثانی مصرع مین بجائے "پامال موت ایسی ہوئی تھی" کے "تھی معرض خطر مین نشاط" بنا دیا۔ سبحان اللہ کیا صفائی اور روانی پیدا ہو گئی اور اس کے علاوہ موت کا لفظ جو مکرر آ گیا تھا وہ بھی نکل گیا۔

کامل ؎ تجھ پہ بھی پیر مغان فطر کا صدقہ ہے ضرور بادہ میخوارون کو الفت یا عید کے دن

اصلاح ؎ " " " بادہ مے خوار کو بٹّہ " " "

ثانی مصرع مین بجائے "میخوارون" کے میخوار، اور "الفت" کے "بٹّہ" بنا کر شعر کو جس پایہ کا بنا دیا وہ ارباب فن سے پوشیدہ نہین "میخوارون" مین واو ساقط ہو رہا تھا اور "و" جمع کا ساقط ہونا غیر مستحسن ہے اس لیے نکال دیا اور "الفت" کی جگہ "بٹّہ" نے جو محاسن پیدا کیے ہین وہ بھی قابل لحاظ ہین۔ صدقۂ فطر کے لیے "بٹّہ" کا لفظ کس قدر با معنے اور مناسب لفظ ہے جس کی تعریف نہین ہو سکتی۔

کامل ؎ اسکی کچھ پروا نہین سارا زمانہ دیکھ لے اک ہمین سے آپ کو مدّ نظر پردا ہوا

اصلاح ؎ سنتے ہین غیرون سے راہ و رسم در پردہ ہے اب " " " "

اول مصرع کو بدل کر شعر کو شعر بنا دیا۔ سبحان اللہ اول مصرع کی ترمیم سے کس قدر ترقی پیدا ہو گئی اور در پردہ کے لفظ نے تو قافیہ کا پردا رکھ لیا۔

کامل ؎ دنیا مین اب کسی کا نہین اعتبار ہے سمجھے تھے جس کو گل وہ مرے حق مین خار ہے

اصلاح ؎ " " " " پنہان بزیر دامن گل نوک خار ہے

ثانی مصرع مین بجائے "سمجھے تھے جسکو گل مرے حق مین وہ" کے "پنہان بزیر دامنِ گل نوک" بنا کر شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔ ادبی محاسن۔ شعر کی لطافت و نزاکت مستغنی از داد ہے۔ ایسی ہی اصلاح کو استادانہ اصلاح کہتے ہین

رباعی کامل

؎ گو سلطنتِ جملہ جہان ہے حاصل احباب خدم۔ اور حشم ہین شامل

بیکار ہین سب نہ ہو تو مغرور اسیر دنیا سے سفر کرنا ہے اک دن کامل

اصلاح سے گو سلطنت جملہ جہان ہے حاصل — احباب خدم اور حشم ہین شامل
بیکار ہین سب نہو تو اسیر مغرور — دنیا سے سفر کرنا ہے تنہا کامل

اس رباعی کے مصرعۂ چہارم مین بجائے "اک دن" کے "تنہا" بنا دیا۔ اس کو مجرد "تنہا" نے ایسا سنبھال لیا کہ ہر چہار مصرع مین جان آگئی ادبی محاسن چوگنا ترقی کر گئے۔ سبحان اللہ اس اصلاح کی کیا تعریف کیجائے

رباعی۔ کامل

سے قطرے کا لب بحر پہ ٹپکنا کیسا — ذرے کا قرین خور کے چمکنا کیسا
حیوان ہے وہ انسان ہون میں ای کامل — بلبل کا مرے آگے چہکنا کیسا

اصلاح سے قطرے کا لب بحر ٹپکنا کیا ہے — ذرے کا سر مہر چمکنا کیا ہے
جادو ہے مری شوخ بیانی کامل — بلبل کا مرے آگے چہکنا کیا ہے

اس رباعی کی ردیف یعنی (کیسا) کو "کیا ہے" بنا دیا اور دوسرے مصرع مین بجائے "قرین خور" کے "سر مہر" اور تیسرے مصرع کو بدل کر رباعی مین جو خوبی پیدا کر دی وہ ارباب بصیرت پر اظہر من الشمس ہے ہے۔ دوئم مصرع مین "قرین خور کے" مجہول الاستعمال لفظ تھا۔ اس کے ماسوا خور کے تقطیع کرنے مین خر ہوا جاتا تھا۔

کامل سے اے فہم سے بری تری قدرت کچھ اور ہے — اے شان ایزدی تری صنعت کچھ اور ہے
اصلاح سے ہین فلسفی بھی دنگ یہ حکمت کچھ اور ہے — اے صانع ازل " "

اول مصرع مین بجائے "اے فہم سے بری تری قدرت" کے "ہین فلسفی بھی دنگ یہ حکمت" اور ثانی مصرع مین بجائے "شان ایزدی تری" کے "صانع ازل تری" بنا کر شعر کو جس معراج پر پہونچا دیا اور ادبی محاسن مین جس قدر ترقی دیدی ہے وہ ارباب بصیرت سے مخفی نہین۔ واقعی یہ ہے کہ ایسی اصلاحین بہت کم ہوا کرتی ہین۔

کامل سے ہر وقت دلمین لاکھون ہی ارمان و شوق ہین — اس دشت پر بہار کی وسعت کچھ اور ہے
اصلاح سے " " " " " باغ " " "

ثانی مصرع مین بجائے "دشت" کے "باغ" بنا دیا حقیقت مین بہار کے لیے باغ ہی کی ضرورت

تھی ورنہ دشت کو بہار سے کیا تعلق۔ سبحان اللہ کیا نکتہ رسی ہے۔

کامل ۔ اے دل قدم نہ رکھنا بیابان عشق مین اس راہ خوفناک مین دقت کچھ اور ہے

اصلاح ۔ خارِ غم و الم ہین " " " " " "

اول مصرع مین بجائے "اے دل قدم نہ رکھنا" کے "خار غم و الم" ہین بنا کر شعر کو جس پایہ کا بنادیا وہ ماہران فن سے مخفی نہین۔ بیابان عشق کے لیے خار غم و الم ہی کی ضرورت تھی سبحان اللہ۔ اچھی اصلاح ہے۔

کامل ۔ کوئی بیکار بھی کب شکوۂ بیداد کرتا ہے ستمگر کب خیالِ خاطر ناشاد کرتا ہے

اصلاح ۔ ہمیشہ اک ستم تازہ نئی " " " " "

اول مصرع مین "کوئی بیکار بھی کیا شکوۂ بیداد" کی جگہ "ہمیشہ اک ستم تازہ نئی بیداد" بنا کر شعر مین وہ جدت پیدا کر دی کہ آفرین صد آفرین۔

کامل ۔ فغان بے وجہ کب اپنا دل ناشاد کرتا ہے مصیبت جس پہ پڑتی ہے وہی فریاد کرتا ہے

اصلاح ۔ " " " کوئی " " " " " " " "

اول مصرع مین بجائے لفظ "اپنا" کے "کوئی" بنا دیا۔ سبحان اللہ اسی ایک لفظ نے کس قدر شعر کو تخصیص سے بچا کر تعمیم کا درجہ عطا کیا اسی کا نام اصلاح ہے اور اسی کو نکتہ پروری کہتے ہین

کامل ۔ مریض عشق کو صحت نہ ہوگی عبث بھی دوستو فکر دوا ہے

" " " " اطبا کو عبث

مصرعۂ ثانی مین بجائے "عبث بھی دوستو" کے "اطبا کو عبث" بنا کر شعر کے معنوی محاسن کو دوبالا کر دیا۔ علاج مریض کے لیے اطبا ہی کی ضرورت تھی۔

کامل ۔ دیے جا ساقیا بس جام پر جام بہارِ باغ سے ٹھنڈی ہوا ہے

اصلاح ۔ چلے اب میکدے مین " " " " " "

مصرعۂ اول کی ترمیم سے شعر مین جو خوبی پیدا ہو گئی وہ ارباب ذوق و ماہران فن سے مخفی نہین۔ اور ساقیا کا لفظ جو اب متروک ہے وہ بھی نکل گیا۔ شعر مین روانی آگئی اور لطف زبان پیدا ہو گیا۔

کامل ؎ تجھے غفلت ہے کیوں عقبے سے کامل بڑا ناداں ہے دنیا مین پھنسا ہے
اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ اے نادان دنیا بے وفا ہے
ثانی مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست اور بیان مین روانی جو پیدا ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے
کامل ؎ دوئی کا پردہ اگر دل سے دور ہوجاتا وصال یار میسر ضرور ہوجاتا
اصلاح ؎ اگر حجاب دوئی ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
اول مصرع مین بجائے "دوئی کا پردہ اگر" کے "اگر حجاب دوئی" بنا کر مطلع کو فصیح بنا دیا اور سلاست کو دوبالا کر دیا - اچھی اصلاح ہے -

کامل ؎ نہ آتے جھوٹے وعدے تو کر دیے ہوتے قرار دل کو تو کچھ اے حضور ہو جاتا
اصلاح ؎ ″ ″ ″ تو کر لیے ″ ″ ″ ″ ″ رشک حور ″ ″
اول مصرع مین بجائے "جو کر دیے ہوتے" کے "تو کر لیے ہوتے" بنا کر لطف زبان و محاورہ کا ثبوت دیدیا - اور ثانی مصرع مین بجائے "کچھ اے حضور" کے "اے رشک حور" بنا کر اس نقص کو رفع کر دیا اور یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "معشوق کو حضور لکھنا داب عاشقی کے خلاف ہے"
کامل ؎ اگر نہ رحمت حق ہوتی میرے ساتھ تو مین اسیر پنجۂ فسق و فجور ہوجاتا
اصلاح ؎ شریک حال نہ ہوتا ترا کرم تو مین ″ ″ ″ ″
اول مصرع مین بجائے "اگر نہ رحمت حق الخ" کے "شریک حال ہوتا الخ" بنا کر شعر مین فصاحت کا رنگ بھر دیا اور لطف زبان کو دوبالا کر دیا - سبحان اللہ کیا اصلاح ہے

رباعی - کامل

حاسد کو سخن کے نشے مین پاتے ہین سیکھے ہین جو ہم سے ہم کو سکھلاتے ہین
دل مین ہو سمائی اُن کے کیونکر کامل کم ظرف ذرا سے مین ابل جاتے ہین
اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
″ ″ ″ ″ جو ظرف کے اوچھے ہین اُبل جاتے ہین
چوتھے مصرع مین بجائے "کم ظرف ذرا سے مین" کے "جو ظرف کے اوچھے ہین" بنا کر جو لطف زبان پیدا کر دیا وہ ارباب فن سے پوشیدہ نہین - سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے -

کامل ۔ آج تک مین نے تو ایسا نہ معما دیکھا اُن کا خط دیکھا کہ تقدیر کا لکھا دیکھا
اصلاح ۔ دست قاصد مین شگفتہ یہ شگوفا دیکھا 〃 〃 〃 〃 〃
اول مصرع مین بجائے "آج تک مین نے الخ" کے "دست قاصد مین شگفتہ یہ شگوفا" بنا کر مطلع کو وہ روشن بنا دیا کہ اظہر من الشمس ہے۔ خط کے لیے قاصد کا لفظ ضروری تھا اور شگفتہ شگوفا نے جو لطافت و نزاکت پیدا کر دی وہ ارباب فن سے مخفی نہین۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہے۔
کامل ۔ مین نے جب سے بت ترسا ترا جلوا دیکھا دھیان دل کا ہمہ دم سوے کلیسا دیکھا
اصلاح ۔ 〃 〃 〃 〃 کعبۂ دل مین نہان قصر 〃 〃
ثانی مصرع مین بجائے "دھیان دل کا ہمہ دم سوے کلیسا" کے "کعبۂ دل مین نہان قصر کلیسا" بنا دیا۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کلیسا کے ساتھ کعبہ کے لفظ نے آکر لطف تقابل پیدا کر دیا جس سے مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا اور معنوی خوبیون کے ساتھ بلاغت کا مزا آگیا۔
کامل ۔ ہشیار اے فلک ترا سینہ نہ چھید دے اک تیر ہے دھوان مرے دل کے بخار کا
اصلاح ۔ ساتون فلک مین ہوتے ہین رخنے ہزار ہا 〃 〃 〃 〃 〃
اول مصرع کی ترمیم سے شعر ایسا بلند ہوا کہ فلک ہفتم سے زیادہ اُس کی رسائی ہو گئی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ اس اصلاح نے جو جو خوبیان شعر مین پیدا کر دی ہین وہ محتاج تعریف نہین حقیقت تو یہ ہے کہ مستغنی از داد ہے۔
کامل ۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کتنے انسان بت کو کیون پوجتے ہین بندۂ یزدان ہو کر
اصلاح ۔ 〃 〃 〃 کہ ابنائے جہان 〃 〃 〃 〃 〃
اول مصرع مین بجائے "کتنے انسان" کے "ابنائے جہان" بنا دیا۔ اے سبحان اللہ اس لفظ نے کس قدر سلاست و فصاحت پیدا کر دی۔
کامل ۔ یاس و رنج و غم و حرمان کو نہ کیون پیار کرون میرے دل مین یہ رہا کرتے ہین مہمان ہو کر
اصلاح ۔ کر چکا جنکے لیے دیر و حرم کی گردش 〃 〃 وہ 〃 〃 〃
اول مصرع کی ترمیم سے جو بلندی شعر مین پیدا ہو گئی وہ محتاج بیان نہین اور ثانی مصرع مین "یہ" کی جگہ "وہ" بنا کر مصرع کو مربوط کر دیا۔ سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے۔

رباعی - کامل

ــه اس شوق مین گذری ایک مدت کامل　　دم لیگی تمنائے زیارت کامل
پوچھتا ہون کیون وعدۂ فردا مانا　　ہے میرے لیے روز قیامت کامل
اصلاح ــه دل سے نہ کبھی نکلیگی حسرت کامل　　دم لیگی " " "
" " " " "　　فردا یہ ہے فردائے قیامت کامل

اول مصرع مین بجائے " اس شوق الخ " کے " دل سے کبھی نکلیگی نہ حسرت " بنا کر جو خوبی پیدا کردی ہے وہ محتاج بیان نہین - بجائے شوق کے حسرت ہی مناسب تھا - اور چہارم مصرع مین " ہے میرے لیے روز " کی جگہ " فردا یہ ہے فردائے " بنا کر اس رباعی کو کس قدر بلیغ کردیا - قیامت کے لیے فردا کا لفظ کس قدر مناسب اور موزون لفظ ہے - سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح دی -

کامل ــه مین کیا کہون کہ جو دن آگیا بُرا اپنا　　عدو سے بڑھ کے ہے دشمن اب آشنا اپنا
اصلاح ــه خدا کی شان مقدر جو پھر گیا اپنا　　بنا زمانے مین دشمن ہر آشنا اپنا

اول مصرع مین بجائے " مین کیا کہون کہ جو دن آگیا بُرا " کے " خدا کی شان مقدر جو پھر گیا " بنا کر جو معنوی خوبی پیدا کردی وہ ارباب بصیرت سے مخفی نہین اور ثانی مصرع مین بجائے " عدو سے بڑھ کے ہے دشمن الخ " کے " بنا زمانے مین دشمن ہر آشنا " بنایا اس ترمیم نے جو خوبی اور حسن مطلع مین پیدا کردیا ہے وہ مستغنی از داد ہے

کامل ــه ہم رند قدح نوش کو ساقی پلادے اور　　کہتے ہین کس کو نشۂ بیان کر برا تو ہے
اصلاح ــه " " " " "　　تلچھٹ جو پی ہے " " " "

ثانی مصرع مین بجائے " کہتے ہین کس کو " کے " تلچھٹ جو پی ہے " بنایا - اے سبحان اللہ تلچھٹ کے لفظ نے تو کرا ہونے کا ثبوت دیدیا -

کامل ــه بتائین کیا تری الفت کا ہے اثر کیا کیا　　سمجھ مین کچھ نہین آتا کہ ہے ضرر کیا کیا
اصلاح ــه " " " کے ہین " "　　کہ نفع اس مین ہے کیا اور ہین " "

اول مصرع مین بجائے " کا ہے " کے " کے ہین " بنا کر ردیف کو سنبھال لیا اور ثانی مصرع مین بجائے " سمجھ مین کچھ نہین آتا کہ ہے " کے " کہ نفع اس مین ہے کیا اور ہین ضرر " بنایا - اس اصلاح سے ضرر کے

تقابل کا لفظ نفع پیدا ہو گیا۔ اور بجائے "ہے" کے "ہین" بن جانے سے ردیف سنبھل گئی۔
سبحان اللہ کیا نکتہ رسی ہے۔

کامل ؎ برا سمجھتے ہو رندون کو کیا سبب اے شیخ　　خیال تم نے بھرے ہین درون سر کیا کیا
اصلاح ؎ " " "کس لیے" " "　　اجی یہ مول لیے تم نے درد سر کیا کیا

اول مصرع مین بجائے "کیا سبب" کے "کس لیے" بناکر شعر مین سلاست اور روانی پیدا کر دی اور
ثانی مصرع مین بجائے "خیال تم نے بھرے ہین درون سر" کے "اجی یہ مول لیے تم نے درد" بنایا
سبحان اللہ اس اصلاح نے جو لطف زبان شعر مین پیدا کر دیا ہے وہ ارباب ذوق سلیم سے مخفی نہین۔

کامل ؎ ناصح اپنی سی شب و روز کہا کرتے ہین　　ہم انھین کچھ نہین کہتے ہین سنا کرتے ہین
اصلاح ؎ " " " " "　　مُنہ سے ہم " " " "

ثانی مصرع مین بجائے "ہم انھین" کے "مُنہ سے ہم کچھ نہین کہتے ہین الخ" بناکر شعر مین جو خوبی پیدا
کر دی وہ محتاج بیان نہین۔ سبحان اللہ کیا بلاغت شعر مین آگئی ہے۔

کامل ؎ نہ دنیا کی خوشی سے خوش نہ قید پنجۂ غم ہو　　نہ خندان صورت گل ہو نہ گریان شکل شبنم ہو
اصلاح ؎ بشر وہ ہے کہ دنیا مین جسے شادی ہو یا غم ہو　　" " " "

اول مصرع کی ترمیم نے اس مطلع کو مطلع خورشید درخشان بنا دیا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا پاکیزہ
اصلاح ہے کیا لطف زبان ہے۔

کامل ؎ تصور مین لب شیرین کے ہونٹون پہ ہے دم اپنا　　خیال شکرستان کیا عجب میرے لیے سم ہو
اصلاح ؎ " " " " "　　یہ نوش " " "

ثانی مصرع مین بجائے "خیال" کے "یہ نوش" بناکر جو مناسبت مطلع مین پیدا کر دی وہ ارباب
ذوق سلیم سے مخفی نہین۔ سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

کامل ؎ دل مجروح کو عادت نہین احسان سہنے کی　　دہان زخم پھر رگ زن سے کیون خواہان مرہم ہو
اصلاح ؎ " " " " "　　" کیون جراح سے " "

ثانی مصرع مین بجائے "پھر رگ زن سے کیون" کے "کیون جراح سے" بناکر شعر کو نشتر سے تیز کر دیا
بجائے رگ زن جراح کا لفظ اس مصرع مین کس قدر مناسب لفظ ہے اس کے ماسوا اول مصرع مین

مجروح کا لفظ ہے اس لحاظ سے صفت اشتقاق بھی اس ترمیم سے پیدا کر دی۔

کامل :- میری حسرت پوچھتی ہے خاطرِ ناشاد سے ۔ کیا غرض ہے عالمِ ایجاد کی ایجاد سے

اصلاح :- سا سنا ہوتا تو ہم اتنا خدا سے پوچھتے " " " "

اول مصرع کی ترمیم سے جو سلاست و روانی و صفائی شعر مین پیدا ہو گئی وہ محتاج بیان نہین سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے۔

کامل :- طائرِ رنگِ گل اے گلچین نہ اُڑ جائے کہین ۔ باندھ لے تارِ نگاہ بلبلِ ناشاد سے

اصلاح :- " " " " ۔ باندھ پَر " " "

ثانی مصرع مین بجائے لفظ "لے" کے "پر" بنایا جس سے شعر مین وہ قوت پرواز پیدا ہو گئی کہ زمین سے آسمان پر پہونچ گیا۔ سبحان اللہ ایسی اصلاح کی تعریف نہین ہو سکتی کہ ایک لفظ "پر" کے بنا دینے سے شعر مین کیا بات پیدا ہو گئی۔ یہ اصلاح نہین اعجاز ہے۔

کامل :- ہے اختیار تجھے اس مین قیل قال نہین ۔ مین تجھ کو دیکھ سکون یہ مری مجال نہین

اصلاح :- ہر ایک دیکھ سکے وہ ترا جمال نہین ۔ نظر ملانے کی موسی کو بھی " "

اس ترمیم نے جیسا اس مطلع کو طورِ کمال تک پہونچا دیا وہ اربابِ فن اور اہلِ نظر سے مخفی نہین۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہے۔

کامل :- عدو ہو۔ مرد مقابل مرا۔ مجال نہین ۔ پچھاڑے شیر کو۔ یہ ہمت شغال نہین

اصلاح :- " " " " ۔ حریفِ شیر ہو " " "

ثانی مصرع مین بجائے "پچھاڑے شیر کو" کے "حریفِ شیر ہو" بنا کر مطلع کو کس قدر بلند بنا دیا کہ تعریف نہین ہو سکتی۔

کامل :- کہا جو مین نے کہ کل آپ نے کہا کیا تھا ۔ وہ ہنس کے بولے مجھے آج کچھ خیال نہین

اصلاح :- " " " " لے گئے ہین دل ۔ " " " " "

اول مصرع مین بجائے "آپ نے کہا کیا تھا" کے "لے گئے ہین دل" بنا کر جو نزاکت شعر مین پیدا کر دی ہے۔ وہ مستغنی از داد ہے۔ شعر مین سلاست و روانی آگئی۔ لطف زبان پیدا ہو گیا اچھی اصلاح ہے۔

کامل ۔ بستر غم پہ تڑپنے سے مجھے کام رہا کوئی ساعت شب ہجران مین نہ آرام رہا
اصلاح ۔ " " " " رات بھر مجھ سے جدا ہجر مین " "
ثانی مصرع مین بجائے "کوئی ساعت شب ہجران مین نہ" کے "رات بھر مجھ سے جدا ہجر مین" بنایا سبحان اللہ اس ٹکڑے نے شعر مین جو فصاحت پیدا کر دی ہے وہ محتاج بیان نہین ۔ رات بھر کی قید نے جو خوبی پیدا کر دی ہے وہ خوب ہے اور ہجر کے لیے جدا کا لفظ بھی صنعت تقابل کی خوبی پیدا کرتا ہے ۔

کامل ۔ میرا خورشید خرامان جو لب بام رہا ایک ہنگامہ بپا صبح سے تا شام رہا
اصلاح ۔ جلوہ افروز جو دن بھر و لب بام رہا " " "
مصرعہ اول مین بجائے "میرا خورشید خرامان جو" کے "جلوہ افروز جو دن بھر الخ" بنا کر جو لطافت و نزاکت شعر مین پیدا کر دی وہ مستغنی از داد ہے ۔ دن بھر کی قید سے صبح سے تا شام کا ثبوت ہو گیا ۔ کیا استادانہ اصلاح ہے ۔

کامل ۔ نقد جان دنیا مین ہم کھو کر چلے لٹ کے یون پردیس مین اب گھر چلے
اصلاح ۔ " " " " " " پردیسی مسافر " "
مصرعۂ ثانی مین "یون پردیس مین اب" کی جگہ "پردیسی مسافر" بنایا ۔ سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے ۔ پردیسی مسافر کا ایک ایسا ٹکڑا رکھدیا ہے جس کی تعریف نہین ہو سکتی ۔ علاوہ اس کے "اب" حشو تھا وہ بھی نقص رفع ہو گیا ۔

کامل ۔ سرفرازی اس کو کامل کیون نہو خاکساری سے جو یان جھک کر چلے
اصلاح ۔ " " " " اہل دولت ہو کے جو " "
ثانی مصرع مین "خاکساری سے جو یان" کی جگہ "اہل دولت ہو کے جو" بنایا ۔ کیا معقول اصلاح ہے ۔ واقعی اہل دولت ہی کو خاکساری کی ضرورت ہے ورنہ گدا اگر تواضع کند خوے اوست کا مصداق ہے ۔ اور "یان" جواب متروک ہے وہ بھی نکل گیا ۔

کامل ۔ ذلیل ہونا محبت مین عین عزت ہے جو سوچیے تو حقیقت مین آبرو نہ گئی
اصلاح ۔ " " " " اتر گئے جو نظر سے تو ۔ " "

ثانی مصرع مین۔ "جو سونچیے الخ" کی جگہ "اُتر گئے جو نظر سے" بنا کر لطف زبان و محاورہ کا ثبوت دیا۔ کیا پاکیزہ اصلاح ہے۔

رباعی۔ کامل

ناحق ہے ترقی کی تمنا کامل — بے قدر رہا کمال والا کامل
جب بدر کی تکمیل کا حاصل ہے زوال — ہے نقص کمال کا نتیجہ کامل

اصلاح ۔ " " " " "
" " ظاہر ہے کمال کا نتیجہ کامل

چوتھے مصرع مین بجائے "ہے نقص" کے "ظاہر ہے" بنا دیا۔ اسکی خوبی اظہر من الشمس ہے سبحان اللہ۔ کیا اصلاح ہے۔

کامل ۔ رفتار وہ کہاں ہے کسی راہوار مین — ہے جس طرح کی ابلق لیل و نہار مین
اصلاح ۔ " " " " جو تیز یان ہین " " "

مصرعۂ ثانی مین "ہے جس طرح کی" کے بجائے "جو تیز یان ہین" بنا کر تیزی رفتار کا کیا خوب لطف دکھایا ہے۔ کیا معقول اصلاح ہے۔

کامل ۔ داہن کو جن کے خاک کبھی چھو نہین گئی — کیونکر ہین زیر خاک وہ گرد و غبار مین
اصلاح ۔ آتی تھی جن کو نیند نہ پھولون کی سیج پر — سوتے ہین " " " "

اول مصرع کو بدلکر ثانی مصرع مین بجائے "کیونکر ہین" کے "سوتے ہین" بنا کر شعر کا پایہ بلند کر دیا استادانہ اصلاح ہے۔

کامل ۔ خدا کا شکر کرو پڑھ کے تم غزل کامل — زبان کا لطف رہا طرز گفتگو نہ گئی
اصلاح ۔ بڑا مزا ملا ہم کو کلام کامل سے — " " " " "

اول مصرع کی ترمیم سے جو لطف زبان و بندش مین چستی آگئی وہ محتاج بیان نہین اور لفظ مزا نے لفظ زبان کے ساتھ مناسبت پیدا کر دی۔ وہ اہل مذاق سے مخفی نہین۔

کامل ۔ شیدا ہون جان و دل سے مین اُس خوش جمال کا — جو دوست ہے خدائے عدیم المثال کا
اصلاح " " " " " جو ہے وزیر شاہ " "

ثانی مصرع مین بجائے "جو دوست ہے" جو ہے وزیر بناکر مطلع کو بلند رتبہ بنا دیا۔ اور وزیر شاہ کے لفظ نے صفت تقابل کا لطف پیدا کر دیا۔

کامل ؎ کوسون ہے دور ریختہ گوئی سے وہ پڑا جس کی غزل مین لطف نہین بول چال کا

اصلاح ؎ " " جادۂ ملک سخن سے وہ " " " " "

اول مصرع مین بجائے "ریختہ گوئی سے وہ پڑا" کے جادۂ ملک سخن سے وہ بناکر کلام مین جو خوبی پیدا کر دی وہ مستغنی از داد ہے۔ کوسون کے واسطے جادۂ ملک سخن ہی کی ضرورت تھی۔

کامل ؎ تیر نظر کا زخم بھی کیسا برا ہے زخم لیتا نہین ہے نام کبھی اندمال کا

اصلاح ؎ " " " " منہ دیکھتا نہین ہے " " "

ثانی مصرع مین "لیتا نہین ہے نام" کی جگہ "منہ دیکھتا نہین ہے" خوب بنایا۔ کس قدر محاورے مین ڈوبا ہوا لفظ ہے۔ سبحان اللہ۔

رباعی کامل

؎ مطلق نہین کامل کا خیال اے کامل زیبا ہے جو ہو دل کو ملال اے کامل

کس طرح ترقی ہو کسی کو حاصل باقی نہین اب قدر کمال اے کامل

اصلاح ؎ کیا شعر و سخن کا ہے مآل اے کامل " " " " " "

مفقود ہے " " " " " "

اول مصرع مین "مطلق نہین کامل کا خیال" کی جگہ "کیا شعر و سخن کا ہے مآل" بناکر مصرع مین چستی اور بیان مین روانی پیدا کر دی۔ اور چوتھے مصرع مین "باقی نہین" کی جگہ "مفقود ہے" بنایا۔ سبحان اللہ کیسا خوب صورت لفظ رکھ دیا جس کے محاسن کی تعریف نہین ہو سکتی۔ اصلاحون نے رباعی کا لطف چوگنا بڑھا دیا۔

کامل ؎ تیار رہو ہر گھڑی رہو تم اے مسافرو نقارہ کب بجائے اجل ارتحال کا

اصلاح ؎ تیار رہنا چاہیے تم کو مسافرو " " " "

اول مصرع مین الٹ پھیر سے استاد کامل نے جو سلاست اور روانی پیدا کر دی وہ مخفی نہین مسافرو مین واو جمع ندا کا کام دے رہا تھا۔ پھر اس پر۔ اے مسافرو لکھنے کی ضرورت نہ تھی

اس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہوگیا۔

کامل سے جان فدا کی خنجر ابروئے جاناں دیکھکر — کی ہے قربانی ہلال عید قرباں دیکھکر

اصلاح سے جان دیدی " " " — ہوگیا قربان " " "

اول مصرع میں "فدا کی" کی جگہ "دیدی" بناکر جو خوبی استاد نے پیدا کردی وہ زبان قلم سے ادا نہین ہوسکتی۔ اور دوسرے مصرع مین "کی ہے قربانی" کی جگہ "ہوگیا قربان بنایا۔ کی ہے قربانی، اور ہوگیا قربان مین جو نازک فرق ہے وہ ارباب بصیرت سے مخفی نہین۔ قربان کے لفظ نے عاشق کی بیخودی کا ثبوت دیدیا۔

کامل سے کجروی عشاق سے بعد فنا اُنکی رہی — راستہ کترا گئے گورِ غریباں دیکھکر

اصلاح سے مرنے والون سے تو اتنی بے رخی لازم نتھی — " " " "

اول مصرع کی ترمیم نے جو ادبی خوبی اور محاسن شعر کو بڑھا دیا۔ بندش مین چستی اور بیان مین سلاست پیدا ہوگئی۔ وہ مخفی نہین۔ استادانہ اصلاح ہے۔

کامل سے کرتی ہے مجنون مجھے رنگین ادا برسات کی — کم نہین لیلے سے ہے کالی گھٹا برسات کی

اصلاح سے " " " " " — غیرت لیلے ہے یہ " " "

ثانی مصرع مین "کم نہین لیلی سے ہے" کی جگہ "غیرت لیلے ہے یہ" بناکر مطلع مین فصاحت و سلاست پیدا کردی۔ اچھی اصلاح ہے۔

کامل۔ کسے خیال ہے بھولا ہون گلستان کا پتہ — قفس نصیب سے پوچھو نہ آشیان کا پتہ

اصلاح سے خبر نہ گل کی ہے مجکو نہ بوستان کا پتہ — " " " "

اول مصرع کی ترمیم نے معنوی خوبیان مطلع مین پیدا کردین وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہین سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے۔

کامل سے مشاعرے مین تعلی سے کام کیا چلتا — زبان دراز کی پایا گیا زبان کا پتہ

اصلاح سے " " " " — غلط محاورے نے دیدیا " "

ثانی مصرع مین "زبان دراز کی پایا گیا" کی جگہ "غلط محاورے نے دیدیا" بنانے سے جو ادبی خوبی پیدا ہوگئی ہے اظہر من الشمس ہے۔

کامل ــ سگانِ کوچۂ جانان خوشی سے کھاتے ہیں　　تن نحیف میں ہوتا جو استخوان کا پتہ

اصلاح ــ ہما سمجھ کے غذائے لطیف لیجاتے　　" " " " "

اول مصرع میں "ہما سمجھ کے غذائے لطیف" بجائے "سگان" کے خوب بنایا۔ شعر میں لطافت اور سلاست آگئی۔ توالی اضافات کا نقص جاتا رہا۔

کامل ــ کوئی رہا بھی جو آیا جہانِ فانی میں　　نشان نہ پیر کا باقی۔ نہ ہے جوان کا پتہ

اصلاح ــ فنا ہوا وہ جو " " " " " " "

اول مصرع میں بجائے "کوئی رہا بھی" کے "فنا ہوا وہ" بنا کر شعر میں سلاست و روانی پیدا کردی

کامل ــ دم نکلتا ہے تپ ہجر سے شیدائی کا　　کچھ تماشا تو دکھا جاؤ مسیحائی کا

اصلاح ــ غیر ہے حال " " " " " "

اول مصرع میں "دم نکلتا ہے" کی جگہ "غیر ہے حال" بنا کر مطلع کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔ سبحان اللہ کیا نکتہ رسی ہے۔

کامل ــ جس نے دیکھا نہیں جلوہ تری یکتائی کا　　اُسکی آنکھوں کو نہیں لطف ہے بینائی کا

اصلاح ــ " " " " " میں بڑا نقص " " "

ثانی مصرع میں بجائے "آنکھوں کو نہیں لطف ہے" کے "آنکھوں میں بڑا نقص ہے" بنا کر مطلع کو ادبی نقص سے پاک کردیا۔

کامل ــ وحشت دل کا تقاضا تھا کہ محل سے نکل　　پاس لیلے کو ہوا قیس کی رسوائی کا

اصلاح ــ اپنی محمل سے قدم تک نہ نکالا باہر　　" " " " " "

اول مصرع کے الفاظ کو اُلٹ پھیر کرکے استاد نے شعر کو بلند کردیا۔ اور وحشت دل کا تقاضا لیلے کو نہیں تھا بلکہ مجنوں کو تھا۔ اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہوگیا۔

کامل ــ خوبی و حسن کا یوسف کے نہ کچھ نام رہا　　جب سے شہرہ ہوا اُس یار کی رعنائی کا

اصلاح ــ حسن یوسف کی زمانے میں نہ کچھ قدر رہی　　" " شہرا " " " "

اول مصرع کی ترمیم سے شعر میں جو ادبی خوبی پیدا ہوگئی وہ ارباب ذوق سلیم سے پوشیدہ نہیں کیا معقول اصلاح فرمائی۔

کامل ۔ اہلِ دانش کی نظر میں نہیں جنچتے وہ لوگ فخر بیجا ہے جنھیں رتبہ آبائی کا
اصلاح ۔ " " " ،، عزت اُنکی " " " "
اولی مصرع میں "نہیں جنچتے وہ لوگ"، کی جگہ "نہیں عزت اُن کی"، بنایا۔ ثانی مصرع میں رتبہ کا لفظ بھی اس کے تقابل کا ہے۔
کامل ۔ عجب مضمون رکھتی ہے تری تحریر چٹکی میں کہ لا سکتی نہیں ہرگز اُسے تقریر چٹکی میں
اصلاح ۔ دباتا ہوں قلم کو جب دمِ تحریر " " تو آجاتی ہے گویا قوت تقریر " "
اول مصرع میں "عجب مضموں رکھتی ہے" کی جگہ "دباتا ہوں قلم کو جب دم"، بنایا۔ جس سے ردیف میں مضبوطی اور بیان میں سلاست پیدا ہوگئی اور ثانی مصرع میں "کہ لا سکتی نہیں ہرگز اُسے" کی جگہ "تو آجاتی ہے گویا قوت"، بنایا۔ اس اصلاح نے جو ادبی خوبی شعر میں بڑھادی ہے وہ مستغنی از داد ہے "گویا"، کے لفظ نے کیا کیا خوبیاں پیدا کی ہیں اور تقریر کے لیے کس قدر موزوں لفظ ہے۔
کامل ۔ لطف ہر ہر لفظ میں ہے دو بدو تقریر کا کیوں نہیں مقبول ہو مضموں مری تحریر کا
اصلاح ۔ " " " " " یعنی ہے میری زبان کاغذ " "
دوسرے مصرع میں "کیوں نہیں مقبول ہو مضمون"، کی جگہ "یعنی ہے میری زبان کاغذ"، بنایا اس اصلاح سے دو بدو تقریر کا کس قدر مدلل ثبوت ہوگیا۔ استادانہ اصلاح ہے۔ سبحان اللہ کیا نازک خیالی ہے۔
کامل ۔ ہے یقیں ہوگا وہی جو ہے لکھا تقدیر کا حکم ہے لیکن بشر کے واسطے تدبیر کا
اصلاح ۔ رزق مثلِ آسیا ملتا تو ہے " " " " " "
اول مصرع کی ترمیم نے شعر میں کس قدر وضاحت اور بیان میں فصاحت و سلاست پیدا کردی سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے۔
کامل ۔ پائداری دارِ فنائی کی نہیں ثابت ہے جب مضموں کو شوق کیوں ہے قصر کی تعمیر کا
اصلاح ۔ جب ہوا ثابت کہ دنیا ہے سرائے بے ثبات " " " " "
پہلے مصرع میں "دارِ فنائی"، کچھ نہ تھا۔ شاید کتابت کی غلطی ہو۔ دارِ دنیا"، کے بدلے لکھدیا ہو۔ اس اصلاح سے شعر میں خوبی و لطافت پیدا ہوگئی ہے۔

کامل سے اہل محفل نے نہین فریاد جب اُسکی سنی — شمع بیچاری کہے کس سے ستم گلگیر کا
اصلاح سے " سنتے ہین مظلوم کی فریاد کب — " " " "

اول مصرع مین "اہل محفل نے نہین فریاد" یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا بجاے اوس کے "سنتے ہین مظلوم کی فریاد کب" بناکر شعر مین ادبی خوبی پیدا کر دی -

کامل سے زلف کا سودائی ہو نیکے سوا کیا ہے قصو — مجھکو تم زنجیر یا کیون کر کے زندان لیچلے
اصلاح سے زلف کا دیوانہ " " " — " " " "

پہلے مصرع مین "زلف کے" اچھا نہ تھا - زلف کا الجھا ہے تھا - بجاے اسکے "زلف کا دیوانہ بناکر سلاست و روانی پیدا کر دی - اور "سودائی کی 'ی' دب کر ادا ہوتی تھی - یہ نقص رفع ہوگیا -

کامل سے مانا کہ حشر کے دن وہ بے نقاب ہوگا — دیکھے گا کوئی کیونکر جلوہ حجاب ہوگا
اصلاح سے " " " " — لیکن جمال صورت ہم کو " "

دوسرے مصرع مین "دیکھے گا کوئی کیونکر" کی جگہ "لیکن جمال صورت ہم کو" بناکر استاد نے مطلع کو مثل مطلع خورشید درخشان بنا دیا -

کامل سے جتنی تری ہو خواہش مظلوم کو ستالے — اس کا حساب ظالم روز حساب ہوگا
اصلاح سے دل دیچکے ہین اب تو اچھا ہمین ستالے — " " " "

پہلا مصرع کچھ نہ تھا - اس لیے ترمیم کیا گیا - "دل دے چکے ہین" کے ٹکڑے نے شعر مین رنگ تغزل پیدا کر دیا - استادانہ اصلاح ہے -

کامل سے کہان ممکن ہے یہ تم چھپ سکو اے جان جان ہم سے — تمھین ہم دیکھتے ہین ہر طرف کیون ہمسے نہان ہمسے
اصلاح سے یہ پردہ بے سبب رکھا ہے کیون " " " — نظر آتے ہو جب ہر شی مین تو کب ہو " "

اول مصرع مین "کہان ممکن ہے یہ تم چھپ سکو" کی جگہ "یہ پردہ بے سبب رکھا ہے کیون" بناکر جو خوبی اسلوب بیان مین پیدا کر دی وہ ارباب ذوق سلیم سے مخفی نہین - اور دوسرے مصرع مین "تمھین ہم دیکھتے ہین ہر طرف کیون" کی جگہ "نظر آتے ہو جب ہر شے مین تو کب الخ" بناکر انداز بیان مین خاص لطف پیدا کر دیا جس کی تعریف نہین ہو سکتی حقیقت یہ ہے کہ اب یہ مطلع کچھ اور پایہ کا ہوگیا -

کامل — خفا ناحق نہ ہو بہر خدا اے باغبان ہم سے　　نہین ٹوٹینگی باور کر گلون کی ڈالیان ہم سے
اصلاح — 〃 〃 〃 〃　　گلون کو زخم کب پہونچا جھکین کب 〃 〃

دوسرے مصرع مین (نہین ٹوٹین گی باور کر) یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا - بجاے اس کے "گلون کو زخم کب پہونچا" بنا کر شعر مین فصاحت و سلاست پیدا کر دی -

کامل — عدو نے چغلیان کھا کر کشیدہ کر دیا اس کو　　نہین تو بیرخی اتنی نہ کرتا دلستان ہم سے
اصلاح — 〃 〃 〃 〃　　کھنچا رہتا ہے ابرو کی طرح وہ 〃 〃

دوسرے مصرع مین (نہین تو بے رخی اتنی) کی جگہ "کھنچا رہتا ہے ابرو کی طرح" بنا کر شعر مین معنوی خوبیان پیدا کر دین اور لطف زبان و محاورہ بڑھا دیا -

کامل — تار زر سے ہین گندھی پھولون کی کلیان اسمین　　سے یا تاک ہے چمکتا تر دامن سہرا
اصلاح — 〃 〃 〃 〃　　کہین گل ہے کہین غنچہ کہین کندن سہرا

مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر مین جو نزاکت و لطافت پیدا ہو گئی وہ ارباب بصیرت سے مخفی نہین - اصلاح کیا ہے کہ مرصع کاری ہے -

کامل — باز آ اے بوالہوس ناخن نہ گھس تدبیر کر　　مٹ نہین سکتے کبھی لکھے ہوئے تقدیر کے
اصلاح — فکر کرتے کرتے ناخن گھس گئے 〃 〃　　مٹ سکے لیکن نہ کچھ لکھے مری 〃 〃

پہلے مصرع مین "باز آ اے بوالہوس" کی جگہ "فکر کرتے کرتے" اور "ناخن نہ گھس" کی جگہ "ناخن گھس گئے" بنا کر شعر مین جو خوبی پیدا کر دی ہے وہ ارباب فن سے مخفی نہین - اور دوسرے مصرع مین "مٹ نہین سکتے الخ" کی جگہ (مٹ سکے لیکن نہ کچھ لکھے) بنا کر مطلع مین ترقی پیدا کر دی -

کامل — داغ دل مین مرے گل سے ہے سوا رنگینی　　رشک گلزار جہان ہے یہ گلستان اپنا
اصلاح — 〃 〃 رخ گل سے 〃 〃 〃　　〃 〃 زمانہ ہے 〃 〃

اول مصرع مین "مرے" کی جگہ "رخ" بنا کر حشو کا عیب رفع کیا - اور دوسرے مین "جہان ہے" کی جگہ "زمانہ ہے" بنایا - اصلاح سے شعر مین روانی اور بندش مین چستی آگئی -

کامل — فعل مذموم تو دنیا مین نہین اس سے سوا　　کر کے احسان نہ جتائے کوئی احسان اپنا
اصلاح — سبک انسان کو کرتی ہے جہان مین یہ ادا 〃 〃 〃 〃

اول مصرع (فعل مذموم الخ) کچھ نہ تھا۔ اسکی ثقالت کو "سبک" کے لفظ سے سبک بنادیا اور شعر مین فصاحت۔ بندش مین چستی پیدا کردی۔

کامل ؎ چشم گریان کی مری دیکھ کے طغیانی کو | حضرت نوح ہین بھولے ہوے طوفان اپنا
اصلاح ؎ " " " دیکھ لین طغیانی بھی | " " تنے دیکھا تو ہے " "

اول مصرع مین "دیکھ کے" کی جگہ "دیکھ لین" اور کو کی جگہ 'بھی' بنایا۔ اس اصلاح سے جو ترقی پیدا ہوگئی وہ محتاج تعریف نہین۔ اور دوسرے مصرع مین "ہین بھولے ہوے" کی جگہ "تنے دیکھا تو ہے" بناکر شعر مین فصاحت اور بیان مین روانی پیدا کردی۔ "نوح ہین" مین دو واحد المخرج حروف کے جمع ہوجانے سے جو ثقالت تھی۔ اس اصلاح سے رفع کردی گئی۔ شعر مین معنوی ترقی پیدا ہوگئی۔ استادانہ اصلاح ہے۔

کامل ؎ ایک بھی تو نے نکالی نہین حسرت میری | دل مین اپنے لیے جاتا ہون مین ارمان اپنا
اصلاح ؎ ایک کا ایک مخالف ہے خدا خیر کرے | کہ اُدھر شرم تری ہے ادھر ارمان اپنا

اس ترمیم سے شعر مین جو ترقی پیدا ہوگئی وہ ارباب ذوق سلیم سے پوشیدہ نہین۔ اور لطف زبان کی کس زبان سے تعریف کیجائے۔

کامل ؎ عیان ہر چیز مین اس صانع مطلق کی صنعت ہے | نظر ہم کو نہین آئے تو نقص بصارت ہے
اصلاح ؎ " " " " | نہ سوجھے کور باطن کو " " "

دوسرے مصرع مین "نظر ہم کو نہین آئے" کی جگہ "نہ سوجھے کور باطن کو" بناکر شعر مین معنوی ترقی پیدا کردی (نہین) کا موقع نہ تھا۔ اسلیے "نہ" بنایا گیا۔

کامل ؎ نگاہ رشک سے سیخ ار سب کیونکر نہین دیکھین | مرے ساقی کی مجھ پر آج کل چشم عنایت ہے
اصلاح ؎ کباب سیخ کی صورت جلا کرتے ہین سب میکش | " " " "

اول مصرع کی ترمیم سے شعر مین جو مناسبت پیدا ہوگئی وہ محتاج تعریف نہین۔ استاد نے شعر کو معراج کمال پر پہونچادیا۔

کامل ؎ سواری کا نہیں ملنا مسافت دور کی کامل | سخن کی بزم کی برسات میں شرکت اک آفت ہے
اصلاح ؎ سواری تک نہیں بعد مسافت اسقدر کامل | بھری برسات میں بزم سخن بھی تازہ آفت ہے

"سواری کا نہین ملتا ہین نہین، کچھ نہیں" "نہ ملنا" کا موقع تھا۔ بجاے اسکے سواری تک نہین' خوب بنایا۔ دوسرے مصرع مین دو "کی کی" جمع تھے۔ مضاف الیہ اور مضاف کے بیچ مین برسات حائل تھی۔ اس ترمیم و اصلاح سے سب عیب رفع ہو گئے۔

کامل سے خدا کے واسطے بتلاؤ ماجرا کیا ہے ۔ بتون کے سامنے کامل ہو سر جھکائے ہوے
اصلاح سے " " کہدو معاملہ " " " " " "

اول مصرع مین "بتلاؤ ماجرا کیا ہے" کی جگہ "کہدو معاملہ" خوب بنایا۔ بتلاؤ مین لفظی نقص یہ کہ لام زائد قابل ترک ہے۔ معنوی نقص یہ کہ بتلانا اشارے کنائے سے بھی ہوتا ہے جسمین ابہام ہوتا ہے۔ اور کہدو مین صاف صراحت ہے۔

کامل سے فقیر بن کے جو دھونی ہین ہم رمائے ہوے ۔ ہین شمع رو سے بصد سوز لو لگائے ہوے
اصلاح سے فقیر دھونی ہے اس واسطے " " ۔ کہ لو ہے شمع رخون سے جگر " "

اول مصرع مین "فقیر بن کے الخ" یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا۔ بجائے اس کے "فقیر دھونی ہے" بنا کر شعر کو فصیح کر دیا۔ اور دوسرے مصرع مین "ہین شمع رو سے الخ" کے بدلے "کہ لو ہے شمع رخون سے جگر" بنا کر معنوی خوبی پیدا کر دی۔ اور سب مناسبات جمع رہے۔

کامل سے سلف کی نغمہ سنجی کا نہ اے بلبل زمانہ ہے ۔ چمن مین آج کل بدلا ہوا رنگ ترانہ ہے
اصلاح سے " " مخالف ہر زمانہ ہے ۔ نئے گل ہین۔ نئی بلبل نیا ساز " "

اول مصرع مین "نہ اے بلبل" کی جگہ "مخالف اک" بنا کر جو معنوی خوبی پیدا کر دی وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہین۔ اور ثانی مصرع مین "چمن مین آج کل الخ" کی جگہ "نئے گل الخ" بنا کر مطلع کو چمن حسن و خوبی بنا دیا۔ اور حسن بلاغت بھی صنعت تقسیم کے پردے مین جلوہ گر ہونے لگا۔ سبحان اللہ کیا پاکیزہ اصلاح ہے۔

کامل سے حوادث کی نہایت سخت اسپر چوٹ پڑتی ہے ۔ سمند عمر کو کیسا برا یہ تازیانہ ہے
اصلاح سے " " " ۔ " تشویش دل اک " "

دوسرے مصرع مین "کیسا برا یہ" کی جگہ "تشویش دل اک" بنا کر شعر مین جو معنوی خوبیان پیدا کر دین وہ ارباب ذوق سلیم سے مخفی نہین۔

کامل ۔ نہین مرغوب ہوگی فصل گل مین غیر موسم کی مے گل گون پلا ساقی کہ اب اس کا زمانہ ہے
اصلاح ۔ وہ اٹھا ابر ۔ وہ آئی گھٹا ۔ وہ بوندیان برسین " " " "

اول مصرع کی ترمیم سے تعقید کا عیب رفع ہو گیا ۔ اور شعر مین ترقی پیدا ہو گئی ۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہے کہ برسات کا سمان نظر کے سامنے آگیا ۔

کامل ۔ مصیبت کو جہان کی شوق سے کیونکر نہ ہم جھیلین سنا ہے یہ کہ دنیا بہرِ مومن قید خانہ ہے
اصلاح ۔ مصیبت ہائے عالم شوق سے " " " " " " "

اول مصرع مین "مصیبت کو جہان کی" کی جگہ "مصیبت ہائے عالم" بنا کر ڈھیلی بندش کا عیب رفع کر دیا ۔ اور 'کو' 'کی' مخل فصاحت تھے وہ بھی دور ہو گئے ۔

کامل ۔ سمجھ لے بلبل سدرہ قفس باغ جہان تک ہے تہِ پا بند طوبیٰ کی گذر جیب لامکان تک ہے
اصلاح ۔ قفس ہے " " توگلزار " " " " "جب رسائی " "

اول مصرع مین "سمجھ لے" کی جگہ "قفس ہے" اور "قفس باغ" کی جگہ "توگلزار" بنا کر معنوی خوبیان پیدا کر دی ہین ۔ اور دوسرے مصرع مین "کی گذر جیب" کے بجائے "جب رسائی" بنایا
اس ترمیم سے مطلع بلند پایہ ہو گیا ۔

کامل ۔ پر پرواز کیا صیاد نے کاٹی زبان تک ہے سناؤن حال دل کیونکر ۔ نہین اذنِ فغان تک ہے
اصلاح ۔ " " " " " " کہین " " "

دوسرے مصرع مین "نہین" کی جگہ "کہین" بنایا ۔ اس اصلاح سے تعقید کا عیب رفع ہو گیا ۔

کامل ۔ گدائے میکدہ بنکر ہوا ہون اس لیے حاضر کہ دیکھون آج ساقی کی مرے ہمت کہان تک ہے
اصلاح ۔ " " " " " " "ہمت ساقی" دریا دل " "

ثانی مصرع مین "آج" کی جگہ "ہمت" اور "کی مرے ہمت" کی جگہ "دریا دل" بنا کر شعر کا پایہ بلند کر دیا ۔ اس کے سوا 'آج' اور 'مرے' دونون حشو واقع ہوئے تھے ۔ اس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہو گیا ۔

کامل ۔ اہل غیرت نہین شرمندۂ احسان ہونگے جان دیدین گے نہ منت کش درمان ہونگے
اصلاح ۔ زندگی مین تو نہ " " " جو " " "

اول مصرع مین "اہل غیرت نہین" کی جگہ "زندگی مین تو نہ" بنایا اس لفظ "زندگی" نے مطلع مین جان ڈالدی۔ اور دوسرے مصرع مین "نہ" کی جگہ "جو" بنا کر مصرع کو مربوط کر دیا۔ سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے۔

کامل ؎ جوش وحشت مین جو مین سوے بیابان نکلا　　پیش قدمی کو ہر اک خار مغیلان نکلا

اصلاح ؎ " " " " 　　پیشوائی " " " "

ثانی مصرع مین "پیش قدمی" کی جگہ "پیشوائی" بنا کر "پیش قدمی" کو جو بسکون دال نظم ہوا تھا اس نقص کو رفع کر دیا۔ اچھی اصلاح ہے۔

کامل ؎ شادان کبھی کسیکو دیکھا نہین وطن مین　　نالان رہا ہمیشہ گل خار سے چمن مین

اصلاح ؎ " " " " 　　کھٹکا کیا ہمیشہ کانٹون سے گل " "

ثانی مصرع مین "نالان رہا ہمیشہ گل خار سے" کی جگہ "کھٹکا کیا ہمیشہ کانٹون سے گل" بنا کر مطلع کو بلند کر دیا۔ "کھٹکا کیا" کا ایسا ٹکڑا استاد نے رکھ دیا۔ کہ معنوی خوبی بڑھ گئی۔ اور لطف زبان و محاورہ دوبالا ہو گیا۔

کامل ؎ تعلیم مغربی نے مذہب کی قید توڑی　　بیکار تفرقہ ہے اب شیخ و برہمن مین

اصلاح ؎ بتخانے مین صنم ہو کعبہ مین تم خدا ہو　　" " " "

اول مصرع کی تبدیل سے شعر مین خوبی پیدا ہو گئی۔ اور رنگ تغزل بھی پیدا ہو گیا جو قبل از اصلاح نہ تھا۔ اور سلاست و روانی بھی آگئی۔

کامل ؎ بے چین اہل دل ہین ہے سوز اس طرح کا　　کیسی برشتگی ہے کامل ترے سخن مین

اصلاح ؎ " " سر دھنتے ہین سخنور　　کیا سوز بھر گیا " " "

اول مصرع مین "ہے سوز اس طرح کا" کی جگہ "سر دھنتے ہین سخنور" بنا کر جو معنوی خوبیان پیدا کر دی ہین ان کو ارباب ذوق سلیم ہی سمجھین گے۔ اور دوسرے مصرع مین "کیسی برشتگی" کی جگہ "کیا سوز بھر گیا ہے" یہ ٹکڑا بنا کر مطلع کو بلند پایہ کر دیا۔

ہمن ؎ در دلدار کا رستہ نہایت سخت مشکل ہے　　خضر گم کردہ منزل ہین یہ وہ پر پیچ منزل ہے

ہمن ؎ پہونچنا کوچۂ عشق بتان تک " " " " " "

پہلے مصرع مین "درِ دلدار کا رستہ" یہ ٹکڑا غیر فصیح تھا۔ لفظ (رستہ) اچھا نہ تھا۔ بجاے اسکے پہونچنا کوچۂ عشقِ بتان تک" بنایا۔ باوجود توالیِ اضافات کے۔ یہ ٹکڑا سلیس ہے۔ اس سے شعر مین معنوی ترقی حاصل ہوئی۔ اور رستہ بھی نکل گیا۔

کامل ۔ مکان پرتکلف سے کسی کے ہم کو کیا مطلب　خدا رکھے ہمارا جھونپڑا ہی عیش منزل ہے
اصلاح ۔ نظر بھر کر نہ دیکھین قصر خاقان ہو تو اسکو بھی　"　"　"　"

اول مصرع کی ترمیم سے شعر مین ترقی اور بلندی پیدا ہو گئی۔ لطف زبان و محاورہ بھی آگیا استادانہ اصلاح ہے۔

کامل ۔ تری ہی ناخدائی کی ضرورت اے خدا اب ہے　بھنور مین کشتی بشکستہ ہے اور دور ساحل ہے
اصلاح ۔ تو ہی اے ہمت مردانہ اپنی ناخدائی کر　"　"　"　"

اول مصرع کی ترمیم سے شعر مین عزت خود داری پیدا ہو گئی

کامل ۔ جو عاشق ہین دل و جان سے کسی کے روے روشن کے　وہ اپنے دل مین جلوے دیکھتے ہین وشت ایمن کے
اصلاح ۔ "　"　"　"　"　وہ قصر　"　"　"　"

دوسرے مصرع مین "اپنے دل" کی جگہ "قصرِ دل" بنایا۔ اُپنے کا لفظ حشو تھا۔ بجاے اس کے قصر سے شعر مین بلندی آگئی۔ اور اگر طورِ دل بناتے تو شعر زیادہ اونچا اور متبرک ہو جاتا۔

کامل ۔ بہار موسم گل مین اگر امسال ہم سنبھلے　گریبان کا پتہ ہو گا نہ ہونگے تار دامن کے
اصلاح ۔ "　"　جو ہم وحشت زدہ "　گریبان پھاڑ کر پرزے اُڑا ڈالین گے "　"

پہلے مصرع مین "اگر امسال ہم" کی جگہ "جو ہم وحشت زدہ" بنا کر تناسب پیدا کر دیا۔ اور دوسرے مصرع مین "گریبان کا پتہ ہو گا الخ" کی جگہ "گریبان پھاڑ کر پرزے اُڑا ڈالین گے" بنا کر شعر مین ترقی پیدا کر دی۔ بیان بامحاورہ و سلیس ہو گیا۔

کامل ۔ تری نوکِ مژہ چبھتی ہین دل مین مثل سوزن کے　ڈسا کرتی ہین زلفین رات بھر مار سیہ بن کر
اصلاح ۔ اِدھر "　"　"　اُدھر فرقت مین زلفین ڈستی ہین "　"

اول مصرع مین "تری" کی جگہ "ادھر" بنایا۔ اور ثانی مصرع مین "ڈسا کرتی ہین" کے بجاے "اُدھر فرقت مین" بنایا اور "رات بھر" کی جگہ "ڈستی ہین" بنایا۔ ادھر اُدھر کے الفاظ نے مطلع کو

تقابل کا درجہ بخشا اور (رات بھر) زائد تھا وہ نکل گیا۔

کامل ؎ عجب بیرحم ہین یہ باغبان جتنے ہین گلشن کے نشان تک بھی نہین چھوڑے کہین شاخ نشیمن کے
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 جلاکر خاک کر دیتے ہین سب تنکے نشیمن کے

دوسرے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین معنوی خوبی پیدا ہوگئی اور لطف زبان کے ساتھ ساتھ سلاست و فصاحت بھی ترقی کر گئی۔

کامل ؎ گل ہی کو خار سے نہین کھٹکا چمن مین ہے اہل وطن سے ہر کوئی خائف وطن مین ہے
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 بد باطنون کا ڈر شہ فا کو 〃 〃 〃

ثانی مصرع مین "اہل وطن سے ہر کوئی خائف" کی جگہ "بد باطنون کا ڈر شہ فا" کو بنایا اس اصلاح نے مطلع مین کس قدر بلاغت پیدا کر دی۔ "ر" یہ نکرا استادانہ رکھدیا ہے جس کے بغیر مطلع بالکل سست ہو رہا تھا۔

کامل ؎ پیکے گلشن مین قفس کس لیے صیاد آیا مجھکو بھولا ہوا پھر لطف وطن یاد آیا
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 کہ اسیری مین مجھے 〃 〃 〃

ثانی مصرع مین "مجھکو بھولا ہوا پھر" کی جگہ "کہ اسیری مین مجھے الخ" بنایا مطلع مین معنوی ترقی پیدا کر دی۔ درد و غم دوگنا ہو گیا۔ ایک وطن چھوٹنے کا۔ دوسرا قید کا۔

کامل ؎ دیکے بل ابروئے پرخم یہ وہ جلاد آیا تیغ تولے ہوئے ترک ستم ایجاد آیا
اصلاح ؎ تیوریان آج چڑھائے ہوئے 〃 〃 〃 〃 〃 〃

اول مصرع مین "دیکے بل الخ" کی جگہ "تیوریان آج چڑھائے ہوئے" بنا کر مطلع مین سلاست و فصاحت پیدا کر دی۔ اور تعقید کا عیب رفع ہو گیا۔

کامل ؎ دائرے مین یون ہو تہذیب کے ثابت قدم جس طرح صورت ہے قائم مرکز پرکار کی
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 نقطہ 〃 〃

ثانی مصرع مین بجائے مرکز کے نقطہ بنایا اس لفظ کی ترمیم سے ادبی خوبی ترقی کر گئی

کامل ؎ آنکھین ہی تری جام کی صورت تو نہین ہین ہے مست نگاہون مین مے ناب کا عالم
اصلاح ؎ 〃 〃 〃 صراحی سی ہے گردن 〃 〃 〃 〃

اول مصرع کی ترمیم سے شعر کا پایہ بلند ہوگیا۔ تشبیہ ایک تھی۔ اور یہ ٹکڑا جام کی صورت تو نہین ہین "، حشو وزاید غیر فصیح تھا۔ اسکو بدلکر ایک تشبیہ "صراحی سی ہے گردن" بڑھا کر شعر مین بجاے دو کے تین تشبیہین بمناسب موقع موزون کردین۔

کامل — ممکن نہین ہے یہ کہ بچے عمر کی کشتی ہے قلزم ہستی مین تو گرداب کا عالم
اصلاح — کیونکر نہ تباہی مین پڑے " " " " " " "

اول مصرع مین "یہ ٹکڑا ممکن نہین ہے یہ" غیر فصیح تھا بجاے اُس کے "کیونکر نہ تباہی مین پڑے" بنا کر لطف زبان و تناسب الفاظ شعر مین پیدا کر دیا۔ اگر کامل نے "ممکن یہ نہین ہے" لکھا ہوتا تو نہین کا نون دو میم دباؤ نہ کھاتا۔ کہ از راہ معنے یہ دباؤ بے محل ہے۔

کامل — ایذا ہماری روح کو ہوتی ہے مہربان ٹکرائین آپ سے نہ یون سنگ مزار سے
اصلاح — " " " قبر مین روئین لپٹ کے آپ نہ " " "

پہلے مصرع مین 'مہربان' بھرتی کا لفظ تھا۔ بجاے اُس کے 'قبر مین' بنا دیا جس سے معنوی ترقی حاصل ہوئی۔ دوسرے مین "روئین لپٹ کے آپ نہ" نے لفظی عیب دفع کر دیا۔ 'نہ یون' کا نون دبا تھا۔ اس ٹکڑے سے معنوی ترقی بھی ہوئی کہ درد و غم بڑھ گیا۔

کامل — جو یون آپ مہندی لگایا کرین گے شہادت کی کتنے تمنا کرین گے
اصلاح — " " " " " عاشق " "

دوسرے مصرع مین "کتنے" کی جگہ "عاشق" بنا کر تعمیم کا نقص مٹا کر تخصیص کی خوبی پیدا کر دی اگرچہ 'کتنے' کے بعد لفظ عشاق بقرینہ محذوف تھا۔ مگر محذوف سے لفظ موجود 'عاشق' بہتر ہے جو کرینگے کے ساتھ جمع کے معنے دے رہا ہے۔

کامل — قسم بادہ خواری سے ہم کھائین کیونکر طبیعت نہ مانی تو پھر کیا کرین گے
اصلاح — کرین بادہ خواری سے کس طرح توبہ " " " "

اول مصرع کی ترمیم سے شعر مین جو برجستگی اور بیان مین خوبی پیدا ہوگئی ارباب ذوق سلیم سے مخفی نہین۔ بندش چست ہوگئی۔ توبہ کر لینے کا رتبہ۔ قسم کھانے سے کہین بڑھ چڑھکر ہے کیا عمدہ اصلاح ہے۔

رقعۂ نوید

کامل ــ عبد حق جو ہمارا بھانجا ہے مثل فرزند جس کو پالا ہے
اصلاح ــ بھانجا عبد حق ہمارا ہے " "
"بھانجا" باخفاے نون نظم ہوا تھا۔ اس لیے الفاظ مین اُلٹ پھیر کرکے اس نقص کو رفع کر دیا
کامل ــ کیا گم کردہ منزل اُس نے خضر رہنما ہوکر خدا سمجھے مری کشتی ڈبو دی ناخدا ہوکر
اصلاح ــ " " " دل " " " " " "
اول مصرع مین "اُس نے" کی جگہ "دل نے" بناکر مطلع مین جس قدر صفائی پیدا کر دی ہے
وہ اہل فن سے مخفی نہین۔
کامل ــ حسینون کی طبیعت مین تلوّن حد سے افزون ہے عدوت وہ ملا کرتے ہین اب ہم سے خفا ہوکر
اصلاح ــ " " " " " خفا ہونگے یہ خوش ہوکر یہ خوش ہونگے خفا ہوکر
دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین جس قدر معنوی خوبیان پیدا ہو گئین اونکو اہل فن خوب
سمجھین گے۔ تلوّن کا ثبوت بھی اس اصلاح سے ہو گیا۔
کامل ــ خدا کا فضل جب ہوتا ہے بت بھی رام ہوتا ہے وہ سنگین دل صنم نے کی وفا آب بے وفا ہوکر
اصلاح ــ " " " " ہوتے ہین وفا کرتے ہین یہ پتھر کے پتلے " "
اول مصرع مین "ہوتا ہے" کی جگہ "ہوتے ہین" اور ثانی مصرع مین "وہ سنگین دل صنم نے کی الخ"
کی بجاے "وفا کرتے ہین یہ پتھر کے پتلے" بناکر شعر مین جو فصاحت پیدا کر دی وہ محتاج تعریف
نہین۔ مصرع دوم کی ترکیب اچھی نہ تھی اس اصلاح سے مصرع صاف اور بندش چست ہو گئی۔
کامل ــ عبث ہے تیکھی چتون ابروے خمدار کے ہوتے چھری کیون تیز کی ہے صاحب تیغ ادا ہوکر
اصلاح ــ " " " " " اُٹھاتے ہو چھری کیون " "
دوسرے مصرع مین "چھری کیون تیز کی" کی جگہ یہ ٹکڑا بہ تکلف تھا۔ اسکی جگہ "اُٹھاتے ہو چھری الخ"
بناکر شعر مین جو خوبی محاورہ کی پیدا کر دی جس سے لطف زبان ترقی کر گیا۔ استادانہ اصلاح ہے
کامل ــ بزم شادی مین تری گاتی ہین پریان سہرا ہو مبارک تجھے اے رشک سلیمان سہرا
اصلاح ــ قاف سے گاتی ہوئی آئی ہین پریان سہرا " " " " " "

اول مصرع مین "بزم شادی مین تری گاتی ہین" کی جگہ " قاف سے گاتی ہوئی آئی ہین"
بناکر مطلع مین جس قدر بلاغت پیدا کردی وہ ارباب فن سے مخفی نہین -
کامل ؎ کب بنا سکتا ہے اس وضع کا انسان سہرا حور جنت سے گندھا لایا ہے رضوان سہرا
اصلاح ؎ " " " حور مالن ہے تو گلدستۂ رضوان سہرا
ثانی مصرع کی ترمیم سے یہ مطلع زمین سے آسمان پر پہونچ گیا - کامل کے مصرع مین سہرے کی صفت
کچھ نہ تھی - اصلاح مین - اوسکی صفت گلدستۂ جنت بیان کی گئی - سبحان اللہ - رضوان بمعنی جنت بھی ہے -
کامل ؎ غمہائے نہانی کی خبر دیتے ہین نالے چلتا ہے پتہ قافلے کا بانگ درا سے
اصلاح ؎ سوز جگر و دل کی " " " " " " "
اول مصرع مین "غمہائے نہانی کی" جگہ "سوز جگر و دل کی" بناکر شعر مین برجستگی پیدا کردی
سبحان اللہ کیا استادانہ اصلاح ہے -
کامل ؎ کامل ہین وہ سب مبدأ فیاض کے عطیے ہوتے ہین جو اشعار تری فکر رسا سے
اصلاح ؎ " " " " " فیضان " " " " "
اول مصرع مین "عطیے" کی جگہ "فیضان" بناکر صنعت اشتقاق کی خوبی پیدا کردی - عطیے غلط بھی تھا -
کامل ؎ شہید خنجر قاتل کچھ اور ہوتا ہے نگہ کی تیغ کا بسمل کچھ اور ہوتا ہے
اصلاح ؎ " " " " نگاہ لطف کا " " " "
ثانی مصرع مین "نگہ کی تیغ" کی جگہ "نگاہ لطف" بناکر شعر مین لطیف خوبی پیدا کردی - یہ بہت
اچھی اصلاح ہے -
کامل ؎ تمھاری بزم مین آئے تھے کس لیے افسوس خوشی کے بدلے مین حاصل کچھ اور ہوتا ہے
اصلاح ؎ " " " " کیا سمجھ کر ہم " " " " " "
اول مصرع مین "کس لیے افسوس" کی جگہ "کیا سمجھکر ہم" بنایا - سبحان اللہ اس اصلاح نے شعر
مین صفائی اور بیان مین روانی پیدا کردی -
کامل ؎ کل کی باتین ہین کہ جس گلشن مین تھین سو سو بہار آج ہم وقت خزان پاتے ہین اس گلزار کو
اصلاح ؎ " " " " " " " تھا لطف بہار " " " " " "

اول مصرع مین "تھی سو سو" کی جگہ "تھا لطف" بنا کر شعر مین جو لطف پیدا کر دیا۔ وہ ارباب فن سے پوشیدہ نہین۔ سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

کامل ۔ دل کھینچنے مین وہ لغزش پا اور ہی کچھ ہے ساقی تری مستانہ ادا اور ہی کچھ ہے

اصلاح ۔ دل لینے مین " " " " " " " "

اول مصرع مین "دل کھینچنے مین" کی جگہ "دل لینے مین" بنا کر محاورہ کی صحت فرمادی۔

کامل ۔ موقع دیر نہین جلد مجھے دے ساقی مے کا خوگر مین ہون انگڑائی پہ انگڑائی ہے

اصلاح ۔ دیر کا وقت " " " " " " " "

اول مصرع مین "موقع دیر نہین" کی جگہ "دیر کا وقت" بنا کر شعر مین جو بے تکلفی اور سلاست پیدا کردی وہ محتاج تعریف نہین۔

کامل ۔ اہل دنیا کے مظالم کا یہان خوف کہان گوشۂ قبر عجب گوشۂ تنہائی ہے

اصلاح ۔ " " " " کنج تربت بھی " " "

دوسرے مصرع مین "گوشۂ قبر" کی جگہ کنج تربت بھی بنایا۔ اور خوب بنایا گوشۂ تنہائی کے لیے کنج تربت ہی کی ضرورت تھی۔

کامل ۔ انھین دو تین مین کرتا ہون بسر ہجر کی رات مین ہون اور یاس ہے اور اک شب تنہائی ہے

اصلاح ۔ دو رفیقون مین شب ہجر بسر کرتا ہون " " " " "

اول مصرع کی اصلاح سے سلاست و روانی پیدا ہو گئی۔ تین کا ثبوت معنے ہو گیا۔ ایک متکلم اور دو رفیق۔ یاس۔ شب تنہائی ہو گئے۔

کامل ۔ بھلا اُسکا بھی ہو جس نے کہ تیغ کج ادائی سے کیا ہے خون حسرت کا گلا رتیا ہے ارمان کا

اصلاح " " " " " " " " " کاٹا ہے ارمان کا

ثانی مصرع مین 'رتیا' کی جگہ 'کاٹا' بنایا۔ سبحان اللہ۔ فی الحقیقت اسی لفظ کی ضرورت تھی۔

کامل ۔ قیس کے شامل تھا کچھ صحرا نوردی کا مزا اب کوئی ساتھی ہمارا دشت وحشت مین نہین

اصلاح ۔ قیس کے دم سے تھا " " " " " " " "

پہلے مصرع مین "قیس کے شامل" بے محاورہ تھا۔ بجاے اُس کے "قیس کے دم سے" بنا کر

شعر مین خوبی محاورہ پیدا کر دی۔

کامل سے ہو چکی غفلت کی حد اب غافلو ہشیار ہو　　کھو چکے سو کر بہت بیدار ہو بیدار ہو

اصلاح سے " " " " " تا بہ کے خواب گران " " "

دوسرے مصرع مین "کھو چکے سو کر بہت" مین تعقید تھی۔ بجائے اُس کے "تا بہ کے خواب گران" بنایا۔ اصلاح سے غفلت کا پورا ثبوت ہو گیا۔

کامل سے صلح کل مشرب ہے اپنا گبر و مسلم کی نہ قید　　ربط ہے ہر ایک سے کافر ہو یا دیندار ہو

اصلاح سے " " " " سب نظر مین ایک ہین " " " " "

اول مصرع مین "گبر و مسلم کی نہ قید" یہ ٹکڑا اچھا نہ تھا۔ بجائے اُس کے "سب نظر مین ایک ہین" بنا کر صلح کل کا پورا ثبوت دیدیا۔

کامل سے یہ ہم سوال وصل پہ اتنا بتو نہو　　بخشو خدا کے واسطے تقصیر ہو گئی

اصلاح سے " " " " " بس اب خطا معاف کہ " "

دوسرے مصرع مین "بخشو خدا کے واسطے" کی جگہ "بس اب خطا معاف" بنایا۔ یہ نہایت مہذب لہجہ ہے۔ خوب بنایا۔

کامل سے جنون مین کب خیال عزت و ناموس کرتا ہون　　جو دل مین ٹھان لیتا ہون بس اُسکو کر گذرتا ہون

اصلاح سے " " " " رہتا ہے " " " " وہی بس کر گذرتا ہون

اول مصرع مین "کرتا ہون" کی جگہ "رہتا ہے" بنایا۔ اور دوسرے مصرع مین "بس اس کو" کی جگہ "وہی بس" بنا کر شعر مین معنوی خوبی اور سلاست پیدا کر دی۔ (کرتا ہون) سے جنون کا وجود بناوٹی معلوم ہوتا تھا اور "رہتا ہے" سے بے خودی ثابت ہوتی ہے۔ جو جنون حقیقی مین پیدا ہو جاتی ہے اور "بس اسکو" کے بجائے "وہی بس" نہایت فصیح لفظ ہے جو حصر کے معنی دیتا ہے۔

کامل سے شمال و مشرق و مغرب سے تا بحد جنوب　　ہمارے عشق کا شہرا تو چار سو ہو گا

اصلاح سے " " " " " " " چار سو ہو گا

دوسرے مصرع مین "تو چار سو" کی جگہ "چہار سو" بنا کر "تو" حشو تھا اس کو نکالدیا۔ شعر کو عیب لفظی سے پاک کر دیا۔

کامل ۔ بہ پیشِ داورِ محشر گہ مظالم کا مقابلے مین ترے ہو گا روبرو ہو گا

اصلاح ۔ حضور " " " " " " "

پہلے مصرع مین " بہ پیش " کی جگہ " حضور " بنا کر شعر مین سلاست و روانی پیدا کر دی۔ بہ پیش بھاری لفظ تھا۔ اس لیے نکالدیا۔ اگر بجاے ' روبرو ' ' دو بدو ' ہوتا تو ترقی اور بڑھجاتی۔

کامل ۔ تمھاری یاد نہ مجھ سے کبھی جدا ہوگی لحد مین بھی مرے شامل پس فنا ہو گی

اصلاح ۔ " " " " یہی تو قبر مین مونس " "

دوسرے مصرع مین " لحد مین بھی مرے شامل " خلاف محاورہ تھا۔ بجاے اس کے ' یہی تو قبر مین مونس ' بہت خوب بنایا۔ پہلے مصرع مین کبھی۔ دوسرے مین بھی۔ اچھے نہ تھے۔ معنی دوام اب بھی مستقیم ہین

کامل ۔ دو روزہ ہستی دنیا کو جس نے مانا ہے فنا اوسی کے لیے واقعی بقا ہو گی

اصلاح ۔ گھروندا " " " " " " "

پہلے مصرع مین " دو روزہ " کے بجاے " گھروندا " بنا کر شعر مین ترقی و خوبی پیدا کر دی۔

کامل ۔ زبان میر کی کرتا ہون پیروی کامل مری غزل میں نہ تاثیر کیون سوا ہو گی

اصلاح ۔ " " " " ے کلام مین تاثیر دیر پا ہو گی

ثانی مصرع کی ترمیم سے اس مقطع مین صفائی اور خوبی بلاغت پیدا ہو گئی۔ ' غزل ' ایک مخصوص نظم کو کہتے ہین۔ اور ' کلام ' عام ہے جس مین ہر صنف کے کلام داخل ہین۔

مسٹر جان بال نادر ہیڈ ماسٹر مشن اسکول جھانسی۔

نادر ۔ میرے طفل اشک کا مُنہ دیکھیے گوہر خوش آب کو جھوٹا کیا

اصلاح ۔ قطرۂ اشک روان کی آب نے " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر چمک گیا۔ " میرے طفل اشک الخ " کچھ نہ تھا۔

نادر ۔ آج وہ تیور دکھائے یار نے آئینہ کو عین اک دریا کیا

اصلاح ۔ " " " " آئینہ حیرت سے مُنہ دیکھا کیا

دوسرے مصرع کی ترمیم اس لیے کی گئی کہ آئینہ کو دریا کرنا ثابت نہ تھا۔ بجاے اُس کے یہ مصرع آئینہ حیرت سے منہ دیکھا کیا خوب ہے۔ اب مفہوم شعر آئینہ ہو گیا۔

نادر ۔ میرے اُن کے قصۂ دلسوز نے حشر میں محشر جدا برپا کیا
اصلاح ۔ خوش خرامی آپ کی اچھی رہی " " " "
پہلا مصرع بے تکا تھا۔ خوش خرامی ایک ایسی چیز ہے جس سے محشر بپا ہو سکتا ہے نہ کہ قصے سے قصہ سے تو نیند آجاتی ہے
نادر ۔ قتل ہونے کا مزا ہی کیا ہوا اُس پہ محشر میں اگر دعوےٰ کیا
اصلاح ۔ " " کیا رہا " " " "
پہلے مصرع میں (کیا ہوا) کچھ نہ تھا۔ یہ محل (کیا رہا) ہی کا خوب تھا جو خواجہ صاحب نے بنا دیا۔
نادر ۔ لطف کو اُن کے آشنا دیکھا ورنہ دنیا کو بے وفا دیکھا
اصلاح ۔ اک فقط تم کو " " ساری " "
پہلے مصرع میں بجائے (لطف کو اُنکے) "اک فقط تمکو" بنایا۔ دویم میں بجائے "ورنہ" کے ساری۔ خوب بنایا
نادر ۔ تم کرو پردہ مجھ سے یا نہ کرو عارض پر ضیا کو دیکھ لیا
اصلاح ۔ لاکھ پردوں میں بھی چھپا نہ سکے " " "
پہلے مصرع میں تنک تھا۔ اور لاکھ پردوں میں غلو بہت۔ اگر یوں ہوتا ۔ زیر دامن بھی تم چھپا نہ سکے۔ بہتر ہوتا
نادر ۔ ہم سے نہ سہی خط و کتابت کے طریقے کیا غیروں سے بھی نامۂ و پیغام نہ ہوگا
اصلاح ۔ " " " " مراسم " " " "
خط و کتابت کے طریقے پہلے مصرع میں کچھ نہ تھے ۔ مراسم کا لفظ اُستادانہ رکھدیا۔
نادر ۔ لا یار کو قاصد کہ مجھی کو وہاں لیچل خالی تری باتوں سے مرا کام نہوگا
اصلاح ۔ لیچل مجھے یا یار کو لے آ ابھی ہمدم " " " "
مصرعۂ اولی کی ترمیم سے مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا ہوگیا۔ ورنہ پہلا مصرع اچھا نہ تھا۔
نادر ۔ اس دل کو مرے ساتھ دبانا نہ عزیزو ورنہ مجھے تربت میں بھی آرام نہ ہوگا
اصلاح ۔ تم فاتحہ پڑھنے کو سیہ پوش نہ آؤ " " " "
پہلے مصرع میں "سیہ پوش" کا لفظ قابل داد رکھدیا
نادر ۔ گو یوں تو ہزاروں ہیں ترے چاہنے والے نادر سا گرفتہ بے دام نہوگا
اصلاح ۔ کہنے کو تو لاکھوں " " " " " "

"گویوں تو ہزاروں ہیں" سے "کہنے کو تو لاکھوں ہیں" میں زور زیادہ ہے اور محاورہ بھی اس محل پر یہی ہے۔

نادر ۔ ٹھہر جا اک نظر اس بے وفا کو دیکھ لینے دے ۔ مرے قالب سے اے جان حزیں مر تیں نکل جانا
اصلاح ۔ ٹھہر جا " " اے روح اس کو " " ۔ پھر اسکے بعد اس مہمانسرا سے تو " "

دونوں مصرعے ترمیم کیے گئے کیونکہ مصرعۂ ثانی الجھا ہوا تھا۔ اصلاح سے شعر اچھا خاصہ ہو گیا۔

نادر ۔ ہوا جب حمد میں دیباچۂ دیوان رقم میرا ۔ بڑھا خود مدبسم اللہ کی صورت قلم میرا
اصلاح ۔ ہوا جب حمد حق میں مطلع " " " ۔ رہا سجدے میں برسوں سطح کاغذ پر " "

اس اصلاح سے مطلع کی شان ہی اور ہو گئی۔ سبحان اللہ مصرعۂ ثانی کی کیا تعریف ہو

نادر ۔ بظاہر گو نہیں کشکول بھی ہے پاس اے نادر ۔ بباطن شیشۂ دل بھی ہے اشک جام جم میرا
اصلاح ۔ بظاہر گرچہ کشکول گدائی بھی نہیں نادر ۔ " " " " "

پہلا مصرع بہت گرا ہوا تھا۔ اصلاح سے بلند ہو گیا اور زبان کی حد میں آگیا۔

جناب مولوی عبدالغفور صاحب دقیق عظیم آبادی

دقیق ۔ ستم و جور کی فریاد سے ہم باز آئے ۔ مضطرب آپ کو جب برسر محشر دیکھا
اصلاح ۔ " " " " ۔ ان کو محجوب جفا جب " " "

"برسر محشر" یہ ترکیب غلط تھی اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا۔ اب شعر صحیح ہو گیا۔

دقیق ۔ جیتے ہی جی کوئی زردار کوئی مفلس ہے ۔ مرنے پر خاک میں دونوں کو برابر دیکھا
اصلاح ۔ فرق اک بال کا بھی شاہ و گدا میں نہ رہا ۔ " " " " "

پہلا مصرع دوسرے مصرع سے منطبق نہ تھا۔ اصلاح سے دونوں مصرعے دست و گریبان ہو گئے*

تتمۂ اصلاح فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

مولنا عبدالباری آسی شارح دیوان غالب ۔

درخور وحشت دل دامن صحرا نہ ہوا ۔ نبھ گئی سب کی مگر میرا گزارا نہ ہوا
اصلاح ۔ " " " " ۔ نبھ گئی قیس کی آسی کا گزارا نہ ہوا

نوٹ* ۔ یہ اصلاحیں بھی حضرت عشرت لکھنوی نے خود اپنے قلم معجز رقم سے لکھکر مرحمت فرمائیں گو ان شعروں میں وہی پہلا نارنگ ہے مگر ہمیں صرف اصلاح دکھانا مقصود ہے۔

دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین جان پڑ گئی۔ چونکہ پہلے مصرع مین وحشت وصحرا کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے مصرع ثانی مین "قیس" کو بھی لائے جس سے مصرع مین چستی آگئی۔

لسان الہند حضرت عزیز لکھنوی

منشی شبیر حسین خان جوش ملیح آبادی ؎

عرصۂ حشر مین یہ کون ہے سیر مجلس — یہ تو سمجھی ہوئی ہم نے کوئی صورت دیکھی

اصلاح ؎ " " " — یہ تو ہم نے کوئی دیکھی ہوئی " "

مصرعۂ ثانی مین صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر مین کس قدر ترقی ہو گئی۔ استادانہ اصلاح ہے ایک دن راستے مین جب مشاہدۂ سخن، حصۂ دوم کا جناب عزیز سے ذکر آیا تو فرمایا کہ صرف ایک اصلاح جوش کی مجھکو یاد ہے اور یہ شعر پڑھا۔ مین نے اسے اپنے تحویل حافظہ مین محفوظ کر رکھا تھا اور آج نذر ناظرین ہے۔

منشی حسام الدین حسام ہاپوڑی

مولوی عبد الباری آسی ؎

رکھا ہے کام ناکامی سے اپنی عمر بھر مین نے — قسم لے لو جو دیکھا ہو کبھی بھر کو نظر مین نے

اصلاح لیا ہے " " " " " " "

آسی صاحب نے جب یہ شعر اپنے والد ماجد جناب حسام کے سامنے پڑھا۔ تو فرمایا کہ رکھا غیر مشدد غیر فصیح اور متروک ہے۔ آسی نے کہا کہ پھر کیا ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ یون کہو (لیا ہے الخ) کیا اصلاح ہے جس سے نہ صرف ایک لفظی سقم دور ہو گیا بلکہ معنی مین بھی کس قدر اضافہ ہو گیا۔

آسی ؎ جو تم پہ مر رہا ہے وہ کم بخت کیا کرے — تم نے جو کہدیا کہ محبت نہین رہی

اصلاح ؎ " " " " — تم نے تو " " "

دونون مصرعون مین جو کی تکرار مخل فصاحت تھی۔ اس لیے مصرعۂ ثانی مین بجائے "جو" کے "تو" بنا دیا۔ اب دیکھیے کہ شعر کس درجہ پر پہونچ گیا۔ معانی میں کس قدر اضافہ ہو گیا۔ اللہ اکبر سچ ہے۔ اساتذہ کا درجہ بلند ہے۔ ✣

نوٹ ✣ یہ اصلاحین خود آسی صاحب نے لکھکر مرحمت فرمائین۔

حضرت نوح ناروی

ابو المنیر احمد پیران صاحب مشتاق قریشی بنگلوری سے

بزم ہے سونی ہوئی شیشے گرے ساغر اُٹھے — تو اُٹھے ساقی تو لطف میکشی کیونکر اُٹھے

اصلاح سے " " ہٹے " " " " " " "

بجائے "گرے" کے "ہٹے" بنایا۔ شیشے کے گرنے سے بزم سے سونی ہوئی یہ ثابت نہ تھا اس لیے بجائے 'گرے' کے 'ہٹے' بنا دیا

مشتاق سے وہ حیا میں کیا حیا۔ اپنے رہیں محروم دید + وہ بھی کیا پردے میں پردہ جو سر محشر اُٹھے

اصلاح سے وہ بھی کیا حسرت میں حسرت نکلے جو مرنے کے بعد " " "

مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے مضمون مصرعۂ ثانی قوی ہو گیا اور دونوں مصرعے برابر کے ہو گئے۔

مشتاق سے عشر نظارہ بتاں کی خود آرائی کا — بخت کیا جاگ اُٹھا چشم تماشائی کا

اصلاح سے بے طرح شوق ہوا اُن کو " " " " " "

مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے مطلع خوب ہو گیا۔ اور مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اولیٰ کو ربط پیدا ہو گیا۔

مشتاق سے طول محشر کی سناتا ہے کسے اے واعظ — ایک ٹکڑا ہے وہ میری شب تنہائی کا

اصلاح سے دن ہے محشر کا بڑا یہ نہ سنا اے واعظ " " " "

طول محشر" کچھ نہ تھا۔ اس لیے مصرعۂ اولیٰ ترمیم کیا گیا جس سے شعر میں صفائی پیدا ہو گئی اور شب تنہائی کا تقابل "دن" سے ہو گیا۔ پہلا مصرع یوں ہوتا تو خوب تھا۔ ع۔

روز محشر کی درازی نہ سنا اے واعظ

مشتاق سے نقاب الٹ کے نہ آیا کرو رقیبوں میں + یہ انجمن نہیں شمع جمال کے قابل

اصلاح سے " " رقیبوں میں آئیں وہ کیونکر " " " "

بات وہی ہے الفاظ بھی قریب قریب وہی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم کیوں کی گئی۔ وہی معنے شاگرد کے مصرع سے بھی پیدا ہوتے ہیں جو اُستاد کے مصرع سے پیدا ہو رہے ہیں۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ شاگرد کے مصرع میں فاعل محذوف ہے اور اُستاد نے "آئیں وہ کیونکر" اس ٹکڑے سے ظاہر کر دیا ہے۔

مشتاق ۔ غضب ہے تم نے جسے پائمال کر ڈالا — وہ ایک دل تھا تمھارے خیال کے قابل

اصلاح ۔ رہِ ستم میں " " " " " " " "

پہلے مصرع میں "تم نے" بیکار تھا جب دوسرے مصرع میں تمھارے موجود ہے اس لیے استاد نے "رہِ ستم" میں یہ ٹکڑا بڑھا کر حشو دور کر دیا۔

مشتاق ۔ انھیں تو بار خاطر ہو رہا ہے سامنے رہنا ÷ نگاہِ شوق کرتی ہے تقاضا دیکھتے جاؤ

اصلاح ۔ وہ کہتے ہیں ہمیں ہر وقت کیوں دکھلائے کوئی ÷ " " " "

شاگرد کے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط نہ تھا۔ اس لیے استاد نے ایسا نفیس مصرع لگا دیا کہ جس سے شعر میں لطف زبان پیدا ہو گیا۔

مشتاق ۔ ٹھہر جاؤ ذرا جی بھر کے مجھکو دیکھ لینے دو — اگر بالیں سے جاؤ میرا مردہ دیکھتے جاؤ

اصلاح ۔ ذرا ٹھہرو کوئی لحظہ میں اب میں مرنیوالا ہوں " " " "

چونکہ اصل مصرع میں مرنے کا ذکر نہ تھا۔ اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا۔ "اب میں مرنے والا ہوں" اس جان دار ٹکڑے کی کیا داد دیجائے۔

مشتاق ۔ نمایش گاہِ عبرت ہیں ہماری خاک کے ذرے — اگر رکھتے ہو تم بھی چشم بینا دیکھتے جاؤ

اصلاح ۔ " " " مری مٹی کے ذروں کو — اگر ہو دیدۂ دل " " "

دونوں مصرعوں میں تصرف اس لیے کیا گیا کہ شعر الجھا ہوا تھا۔ پہلے مصرع سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کسے دیکھتے جاؤ وہ استاد نے صاف کر دیا یعنی "مری مٹی کے ذروں کو"، دوسرے مصرع میں ترقی کی اصلاح ہے

مشتاق ۔ وہ ابھی کمسن ہیں آتے آتے آئیگا خیال — میری حسرت کیا ہے میرا مدعا کیا چیز ہے

اصلاح ۔ وہ ابھی کمسن ہیں آتے آتے آئیگی سمجھ — میری حسرت کیا ہے میرا مدعا کیا چیز ہے

"خیال" اور "سمجھ" میں جو فرق ہے ظاہر ہے۔ خیال کا محل نہ تھا۔ "سمجھ" کا لفظ استاد نے بہت سمجھ کے رکھا ہے جس کی جس قدر داد دیجائے کم ہے۔

مشتاق ۔ مٹتے مٹتے نام تک اہل وفا کا مٹ گیا — بے خبر ہیں اُس سے وہ اب تک جفا کیا چیز ہے

اصلاح ۔ " " روز کا جھگڑا رہا ہر روز غم کی " " "

دوسرے مصرع میں الفاظ زاید تھے اس عیب کو بھی مٹا دیا اور مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر میں ترقی بھی ہو گئی۔

مشتاق ۔ بڑھ کے شتاق شہادت نے گلے لپٹا لیا ۔ اللہ اللہ تیغ قاتل کی ادا کیا چیز ہے

اصلاح ۔ خود بخود شوق شہادت میں مرا سر جھک گیا ۔ " " "

گلے لپٹا لیا" اس میں بھی کوئی نقص نہ تھا۔ مگر "سر جھک گیا" اس میں ایک خاص ادا ہے۔

مشتاق ۔ گلشن جنت میں آکر پی نہ دست حور سے ۔ حضرت مشتاق کا بھی اتقا کیا چیز ہے

اصلاح ۔ اس ہوا و ابر میں کرتے ہیں عذر مے کشی ۔ " " "

پہلا مصرع جس حسن سے ترمیم کیا گیا اس کا کیا کہنا۔ کیونکہ مشتاق کے مصرع میں کوئی خوبی نہ تھی۔ "پی نہ دست حور سے" اس ٹکڑے میں رکاکت تھی۔ اُستادانہ اصلاح دی۔ سبحان اللہ۔

مشتاق ۔ عشق میں دل کے جاتے ہی دب نہیں جاتے حوصلے ۔ شمع کی جلوہ ریزیاں چھپ نہ سکیں گداز میں

اصلاح ۔ عشق کے شعلے ضبط سے اور بھی کچھ بھڑک اُٹھے ۔ " " "

پہلے مصرع کا انداز بیان مخل فصاحت تھا۔ "دب نہیں جاتے حوصلے" اس ٹکڑے میں زبان کا بہت بڑا نقص تھا۔ دوسرے مصرع میں "شمع کی جلوہ ریزیاں چھپ نہ سکیں" کی رعایت سے "عشق کے شعلے ضبط سے اور بھی کچھ بھڑک اُٹھے" یہ مصرع لگا دیا گیا جس سے شعر میں گرمی آگئی۔

مشتاق ۔ آکے نگار خانۂ ہستی کی ہم نے سیر کی ۔ تیرا ہی رنگ و روپ ہے حسن نظر نواز میں

اصلاح ۔ محفل حسن و عشق پر ہم نے بہت نگاہ کی ۔ عشق کا رنگ و روپ تھا " "

شاگرد کے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے استاد نے کس حسن سے ادا کر دیا۔ دونوں مصرعوں میں کس خوبی سے تصرف کیا گیا کہ سبحان اللہ۔ اس اصلاح کا کیا کہنا۔

مشتاق ۔ فصل بہار آگئی ٹکڑے ہوا نہ پیرہن ۔ جوش جنون نہ دے مجھے قبضۂ چارہ ساز میں

اصلاح ۔ " " " ۔ دیدیا ضبط نے " "

جوش جنون سے یہ درخواست کہ مجھے قبضۂ چارہ ساز میں نہ دے اصول شاعری کے خلاف ہے ہاں ضبط سے البتہ ممکن ہے اصلاح معقول ہے مگر ایک ہلکی سی تعقید مصرعۂ ثانی میں رہ گئی یوں ہوتا تو خوب تھا۔ "ضبط نے دیدیا مجھے قبضۂ چارہ ساز میں"۔ ممکن ہے کہ کتابت کی غلطی ہو۔

مشتاق ۔ ذرے ذرے میں تری شکل کو ہم دیکھتے ہیں ۔ لوگ کیوں جا کے تجھے دیر و حرم دیکھتے ہیں

اصلاح ۔ " " " ۔ لوگ جا جا کے عبث دیر و حرم " "

"تجھے دیر وحرم دیکھتے ہیں" یہ ٹکڑا محاورے اور زبان کے خلاف تھا۔ ظرف یعنی (ہیں) کو محذوف کر دینا جائز نہیں ہے۔ اس لیے "لوگ جا جا کے عبث دیر وحرم" بنایا جس سے مطلع میں صفائی پیدا ہو گئی۔

مشتاق ؎ طور پر حضرت موسے نے خدا کو دیکھا تم لب بام ہی آؤ تمھیں ہم دیکھتے ہیں

اصلاح ؎ " " " بام پر اس بت طناز کو " " "

"ہم دیکھتے ہیں" اس کا مفہوم اصلاح سے ادا ہو گیا۔

مشتاق ؎ تمنا تھی ہری شاخ دل پر آرزو دیکھوں جلا کر اس کو تو نے گرمی سوز نہاں رکھدی

اصلاح ؎ " کہ وہ آئین کلیجا اپنا ٹھنڈا ہو مگر فرقت نے دل میں " " "

پہلا مصرع تو خیر کچھ تھا بھی مگر دوسرا مصرع تو بالکل مہمل و بے معنے تھا۔ اس اصلاح سے شعر با معنے ہو گیا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

مشتاق ؎ ہوے کچھ بے خبر ایسے خبر اسکی نہیں ہمکو متاع ہوش مستی میں کدھر رکھدی کہاں رکھدی

اصلاح ؎ جوانی کا زمانہ ہے نہیں اسکی خبر ہم کو " " "

بے خبری کا مصرعۂ اولی میں کوئی ثبوت نہ تھا۔ اس لیے "جوانی کا زمانہ ہے" یہ ٹکڑا رکھدیا گیا بالعموم جوانی میں بے خبری کا عالم رہا کرتا ہے۔ نواب فصاحت جنگ حضرت جلیل نے کیا خوب فرمایا ہے

؎ سوجھتا ہی نہیں کچھ جوش جوانی میں ہمیں کس قدر خاک اس آندھی نے اڑا رکھی ہے

مشتاق ؎ یہ کیا کم ہے کہ اس نے بات رکھ لی جان نثارون کی

لحد پر تیغ اک ٹوٹی ہوئی بہر نشان رکھ دی

اصلاح ؎ صلہ اچھا ملا قاتل سے ہم کو جان نثاری کا " " "

"اس نے بات رکھ لی جان نثارون کی" یہ ٹکڑا اس موقع پر بالکل بے محل تھا۔ اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔ چونکہ مصرعۂ ثانی میں "تیغ" کا ذکر ہے اس رعایت سے مصرعۂ اولی میں "قاتل" کا ہونا بھی ضروری تھا۔ دوسرا مصرع اسی مصرع کا محتاج تھا۔ خوب مصرع لگایا۔

مشتاق ؎ جفا پر کی جفا صیاد ظالم نے اسیرون پر قفس کے سامنے لا لا کے شاخ آشیان رکھدی

اصلاح ؎ نرالا ظلم یہ صیاد نے ڈھایا " " قفس کے سامنے ہی لا کے " " "

پہلے مصرع میں "ظالم" کی ضرورت نہ تھی اور دوسرے مصرع میں "لالاکے" غلط تھا کیونکہ شاخ آشیان تو صرف ایک ہی ہے۔ اس لیے دونوں مصرعوں میں ترمیم کی گئی۔ دوسرے مصرع میں "ہی" کا لفظ قابل داد ہے۔ قفس کے سامنے ہی لاکے شاخ آشیان رکھدی۔ اے سبحان اللہ۔

مشتاق ۔ کس کی رسوائی کا دشت میں خیال آیا مجھے　　پھاڑ کر اپنا گریبان پھر مجھے سینا پڑا

اصلاح ۔ " " "دھیان آیا دم جوش جنون　　" " " "

اس اصلاح سے شعر میں سلاست و روانی پیدا ہو گئی۔

مشتاق ۔ دیکھنا کس پر دکھائیگی جھلک برق جمال　　طور ہے میں بھی ہوں تجھ میں وادی سینا پڑا

اصلاح ۔ کیا خبر کس پر گرے اب کوندکر　　" " " " "

پہلے مصرع میں "کس پر دکھائیگی جھلک" یہ ٹکڑا غلط تھا۔ اس لیے ترمیم کی گئی۔ (مرسلہ جناب یقین بنگلوری)

خواجہ غلام نظام الدین نظام قادری بدایونی

محمد غلام مصطفےٰ خان مداح پھپوندوی ضلع اٹاوہ ۔

کوئی خوش بھی ہوا ہوگا کبھی ان خوش جمالوں سے　　یہاں تو رات دن مطلب ہے اپنا صرف نالوں سے

اصلاح ۔ " " " "　　یہاں تو کام ہے فریاد سے مطلب ہے " "

مصرعۂ ثانی میں "یہاں تو کام ہے فریاد سے" یہ ٹکڑا بڑھا کے مطلع کو دلاویز کر دیا۔

مداح ۔ ہمیں تو پوچھنا یہ ہے جگر کے رونے والوں سے　　بتائیں تو سہی یہ کیوں ملے تھے خوش جمالوں سے

اصلاح ۔ ہمیں یہ پوچھنا ہے دل جگر " "　　یہ کیا سمجھے تھے آخر " "

پہلے مصرع میں "دل" کا لفظ بڑھایا اور دوسرے مصرع میں "یہ کیا سمجھے تھے آخر" بنایا جس سے مطلع کی شان ہی کچھ اور ہو گئی۔

مداح ۔ ادھر وعدہ قیامت کا لبوں پر رہ گیا آکر　　ادھر اٹھکر قیامت رہ گئی عاشق کے نالوں سے

اصلاح ۔ زبان تک آتے آتے رہ گیا وعدہ قیامت کا　　قیامت اٹھتے اٹھتے " " "

مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے "رہ گیا" کا ثبوت قوی ہوگیا۔ دوسرا مصرع بھی پہلے مصرع کی مناسبت سے بنایا گیا۔ شعر میں سلاست و روانی آگئی۔ "قیامت اٹھتے اٹھتے رہ گئی" کیا خوب لطف محاورہ ہے۔ سبحان اللہ۔

مداح — تم نے نگاہ ڈالتے ہی دل اُڑا لیا   اب اور ہوگا اس سے زیادہ کمال کیا

اصلاح — " " " "   ہوگا اب اور " " " "

مصرعۂ ثانی مین لفظون کے الٹ پھیر سے شعر مین زور بڑھ گیا اور جو ایک ہلکی سی تعقید تھی وہ بھی رفع ہوگئی۔

مداح — اب وعدۂ وصال یہ یہ قیل وقال کیا   یہ تیرے اختیار مین ہے یہ محال کیا

اصلاح — " " " " "   جو " " " وہ " "

اصل مصرع مین 'یہ' کی تکرار بدنما تھی۔ اور چونکہ پہلے مصرع مین لفظ "اب" ہے۔ اس لیے دوسرے مصرع مین 'جو' کی ضرورت ہوئی۔

مداح — دیکھنے والون کا ہنگامہ نکل کر دیکھیے   آپ نے دیکھا نہین محشر تو محشر دیکھیے

اصلاح — " " " "   آپ نے محشر نہ دیکھا ہو تو محشر دیکھیے

مصرعۂ ثانی کو عجب حسن کے ساتھ صاف کیا۔ اب مطلع مین لطف زبان پیدا ہوگیا۔

مداح — چھیڑ تو دیکھو اگر ہوتا ہون مین مایل کبھی   وہ یہ کہتے ہین کہ کوئی دوسرا گھر دیکھیے

اصلاح — " " " " "   ہنس کے فرماتے ہین " " " "

مصرعۂ ثانی مین "ہنس کے فرماتے ہین" اس ٹکڑے سے شوخی بڑھ گئی۔

مداح — دل مجھے مجبور کرتا ہے کہ اُسکو چھیڑیے   دیکھیے پھر اُس کی چتون اُس کے تیور دیکھیے

اصلاح — " " " " "   اُس کی آنکھین " " " "

مصرعۂ ثانی مین استاد نے آنکھین دکھائین اب شعر قابل دید ہوگیا

مداح — جو سمجھا انتہائے عشق ہے فرقت مین مرجانا   نہ اُس نے عاشقی سمجھی نہ اُس نے عشق کر جانا

اصلاح — کمال عشق سمجھا جو غم فرقت " " " " "

پہلا مصرع کچھ نہ تھا۔ اصلاحی مصرع نے مطلع مین جان ڈال دی۔

مداح — جو آئے ہو تو بیٹھو اک ذرا ٹھہرو ذرا دم لو   یہ جلدی کس لیے ہے جب نہین ہے اپنے گھر جانا

اصلاح — اب " " " " "   یہ جلدی کیون ہے آخر آپ کو " " "

پہلے مصرع مین "اب" خوب بنایا دوسرے مصرع کو بھی صاف کرکے شعر کو آئینہ کردیا۔

مداح ــ یہ دعوے کیون ہے اپنی سادگی پر ماہ کامل کو   زرا اک دن گھڑی بھر کے لیے تم بھی سنور جانا

اصلاح ــ بڑا دعوے ہے " " " " " " "

پہلے مصرع مین بڑا دعوے ہے" اس ٹکڑے نے شعر کو لطیف کر دیا ـ حسنِ زبان بڑھ گیا

مداح ــ میرے گھر مین میرے گھر سے شام وعدہ شام غم   عمر بھر آئی نہین ہے عمر بھر نکلی نہین

اصلاح ــ میرے گھر مین شام وعدہ میرے گھر سے " " " " "

الفاظ وہی ہین مگر لفظون کی الٹ پھیر نے شعر مین کس قدر سادگی و صفائی پیدا کر دی ـ

استادانہ اصلاح ہے ـ

مولوی عبد المقتدر مطلب پھپوندوی ــ

کچھ زمین و آسمان کی اصل بھی بنیاد بھی   تم نے دیکھی ہی نہین آہ دل ناشاد بھی

اصلاح ــ کچھ زمین کی اصل بھی کچھ چرخ کی " " " " ہے ابھی " " "

اصلاح سے الجھا ہوا مطلع سلجھا دیا ـ دوسرے مصرع کی ترمیم سے ردیف مستحکم ہو گئی ـ

مطلب ــ حضرتِ زاہد صلاحِ ترک میخانہ ہین   سب تمھین مجنون کہین گے یا کہ دیوانہ ہین

اصلاح ــ " " " " " تمکو دیوانہ کہین گے سب " " "

گو ایک لفظ کا مکرر ایک ہی مصرع مین آنا شعر کو بد نما کر دیتا ہے مگر یہان دو دیوانون کی تکرار نے ایک دیوان کا لطف دیا ـ سبحان اللہ کیا نادر اصلاح دی ـ

مطلب ــ جاؤ غیرون کو سناؤ کیون سنانے آئے ہو   داستان کوہ کن مجنون کا افسانہ ہمین

اصلاح ــ جاؤ دشمن کو " " " کوہ کن کی داستان " " "

دونون مصرعون کی ترمیم سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی ـ واقعی اصلاح اسی کا نام ہے ـ

مطلب ــ تشنہ کامون پر بھی ہو کچھ لطف او مست شباب   اپنی آنکھون کا تصدق ایک پیمانہ ہمین

اصلاح ــ تشنہ کامون پر نگاہ " " " " " " " "

پیمانہ کی مناسبت سے پہلے مصرع مین "نگاہِ لطف" کا ٹکڑا خوب بنایا ـ

مطلب ــ آغاز عشق ہوتے ہی انجام ہو گیا   پڑتے ہی ان کی آنکھ مرا کام ہو گیا

اصلاح ــ " " " " پہلی نظر مین ان کی " "

سبحان اللہ "پہلی نظر میں" بنا کے شعر کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔ اب یہ مطلع بے نظیر ہو گیا

مولوی عبد الصمد صمد بدایونی ۔ ؎

آپ کیا واقف ہیں میری گردش تقدیر سے　　آپ اس گردش کو پوچھیں آسمان پیر سے

اصلاح ؎ کوئی کیا واقف ہے " " " " " " چکّر کو " " "

چونکہ مصرعۂ اولی میں "گردش" کا لفظ موجود ہے۔ اس لئے مصرعۂ ثانی میں چکر کا لفظ بنا کر مطلع کو درست کر دیا۔

صمد ؎ میرے دل کی دل لگی میرے جگر کی چھیڑ ہے　　کچھ تمہاری تیغ سے اور کچھ تمہارے تیر سے

اصلاح ؎ " " " " "چھیڑ چھاڑ" " " " " ہے " " "

مصرعۂ اولی میں بجائے "چھیڑ ہے" کے "چھیڑ چھاڑ" بنایا اور مصرعۂ ثانی میں لفظ "اور" کو قلمزد کر کے "سے ہے" بنایا جس سے شعر اب نشتر بن گیا۔

صمد ؎ اللہ اللہ یہ نزاکت اور پھر یہ قتل عام　　پہلے تم آنکھیں ملا دیکھو ذرا شمشیر سے

اصلاح ؎ اللہ اللہ " " یہ عزم " " پہلے آنکھیں تو " " " "

پہلے مصرع کا اصل مفہوم یہ تھا کہ معشوق قتل عام کر چکا "عزم قتل عام" سے مطلب صاف ہو گیا دوسرے مصرع میں "تم" حشو تھا اور "تو" کی ضرورت تھی۔ اب شعر عمدہ ہو گیا۔

صمد ؎ ترس کے رہ گئے ہم اُن سے گفتگو کے لیے　　نہ کوئی لفظ ملا شرح آرزو کے لیے

اصلاح ؎ " " " " " ملا نہ لفظ کوئی " " "

مصرعۂ ثانی میں ایک ہلکی سی تعقید تھی اس لیے انھیں لفظوں کا الٹ پھیر کر دیا گیا

صمد ؎ غیر کا نام جب لیا ھم نے　　اُن کو دشمن بنا لیا ھم نے

اصلاح ؎ " " کیا " " " " " " "

پہلے مصرع میں بجائے "جب" کے "کیا" میں زیادہ لطافت ہے۔

صمد ؎ سن کے روزِ ازل نتیجۂ عشق　　دلِ بے مدّعا لیا ھم نے

اصلاح ؎ " " انجام عشق روز ازل " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے اسلوب بیان دلکش ہو گیا۔

مولوی فخر الحسن فخر دہلوی ؎

مجھکو نہ ملے داد وفا روز جزا بھی — کہدو کہ مکر جائینگے ہم پیش خدا بھی

اصلاح ؎ ہان ہان نہ ملے داد وفا روز جزا بھی — 〃 〃 〃 〃

مصرعۂ اولی مین "ہان" کی تکرار نے ایک خاص لطف پیدا کر دیا۔ مصرع مین زور پیدا ہو گیا۔

فخر ؎ کیا اپنی کوئی حسرت پابوس نکالے — ملتا نہین اس فخر کو نقش کف پا بھی

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 — 〃 〃 شوخ کا 〃 〃 〃

مصرعۂ ثانی مین "اس فخر کو" مہمل سا ٹکڑا تھا۔ بجاے اسکے "اس شوخ کا" بنا کر شعر کو صاف کر دیا۔

مولوی سید حسین حیرت بدایونی

محمد جمیل احمد جمیل بدایونی ؎ کیا خوب مسیحا نفسی ہے کوئی دیکھے — کہتے ہین وہ بیمار سے مرتا ہے تو مر بھی

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 دم آخر — بیمار سے کہتے ہین کہ 〃 〃 〃

پہلے مصرع کے آخر مین "دم آخر" کا ٹکڑا بڑھایا۔ دوسرے مصرع سے تعقید کا عیب رفع کیا۔ مگر "کیا خوب" کے بجاے اگر "اچھی یہ" یہ ٹکڑا بڑھا دیا جاتا تو شعر زبان کی حدون مین آجاتا۔ میرے خیال ناقص مین مصرع یون ہوتا "اچھی یہ مسیحا نفسی ہے دم آخر" تو خوب تھا

جمیل ؎ خوف کیا ہو کثرت عصیان سے مجکو اے جمیل — ہین مرے سرکار میرے بخشوانے کے لیے

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 — ہین رسول پاک 〃 〃 〃

مصرعۂ ثانی مین "ہین رسول پاک" کے ٹکڑے نے "مرے سرکار" کو واضح کر دیا

مولوی اختصاص حسین اختصاص ؎ کبھی ذکر ستم ہوگا کبھی ذکر جفا ہوگا — بروز حشر میرا اور تمھارا فیصلا ہوگا

اصلاح ؎ وہین 〃 〃 وہین 〃 〃 — خدا کے سامنے میرا 〃 〃

اصلاح سے بندش مین چستی اور بیان مین صفائی پیدا ہو گئی۔

مولوی عبد الواحد واحد بدایونی ؎ نگاہ یار مین کیسا اثر ہے — مرے سینے مین دل ہے نے جگر ہے

اصلاح ؎ 〃 〃 ایسا 〃 — نہ بس مین دل نہ قابو مین جگر ہے

پہلے مصرع مین بجاے "کیسا" کے "ایسا" بنایا اور دوسرا مصرع بھی ترمیم کر کے مطلع کی شان بڑھا دی

نوٹ۔ یہ اصلاحین جمیل احمد صاحب جمیل بدایونی نے ارسال فرمائین مولف انکی عنایتون کا شکر گزار ہے۔

سید مجاور حسین عرف محسن صاحب تمنا تلمیذ و جانشین حضرت جاوید لکھنوی

سید زوار حسین صبر لکھنوی سے

بے مروت کوئی ایسا ہم نے دیکھا ہی نہین — موت آئی اور سب آئے وہ آیا ہی نہین

اصلاح سے " " " " ہچکیان آئین اجل آئی " " "

دوسرا مصرع "اور سب آئے" سے پست ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے "ہچکیان آئین اجل آئی" اصلاح دی گئی جس سے معنوی ترقی کے علاوہ نشست الفاظ بھی درست ہو گئی۔

صبر سے تمھارے دل جلے کی قبر پر جو کل اُگ آیا تھا — وہ سبزہ آج پژمردہ ہے کالا ہے نہ دھانی ہے

اصلاح سے " " " " " خاکستر " " "

پژمردہ ہونے سے رنگت تبدیل نہین ہوتی۔ خاکستر ہونے سے کوئی رنگ نہین باقی رہتا

صبر سے ہے وحشت دل کی زائد اور کم ہے وسعت صحرا — ارادہ اس لیے کرتے نہین وحشی بیابان کا

اصلاح سے سوا ہے وحشت دل " " " ارادہ کیا کرین وحشی ترے سیر "

مصرعۂ اولی کی ترمیم سے نشست الفاظ درست ہو گئی۔ مصرعۂ ثانی کی تبدیلی سے شعر مین ایک خاص حسن پیدا ہو گیا۔

صبر سے تیرے وحشی کو پڑی آنکھ کے پردون سے بھی کد — اک گریبان جو پھٹا سات گریبان نکلے

اصلاح سے سوئے افلاک بڑھا ہاتھ ترے وحشی کا " " " "

آنکھ کے سات پردون کو جو سات گریبانون سے مشابہت دی گئی تھی وہ ناقص تھی کیونکہ آنکھ ایک چھوٹی شے ہے اور گریبان اس سے بڑا ہوتا ہے اور تشبیہ ہمیشہ بڑی شے سے دیجاتی ہے اس لیے یہ اصلاح دیگئی جو مبالغۂ شاعری مین بے مثل ہے۔

صبر سے یا الٰہی جس پہ مین دیتا ہون جان — وہ چھری اب مجھ سے کتنی دور ہے

اصلاح سے بند آنکھین ہین تو بتلا دے کوئی — وہ چھری گردن " "

مصرعۂ اولی مین بند آنکھون کا ذکر ضروری تھا کیونکہ مصرع ثانی جو استفہام ہے وہ بغیر اس کے ادا نہ ہوتا تھا۔ "گردن" سے یہ ٹکڑا بھی خوب بنایا کیونکہ چھری کا تعلق گردن ہی سے تھا۔

صبر — میرے داغ دل کو کب ہے وہ نصیب   صبح کے تارے میں جتنا نور ہے
اصلاح — کھینچ لے اُس کو بھی داغ جذب دل   " " " "

صبر کا مصرعۂ اولیٰ مذاق شاعری کے برعکس تھا اسی وجہ سے مصرع بدلا گیا اس اصلاح سے عاشق کے دل کی کشش اور شوق کا ثبوت بھی ہو گیا۔

صبر — یقین ہے ہجر میں اوس کے تعلق چھوٹے دنیا سے   پتا مجھکو عدم کا دے رہی ہیں ہچکیاں میری
اصلاح — مسافر کو جو کار خیر ہے رستا بتا دینا   " " " "

ترقی کی اصلاح ہے۔

صبر — تصور میں گلوں کے جان دیکر یہ ہوا حاصل   کہ ہر دیوار گلشن پر لکھی ہے داستاں میری
اصلاح — تری ہیں ذبح کے ہنگام اُڑ کر خون کی چھینٹیں   " " "

شعر میں داستان لکھے ہونے کا ثبوت کچھ نہ تھا۔ اس لیے پہلا مصرع بدلا گیا۔ اب خون کی چھینٹوں سے حرف وغیرہ بھی بن گئے

صبر — میری کشتی غرق ہوتے جب نظر آئی اُسے   دیر تک ہاتھوں سے دل تھامے رہا ساحل کے پاس
اصلاح — ٹوٹ کر نبض سے حباب پہنچے نجانے کیا کہا   " " "

صبر کا پہلا مصرع مہمل سا تھا۔ نہ کشتی آب نہ کشتی دل نہ کشتی عمر کسی کا پتا نہ چلتا تھا۔ اس لیے دوسرا مصرع لگا دیا گیا جس سے مصرعۂ ثانی کا مفہوم ادا ہو گیا۔

صبر — کسی کی دید نے ایسا کیا ہے مضطرب اسکو   کہ لہریں آ رہی ہیں آج آئینے کے پانی میں
اصلاح — نہ جانے پڑ رہا ہے عکس کس کی زلف پرخم کا   " " "

زلف پرخم کے عکس سے لہروں کی پوری تشبیہ بھی ہو گئی اور شعر بھی سلجھ گیا۔

صبر — میں دل میں یاد کر لیتا ہوں سیر عالم فانی   ہوا تھم تھم کے کچھ آتی ہے جب بیت کے روزن سے
اصلاح — نفس کی آمد و شد یاد کر کے میں تڑپتا ہوں   " " " "

تھم تھم کے ہوا آنے کی رعایت سے مصرعۂ اولیٰ میں نفس کی آمد و شد کی اصلاح دی گئی جس کی وجہ سے شعر کہیں سے کہیں پہونچ گیا اور تڑپنے نے اور بھی چار چاند لگا دیے۔ (سیر عالم فانی) میں توالی اضافات بدنما تھی۔

صبر ؎ قفس سے دیکھتا ہوں تیر اپنے آشیانے کی۔ اُڑے جگنو تو سمجھوں چاند اک نکلا نشیمن سے

اصلاح ؎ مجھے مرغوب ہے ہر چیز" " " " " " " "

ایک لفظ مرغوب سے جگنو چاند بن گیا۔

سید ضامن حسین شاغل لکھنوی۔ ؎

یہ کہکر میں نے دونوں ہاتھ رکھے اپنی آنکھوں پر کہ اب مشکل ہے اس شب کی قیامت تک سحر ہونا

اصلاح ؎ یہ کہکر میں نے آخر بند کرلیں شام غم آنکھیں " " " " "

عمدہ اصلاح ہے۔ "بند کرلیں آنکھیں" اس ٹکڑے نے نیند اور موت دونوں کے معنے دیے اور "آخر" کا لفظ بھی خوب ہے

محمد رضا عرف نواب صاحب طپش ؎

شاید اوس آئینہ رو کو دیکھ لوں میں خواب میں آج رکھکر سوؤں گا میں زیر بستر آئینہ

اصلاح ؎ " " " " " " " بالیں " "

چونکہ دونوں مصرعوں میں "میں" کی تکرار خلاف فصاحت تھی اس لیے بالیں بستر بنا دیا۔

میر ہادی اصغر حسین زخمی لکھنوی۔ ؎

ہوا اثر اُس پر جو زخمی عشق میں کامل ہو یعنی پیوند زمیں کوچۂ قاتل ہو

اصلاح ؎ عشق ابھی ناقص ہے زخمی مر کے تم کامل ہو " " " "

زخمی کا پہلا مصرع کچھ نہ تھا پیچ عیب شرعی تھے۔ کامل کے لیے "عشق ابھی ناقص ہے" خوب بنایا اور پھر "مر کے" اس ٹکڑے کی بھی پیوند زمین کے لیے ضرورت تھی۔

زخمی ؎ صنعت بتوں کی دیکھ کے آئی خدا کی یاد ثابت قدم رہا تو خدا نے بچا لیا

اصلاح ؎ " " " " " گرنے سے مجھکو لغزش پانے بچا لیا

اصل شعر کے دونوں مصرعوں میں "خدا" کی تکرار تھی اور پھر مصرعوں میں ربط بھی نہ تھا اس لیے یہ مصرع خوب بنایا۔ اب شعر عمدہ ہو گیا۔

زخمی ؎ اور بھی حد سے زیادہ ہو مری بیماری گر دیں آکے بدلواؤ اگر تم مجھکو

اصلاح ؎ پانوں پھر اور بھی پھیلائے " " " "

بیماری کا پاؤن پھیلانا وہ صرف بامحل ہے کہ جس کا مثل و نظیر نہین۔ اس اصلاح نے گویا شعر مین ایک نئی روح پھونک دی۔

نواب دولارے صاحب ناوک لکھنوی ؎

ناوک ہے یہی دل کے بہلنے کا سہارا   گھبراتے ہو ٹیسون سے عبث قلب و جگر کی

اصلاح ؎ " " " کروٹین لینے کا " " " " "

"کروٹین لینے کا سہارا" قلب و جگر کی ٹیسون کے ساتھ عمدہ اصلاح ہے۔

ناوک ؎ مین اپنے ہاتھ سے فرقت مین کیون اپنا گلا کاٹون   سنا ہے آجکل خود میرے قاتل کی جوانی ہے

اصلاح ؎ " " " " " " " " باڑھ پر آب " "

مصرعۂ ثانی مین "باڑھ پر آب" اس ٹکڑے نے کس قدر رعایتین اور خوبیان شعر مین پیدا کر دین کہ تعریف نہین ہو سکتی۔

ناوک ؎ تکلیف ہو جب ایک ہی سی قلب و جگر کی   پھر لے ترا بیمار جو کروٹ تو کدھر کی

اصلاح ؎ " ہے کچھ " " " بدلے " " " "

"تکلیف ہو جب" کے بجائے "تکلیف ہے کچھ" بنا کر دونون مصرعون مین ربط پیدا کر دیا۔ اور بجائے "پھر لے" کے "بدلے" خوب بنایا۔ مطلع بالکل صاف ہو گیا۔

محمد علی عرف ببجو صاحب خوشخو لکھنوی۔ ؎

پوچھتا ہون اُس سے مین کھوئے ہوئے دل کا پتا   اس طرح بیٹھا ہے وہ جیسے کہ سنتا ہی نہین

اصلاح ؎ " " " " بت بنا " یون "

بت بن کر بیٹھنا بمعنی خاموش محاورہ بھی ہے اور شعرا نے بت سے معشوق کو بھی مراد لیا ہے اسی مناسبت سے "بت بنا بیٹھا ہے یون" اصلاح دیگئی جس سے شعر مین رعایت لفظی کے علاوہ معنوی خوبیان بھی بڑھ گئین

محمد رضا مصور لکھنوی ؎ اسکی باتون پر ہنسی آئے نہ پھر کیونکر مجھے + ہاتھ سے شب کو بھی جو رکھے نہ دم بھر آئینہ

اصلاح ؎ کچھ اُسی سے حد شوق دید پوچھا چاہیے " " " "

مصور کا پہلا مصرع ڈھیلا تھا اس لیے پورا مصرع بدل کر شعر کو لطیف کر دیا

نوٹ۔ یہ اصلاحین خود جناب تمنا نے اپنے شاگردون سے لیکر مرحمت فرمائین اس زحمت کا مولف دلی شکریہ ادا کرتا ہے

محمد عبد الحکیم خان نشتر جالندھری

جناب آغا شاعر دہلوی تلمیذ حضرت داغ کے کلام پر چند اصلاحین جناب نشتر جالندھری نے دی ہین۔ نشتر صاحب حضرت شوق قدوائی مرحوم کے خوشہ چین ہین۔ ممکن ہے کہ حضرت شوق مرحوم نے بھی ان اصلاحون کو دیکھا ہو۔ مجھے شک ہی نہین بلکہ ایک حد تک یقین ہے کہ یہ اصلاحین جو مین ذیل مین درج کرتا ہون ضرور مرحوم کی نظر سے گذر چکی ہین کیونکہ بعض کیا اکثر اصلاحون مین شوق کا رنگ جھلک رہا ہے۔ آغا شاعر سے بھی ہمارے ناظرین غالباً ناواقف ہونگے آپ ایک خوش فکر شاعر ہونے کے علاوہ جانشینی داغ مرحوم کے بھی مدعی ہین۔ مین ہرگز ان اصلاحون کو درج نہ کرتا مگر چونکہ یہ بھی ایک ادبی نکات ہین جو فائدے سے خالی نہین اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کے لیے انھین بھی شاطۂ سخن کے زرین اوراق مین جگہ دون۔ ملاحظہ ہون۔ مؤلف

آغا شاعر ـ تسلی رہتی تھی عاشق کو اسکے پاس رہنے سے — اسی باعث سے سایہ اڑ گیا جسم پیمبر کا

اصلاح ـ " " " " " " رکھ لیا

مصرعۂ ثانی مین "سایہ اڑ گیا" برا تھا "سایہ رکھ لیا"، کیا خوب بنایا

آغا شاعر ـ تم ماہ نیم ماہ اگر ہو تو کیا ہوا — مین بھی تو آفتاب لب بام ہو گیا

اصلاح ـ تم بڑھ کے حسن مین جو ہوئے مہر نیمروز — مین گھٹ کے " " " "

آغا شاعر کے شعر مین۔ ماہ نیم ماہ کا ثبوت تھا نہ آفتاب لب بام کا۔ گو ماہ نیم ماہ سے چودھوین کا چاند مراد لیا ہے مگر میری نظر سے اس معنی مین کسی کا شعر نہین گذرا۔ اصلاح سے بڑھنے اور گھٹنے کا ثبوت قوی ہو گیا اور شعر چمک گیا۔

آغا شاعر ـ جوانی بھی عجب شے ہے کہ جب تک ہے نشہ اس کا

مزا ہے سادے پانی مین شراب ارغوانی کا

اصلاح ـ " " " نشہ ہے اس کا

" " " " " "

نشا بروزن وفا اساتذہ کے کلام مین مین نے نہین دیکھا۔ لغت مین تو نشّہ بروزن پشّہ

د بہ تشدید شین ہے۔ مگر عموماً شعرا نشہ بروزن شمع باندھتے ہین۔

آغا شاعر۔ کیا کہین عالم امکان مین کیا کیا دیکھا ہم نے مٹی کے کھلونے کو بھی گویا دیکھا

اصلاح۔ " " " ایجاد " " " " " " " "

عالم امکان کے تصور سے عالم ایجاد کا نقش خیالی بہتر ہے۔ خاص اس موقع پر کہ کھلونا بولنے لگا

آغا شاعر۔ خوف کیا آتش دوزخ سے کہ او زاہد خشک میرے سر پہ ہے مرے دامن تر کا ٹکڑا

اصلاح۔ " " " " ہمین " " سر پہ ہے رفو جزا " " "

پہلے مصرع مین "کہ او" اور دوسرے مصرع مین "میرے مرے" حشو قبیح تھا۔ اس اصلاح سے

سلاست و روانی شعر مین پیدا ہوگئی اور یہ عیوب بھی رفع ہوگئے۔

آغا شاعر۔ اس رنگ سے ہو کفر پرستی تو خوب ہے زنار ڈالیے ترے پھولون کے ہار کا

اصلاح۔ " " " " تو گل کھلین زنار ہاتھ آئے کسی گل " " "

مضمون تو فی نفسہ اچھا تھا مگر افسوس کہ خوبی سے بندھ نہ سکا۔ اصلاح سے مناسبت الفاظ۔

دل کشی فصاحت پیدا ہوگئی۔

صفدر علی صفدر مرزا پوری مؤلف کتاب ہذا

نواب غلام حسین صاحب قمر تعلقدار گنیش پور ضلع بستی۔

اے یار یہ بھی کوئی انداز گفتگو ہے ہم سے تو لاکھ پردے موسی سے دو بدو ہے

اصلاح۔ اللہ " " " " " " " " " "

ایک لفظ کی ترمیم سے معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین۔ چونکہ مصرعۂ اولی مین خطاب

قضا و قدر سے ہے۔ معہذا لفظ اللہ نے مطلع کو نور کے سانچے مین ڈھال دیا

قمر۔ ہر گل مین رنگ تیرا ہر گل مین تیری بو ہے اس گلشن جہان مین اے حسن توہی تو ہے

اصلاح۔ پھولون مین " " غنچون " " " " " " " "

مصرعۂ اولی مین "ہر گل" کی تکرار ذرا بدنما تھی اس لیے مصرعۂ اولی مین ترمیم کی گئی جس سے

نوٹ یہ اصلاحین جناب نشتر جالندھری نے خود لکھکر ذریعۂ خط کے میرے پاس بھیجدین جو دلی شکریہ کے

ساتھ مشاطۂ سخن کی زیب و زینت مین صرف کی جاتی ہین۔

مطلع میں ایک خوبی اور صفائی پیدا ہوگئی اور لطف یہ کہ مفہوم وہی رہا۔

قمر ۔ گو سرخرو ہوئے دونوں پھر بھی ہے فرق اتنا   تیری حنا حنا ہے میرا لہو لہو ہے

اصلاح ۔ " ہیں " " " " قاتل " " " "

اول تو پہلے مصرع کی ترمیم سے زمانہ بدل گیا۔ تو آپ صاحب کے مصرعۂ اولی میں زمانہ مستقبل تھا اور مصرعۂ ثانی میں زمانہ حال تھا۔ اصلاح سے پہلے مصرع کا بھی زمانہ حال ہوگیا اور قاتل کا لفظ اس شعر میں قاتل ہوگیا جس سے شعر میں جان پڑ گئی

قمر ۔ مقتل میں کیا مزا ہے یہ آب تیغ قاتل   تیرے کمر کمر ہے میرے گلو گلو ہے

اصلاح ۔ " " دیکھتا ہوں " " " " " "

پہلے مصرع میں "کیا مزا" "ہے" یہ ٹکڑا بے محل تھا اس لیے بجائے اُسکے "دیکھتا ہوں" بنا کر شعر کو نازک و لطیف کر دیا۔

قمر ۔ اک نازنین سے مل کر کھوئے گئے کچھ ایسے   اب اے قمر ہمیں کو خود اپنی جستجو ہے

اصلاح ۔ اک زہرہ وش " " " " " " " " "

زہرہ وش سے قمر کی مناسبت پیدا ہوگئی اور مقطع میں صنعت مراعاۃ النظیر کے علاوہ ایک خاص لطف پیدا ہوگیا جس کی شرح نہیں ہو سکتی۔

قمر ۔ بزم دشمن کو چلے ہو پھر جلانے کے لیے   بجلیاں کیا سب مجھی پر ہیں گرانے کے لیے

اصلاح ۔ آئے بزم غیر میں آنکھیں دکھانے کے لیے " " " " بھتیں " "

آنکھیں دکھانے سے بجلیاں بن گئیں اب مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اولی منطبق ہوگیا۔

قمر ۔ ہائے رے ناکامی قسمت کہ وقت واپسیں   یار کا آیا ہے قاصد اب بلانے کے لیے

اصلاح ۔ " " " " قاصد جانان بھی آیا ہے " " "

دوسرے مصرع کا انداز بیان اچھا نہ تھا اور تعقید کا بھی عیب تھا اصلاح سے مصرع میں صفائی پیدا ہوگئی اور تعقید کا عیب بھی رفع ہوگیا۔

قمر ۔ کھینچ نہیں سکتی کمان تک اُن سے لیکن اے قمر   آئے ہیں وہ روبرو ناوک لگانے کے لیے

اصلاح ۔ یہ نزاکت ہے کمان تک کھینچ نہیں سکتی قمر   سامنے آئے ہیں وہ " " "

پہلے کمان نہ کھینچنے کا کوئی سبب نہ تھا اصلاحی مصرع سے نزاکت سبب ہو گئی مصرعۂ ثانی میں "آ گئے ہیں وہ روبرو" کے بجائے "سامنے آ گئے ہیں" زیادہ مناسب ہے۔ اصلاح سے شعر کڑی کمان کا کھینچا ہوا تیر ہو گیا۔

قمر ۔ سویرے اٹھ کے بیابان کی سمت گھر سے چلا   تو مرنے والوں کا اجڑا ہوا دیار ملا

اصلاح ۔ سحر کو " " " " " " "

"سویرے" کے بجائے پہلے مصرع میں "سحر کو" بنا کر زرا اور صاف کر دیا۔

مولوی حمید الدین حمید اعظم گڑھی ۔

الٰہی کیا کرون نکلے مرے دل کی خلش کیونکر   کسی کی یاد نشتر بنکے چبھتی ہے رگ جان میں

اصلاح ۔ خلش دل کی مزے دیتی ہے کیا کیا ہجر جانان میں " " " " "

خود جناب حمید تحریر فرماتے ہیں اُن کے الفاظ یہ ہیں کہ "آپ نے اس شعر کو مطلع کر دیا اور شعر کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا الفاظ وہی ہیں صرف طرز ادا نے بانکپن پیدا کر دیا۔"

حمید ۔ کسی کو کیا خبر ظالم جو حالت ہے مرے دل کی   کوئی کیا جانے لذت ہے جو لذت درد پنہان میں

اصلاح ۔ " " " اسکی مرے دل سے اسے پوچھو " " " ہوتی " " "

مجھی حمید صاحب نے اسی خط میں اس اصلاح کا ذکر بھی ان الفاظ میں فرمایا ہے ۔ "سبحان اللہ کیا اصلاح دی ہے روح تازہ ہو گئی۔ شعر کس قدر بلند ہو گیا۔ آپ کی استادی میں کسی کافر کو شبہہ ہو گا

حمید ۔ سر محفل اشارہ تھا قیامت اُنکی آنکھوں کا   کبھی دل نے سنبھالا مجھکو اور میں نے کبھی دل کو

اصلاح ۔ اُٹھا جب تیری محفل سے یہ بیتابی کا عالم تھا " " " "

پہلے مصرع میں دوسرے مصرع کا کافی ثبوت نہ تھا۔ اس اصلاح سے ثبوت مصرعۂ ثانی قوی ہو گیا اور جو خاص لطف پیدا ہو گیا وہ ماہران فن کی نگاہوں سے مخفی نہیں۔

حمید ۔ نقاب رخ شب مہتاب میں کس نے اُلٹ دی ہے   یہ شرمندہ کیا کس نے فلک پر ماہ کامل کو

اصلاح ۔ " " " " کس مہر نے الٹی   نظر آنے لگے تارے فلک پر " "

"کس نے اُلٹ دی ہے" کے بجائے "کس مہر نے اُلٹی" مصرعۂ ثانی میں بجائے "یہ شرمندہ کیا" کے "نظر آنے لگے تارے" بنایا۔ ادنے ترمیم سے شعر میں چار چاند لگ گئے معنی روشن ہو گئے۔

حمید ـ خوگر ضبط ہو چلا اب وہ دل و جگر نہین دیکھ تو او جفا شعار آنکھ بھی میری تر نہین
اصلاح ـ " " " " " " " " ستم نواز " " " "
مصرعۂ ثانی مین بجائے "جفا شعار" کے "ستم نواز" بناکر مطلع مین ایک جدت پیدا کردی۔ اس ترکیب کا کیا کہنا۔
حمید ـ حشر تو اُٹھ گیا مگر مہر تو جلوہ گر نہین میری شب فراق کی شام تو ہے سحر نہین
اصلاح ـ حشر بھی اُٹھ چکا " " " " " " " "
'اُٹھ گیا' مہمل و بے معنی تھا بجائے اُس کے "اُٹھ چکا" بناکر مطلع کو بامعنی کردیا۔ اور 'تو' کی تکرار بھی ناگوار تھی اس لیے بھی بنا دیا گیا۔
حمید ـ بزم مین یہ ستم ہے کیا دیکھتے ہو اُسی طرف غیر کی آنکھ آنکھ ہے میری نظر نظر نہین
اصلاح ـ " " بار بار تم " " " " " " "
"یہ ستم ہے کیا" یہ ٹکڑا برائے بیت تھا۔ بجائے اُس کے "بار بار تم" بناکر شعر مین چستی اور صفائی پیدا کردی۔
حمید ـ دیکھین تو اہل حشر کا ہوتا ہے کیا مآل اب رخ سے نقاب اُٹھ چکی اُٹھتی مگر نظر نہین
اصلاح ـ " " " " آج حشر کیا " " " " " "
"کیا مآل اب" کو قلم زد کرکے "آج حشر کیا" بناکر شعر مین ایک تازہ روح پھونک دی۔ اب شعر مین جو خوبی و لطافت پیدا ہوگئی محتاج بیان نہین اہل نظر خود دیکھ لین۔
حمید ـ ایک طلسم ہے عیان گلشن روزگار مین ہوش کسے خزان کا ہے آتی ہوئی بہار مین
اصلاح ـ جوش شباب کے ہین دن دل نہین اختیار مین " " "
مصرعۂ اولی سے مصرعۂ ثانی کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا جس سے مطلع بمثل ہو گیا۔
حمید ـ سینے مین دل ہوا ہے خون اس کا یقین اب آگیا خون کی بھی جھلک ہے کچھ دیدۂ اشکبار مین
اصلاح ـ " " ہوا لہو " " " " " "
بجائے "ہوا ہے خون" "ہوا لہو" بناکر شعر کو فصیح کردیا لفظ خون بلا ترکیب بغیر اعلان نون کے غیر فصیح تھا۔ اور پھر دونون مصرعون مین لفظ خون کی تکرار بدنما تھی۔ اصلاح سے یہ نقائص دور ہوگئے

حمید ۔ دل مین ہے میرے یہ حمید دیکھ لے اک نظر کوئی — بیٹھے ہین سر جھکائے ہم آج تو بزم یار مین
اصلاح ۔ " آرزو حمید " " " " " "
پہلے مصرع مین "میرے یہ" کے بجائے "آرزو" کا بامحل لفظ رکھدیا گیا جسکی ضرورت تھی اب مقطع خوب ہوگیا اور شتر گربہ کا عیب بھی رفع ہوگیا۔

حمید ۔ میخواریوں پیین نہ مے لالہ فام کو — ساقی کا نام لیکے اُٹھالین گے جام کو
اصلاح ۔ یون مُنہ لگائین گے " " " " " "
مصرعۂ ثانی سے مصرعۂ اولی کو ربط نہ تھا۔ اصلاح سے دونون مصرعون مین تعلق پیدا ہوگیا اور مطلع کی شان ہی اور ہوگئی۔

حمید ۔ ہم مست ہین شراب محبت پیے ہوے — ہم پی کے کیا کرین گے مے لالہ فام کو
اصلاح ۔ جو " " " وہ " " "
پہلے مصرع مین بجائے "ہم" کے جو اور دوسرے مصرع مین بھی بجائے 'ہم' کے وہ بناکر شعر کو لطیف اور دل آویز کردیا۔

حمید ۔ غم ہے الم ہے دہر مین انسان کے واسطے — دار فنا مین دور مسرت ہے نام کو
اصلاح ۔ " درد ہے رنج فراق ہے " " " "
"دہر مین انسان کے واسطے" بجائے اس کے "درد ہے رنج فراق ہے" بنایا کیونکہ ایک عاشق کے لیے انھیں چیزون کا ہونا مقتضائے فطرت ہے۔

حمید ۔ قاتل تو اپنے ہاتھ سے تلوار پھینک دے — کافی ہے اک نگاہ تری قتل عام کو
اصلاح ۔ او مست ناز پھینک دے خنجر کو ہاتھ سے " " "
اس اصلاح سے شعر مین جو فصاحت پیدا ہوگئی وہ ارباب نظر کی نگاہون سے پوشیدہ نہین۔ مست ناز کے ٹکڑے سے مصرعۂ ثانی کا مفہوم ادا ہوگیا۔

حمید ۔ پیری کی صبح دیکھ کے روتے ہین بیٹھ کر — اب یاد کر رہے ہین جوانی کی شام کو
اصلاح ۔ " " آنکھین سی کھل گئین " " "
"روتے ہین بیٹھکر" یہ ٹکڑا کچھ نہ تھا۔ بجائے اُس کے "آنکھین سی کھل گئین" کتنا بامحل محاورہ ہے

کیونکہ عموماً صبح کو آنکھیں کھل جایا کرتی ہین۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

حمید ۔ خالق سے ہر گھڑی یہ دعا رہتی ہے حمید حسن قبول دے مرے حسنِ کلام کو

اصلاح ۔ اللہ سے دعا ہے یہ ہر وقت اے حمید " " " "

مصرع کی ترمیم سے مقطع مین روانی و سلاست پیدا ہو گئی

حمید ۔ بھول کر بھی کبھی اللہ مجھے یاد نہ ہو ان حسینون مین اگر حسن خداداد نہ ہو

اصلاح ۔ ان حسینون مین اگر حسن خداداد نہ ہو بت کے بندون کو تو مر کر بھی خدا یاد نہ ہو

پہلا مصرع غیر فصیح تھا۔ پہلے مصرع کے بجائے دوسرا مصرع لکھدیا اور پھر اُسی مصرع کو ترمیم کر کے دوسرا مصرع کر دیا۔ تقدیم و تاخیر مصرعتین سے مطلع مین ایک حسن پیدا کر دیا

حمید ۔ لیچلا کھینچ کے تو او دل ناشاد مگر کوچۂ یار مین مٹی مری برباد نہ ہو

اصلاح ۔ لیے جاتا ہے کہان او دل بیتاب مجھے " " " "

دل ناشاد مین وہ کشش کہان جو دل بیتاب مین ہے۔ یہی کوچۂ یار کی طرف لیجاتا ہے۔

حمید ۔ کیا بتاؤن مین گذرتی ہے جو جی پر میرے شام غربت مین کبھی صبح وطن یاد نہ ہو

اصلاح ۔ کچھ نہ پوچھو کہ گذر جاتی ہے کیا کیا دل پر " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے لطف زبان پیدا ہو گیا۔

حمید ۔ آپ تو لوٹ چکے تاب و توان صبر و شکیب اُس پہ یہ ظلم ہے کہتے ہو کہ فریاد نہ ہو

اصلاح ۔ دل لیا لوٹ چکے " " " " " " "

پہلے مصرع مین "آپ"، دوسرے مصرع مین کہتے ہو بہ شتر گربہ تھا۔ اس لیے بجائے آپ تو" کے دل لیا بنا دیا گیا جس سے یہ عیب رفع ہو گیا۔ مگر ردیف مین فریاد نہ کر کا پہلو غالب ہے۔

حمید ۔ مہربان آپ یہ کیا چیز ہین مٹھی مین لیے مین بھی دیکھون کہین میرا دلِ ناشاد نہو

اصلاح ۔ کچھ وہ چٹکی مین دبائے ہین مسلنے کے لیے خیر یا رب " " "

اس اصلاح سے شعر مین جو حسن پیدا ہو گیا اُس کے اظہار کی چندان ضرورت نہین۔

حمید ۔ نالے کرتی ہے بہت باغ مین کیون اے بلبل ڈر یہ ہے تاک مین بیٹھا کہین صیاد نہ ہو

اصلاح ۔ چھپے باغ مین او بلبل خوش لہجہ نہ کر "

بلبل کے نالے کرنے کا یہ محل نہ تھا۔ اس لیے پہلا مصرع ترمیم کیا گیا۔ خود غور کیجیے کہ صیاد کب تاک
مین بیٹھا تھا کہ جب غریب بلبل شاخ گل پر بیٹھی چہچہے کر رہی تھی" یہ نوٹ اس اصلاح پر درج تھا
حمید ۔ فاتحہ پڑھنے وہ آئیگا مری تربت پر   ہاتھ اُٹھاتا کہیں بیداد سے جلاد نہ ہو
اصلاح ۔ فاتحے کا مری تربت پہ یقین ہو کیونکر   " " " "
مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا۔ پہلا مصرع زمانۂ مستقبل کی خبر دیتا تھا اور
دوسرا مصرع زمانۂ حال کی۔ اصلاح سے دونوں زمانے حال ہو گئے۔

سید محمد قاسم حسین شاہد جون پوری ۔

ہے طرز سخن اور تو انداز بیان اور   القصہ ہر اک بات پہ ہوتا ہے گمان اور
اصلاح ۔ ہے طرز نگہ اور " " "   ظالم تری ہر " " " "
طرز سخن و انداز بیان متحد المعنے تھے۔ اس لیے پہلے مصرع مین "ہے طرز نگہ" بنا دیا اور مصرعۂ ثانی مین
بجائے "القصہ ہر اک بات" کے "ظالم تری ہر بات" بنا کر مطلع کو لطیف و نازک کر دیا۔
شاہد ۔ آہون کی کشاکش سے پُھنکا جاتا ہے سینہ   پھر دل کا تقاضا ہے ابھی ضبط فغان اور
اصلاح ۔ اے سوزِ جگر اب تو " "   کیون آہ " " کہ ہو " " "
آہون کی کشاکش سے سوزِ جگر زیادہ لطیف ہے۔ دوسرے مصرع کی ترمیم سے زبان کا مزا بڑھ گیا۔
شاہد ۔ بس رحم کر اے جوشش گریہ کہ نہین تاب   پھنکتا ہے جگر اور تو اُٹھتا ہے دھوان اور
اصلاح ۔ " " " "   بجھتا ہے دل زار " " "
جوشش گریہ سے جگر کا پھنکنا کیسا۔ جوشش گریہ سے بجھنا ہی اچھا ہے اور دھوان اُسی وقت
زیادہ اُٹھتا ہے جب آگ بجھائی جاتی ہے۔ نازک اصلاح ہے۔
شاہد ۔ وہ لطف فصاحت ہے نہ وہ زورِ بلاغت   شاہد کی زبان اور ہے غالب کی زبان اور
اصلاح ۔ " " " حسن " "   " " " "
بجائے "زور" کے "حسن" کا لفظ بنا دیا۔ لطف کا مقابل حسن ہو گیا۔
شاہد ۔ ساقیا موسم بہاری ہے   صرف اب تیری انتظاری ہے
اصلاح ۔ " " بہار ہے اب   صرف تیرا ہی انتظار ہے اب

موسم بہاری کس قدر کانون کو برا معلوم ہوتا ہے۔ اور انتظاری بمعنی انتظار تو قطعاً غلط ہے اس لیے قافیہ ور دیف دونون ترمیم کر دیے گئے جس سے شعر کی صحت ہوگئی۔

شاہد ؎ کہ ریاض الحسن کی ہے شادی — ہوئی ہے میری خانہ آبادی

اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ ″ — ہو مبارک یہ ″ ″

مصرعۂ ثانی مین 'ہوئی ہے میری' سے 'ہو مبارک یہ' خوب ہے

مولوی وحید اللہ وحید مرزا پوری خلف مولوی رعایت اللہ صاحب وکیل فرنگی محلی لکھنوی ؎

کیا کیا نہ صورتین مری آنکھون کے سامنے — دیکھو تو مدفنون مین وہ روپوش ہوگئین

اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ — دامن مین اس زمین کے ″ ″

دوسرا مصرع اچھا نہ تھا اس لیے ترمیم کیا گیا جس سے شعر مین لطافت آگئی۔ حسن پیدا ہوگیا

حمید ؎ سن سکین گے نہ کبھی آپ کہانی میری — درد ہی درد بھرا ہے مرے افسانے مین

اصلاح ؎ تم تو کیا سُن کے تڑپ جائین گے سننے والے — ″ ″ ″ ″

اس اصلاح کے متعلق خود جناب حمید اپنے ایک خط مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ "میرے اس شعر کو جس کو مین سمجھتا تھا کہ بہت صاف ہے اور اصلاح کی گنجایش نہین اُس کے پہلے مصرع کو آپ نے تبدیل کر کے ایک خاص لطف پیدا کر دیا۔ سبحان اللہ"

حمید ؎ آپ فرمائین گے کیا مجھکو جناب ناصح — مین تو آنے کا نہین آپ کے بہکانے مین

اصلاح ؎ چھوڑ کر کوئے بتان قصد کرون کعبے کا — مین نہین آنے کا ناصح ترے ″ ″

مفہوم وہی رہا مگر ترکیب ہی اصلاح سے کچھ اور ہوگئی۔

حمید ؎ نیم بسمل ہی مجھے چھوڑ دیا کیون تونے — ارے ظالم تجھے کیا مل گیا تڑپانے مین

اصلاح ؎ ″ ″ ″ ″ — ارے قاتل ″ ″ ″ ″

بجائے ظالم کے مصرعۂ ثانی مین قاتل بنا دیا جس کی ضرورت تھی اور اب یہ لفظ نیم بسمل سے مربوط ہوگیا

حافظ احمد علی شعلہ لکھنوی ؎

لہو ہے تیرے کشتے کا یہ اک دن رنگ لائیگا — نہ چھوٹیگا یہ دھبہ حشر تک دامان قاتل سے

اصلاح ؎ شہیدانِ وفا کا ہے لہو یہ ″ ″ — ″ ″ ″ ″ ″

"ترے کشتہ" سے "شہیدان وفا" خوب ہے۔ دونون مصرعون مین 'یہ' کی تکرار بدنما تھی۔ اصلاح سے جاتی رہی۔ معنوی ترقی ہوگئی۔

شعلہ ۔ گھلی جاتی ہے کس غم مین رواں ہین دیدہ آنسو   پتنگون نے نہ جانے کہدیا کیا شمع محفل سے

اصلاح ۔ " " " " "   یہ پروانون نے جل کر کہدیا کیا " "

مصرعۂ ثانی مین " یہ پروانون نے جل کر " سے شعر مین اور گرمی پیدا ہوگئی۔

شعلہ ۔ یہی اب مشغلہ ہے چاندنی راتون کو ہم اکثر   ملاتے ہین تری صورت کو پہرون ماہ کامل سے

اصلاح ۔ جنون یہ ہوگیا ہے " " ہین " " " " "

پہلے ہی مصرع مین یہ کہا جاتا ہے کہ یہی اب مشغلہ ہے اور پھر چاندنی راتون مین ہم اکثر۔ مشغلہ کے معنی تو یہ ہین کہ ہر وقت وہی شغل ہو پھر اکثر کی کیا ضرورت ہے۔ "جنون یہ ہوگیا ہے" خوب بنایا اس سے اکثر کا لفظ مربوط ہوگیا اور شعر کے معنے مین کس قدر ترقی ہوگئی۔ مطلب یہ کہ کہان ماہ کامل جس مین داغ ہے اور کہان تیری صورت جو ہر اعتبار سے ماہ کامل سے زیادہ حسین ہے یہ ہم کو جنون ہوگیا ہے کہ پہرون تیری صورت کو اُس سے ملاتے ہین۔

وحید ۔

جلنے کو کل ہمین یہین آنا پڑے گا پھر   شمعین یہ کہہ کے بزم مین خاموش ہوگئین

اصلاح ۔ جلنے پھر آئین گے کل اسی انجمن مین ہم   " " "صبح کو " "

دونون مصرعون کو اس حسن سے بنایا کہ شعر روشن ہوگیا۔ شاگرد کے تخیل مین سرِمو فرق نہ آیا۔ اور شعر کو نور کے سانچے مین ڈھال دیا۔ مصرعۂ ثانی مین صبح کا لفظ ایسا پیارا رکھدیا کہ اُس کی جس قدر داد دیجائے کم ہے۔

وحید ۔ وہ لطف اور ہاے وہ اپنی شرارتین   مدت ہوئی وحید فراموش ہوگئین

اصلاح ۔ وہ کم سنی وہ اُنکی ادائین وہ شوخیان   " " " " "

معشوق کے لیے شرارتین زیبا ہین نہ کہ عاشق کے لیے۔ اس لیے مقطع مین ترمیم کی گئی اور اصلاح سے مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا ہوگیا۔

محمد ابو تراب طرب صدیقی لکھنوی۔ ۔۔

اُڑائے ہین مزے ہم نے جو زاہد کوے جانان مین   ملیگا اب وہ مر کر بھی نہ تجھکو باغ رضوان مین
اصلاح۔ مزے لوٹے ہین اے زاہد جو ہم نے " " " " " "

"اُڑائے ہین مزے" بازاری زبان تھی۔ اس لیے بجائے اُس کے "مزے لوٹے ہین" بنا کر مطلع مین لطف زبان پیدا کر دیا۔

طرب۔ کمی کرتا ہے تو کیون اے فلک وحشت کے سامان مین   کہ تھوڑا فاصلہ باقی ہے اب دست و گریبان مین
اصلاح۔ " " " جنون " " " زرا سا " " " "

پہلے مصرع مین بجائے "فلک" کے "جنون" بنا دیا کیونکہ وحشت سے جنون کو تعلق ہے نہ کہ فلک سے۔ دوسرے مصرع مین "کہ تھوڑا" کو قلمزد کر کے "زرا سا" بنا دیا جس سے مطلع مین روانی و سلاست پیدا ہو گئی۔

طرب۔ کلیجا تھام کر اُٹھ جائے وہ گل بزم دشمن سے   اثر اتنا تو ہو جائے ہماری آہ سوزان مین
اصلاح۔ " " آئے کوئی " " " " یارب " " "

پہلے مصرع مین "وہ گل" بے محل تھا اور پھر اُٹھ جائے سے عاشق کو کوئی فائدہ نہ تھا۔ معشوق خدا جانے اُٹھکر کہان جائے۔ اُٹھ آئے سے یہ معنی بھی پیدا ہو گئے کہ میرے گھر چلا آئے دوسرے مصرع مین "اتنا تو ہو جائے" اس ٹکڑے مین بھی یہی کمی تھی کہ "اثر اتنا تو ہو یارب" کہنا چاہیے تھا۔ وہی بنا کر شعر کو مکمل کر دیا۔

طرب۔ پیادہ پا نظر نیچی وہ بکھرائے ہوے گیسو   یہ کس انداز سے آتے ہین وہ گور غریبان مین
اصلاح۔ نظر نیچی برہنہ سر خرام آہستہ آہستہ   یہ کون آتا ہے اس انداز سے " " "

دونون مصرعون مین "وہ" کی تکرار مخل فصاحت تھی۔ اس لیے دونون مصرعون مین مداخلت کی گئی جس سے شعر مین چہار چند ترقی ہو گئی۔

طرب۔ گئے ہو یار کے گھر کس طرح اے بخت خوابیدہ   کسی شب خواب بھی آتا نہین چشم نگہبان مین
اصلاح۔ گزر کیا بزم جانان مین ہو کیا جاگے مری قسمت   " " " تک " " " "

شاگرد کے مفہوم کو استاد نے اپنے الفاظ مین اس حسن سے ادا کر دیا کہ شعر عمدہ ہو گیا۔ مصرع ثانی مین

'بھی' سے 'تک' مین زیادہ زور ہے۔

طربؔ ملا جب تجھ سے ظالم جانِ تازہ آگئی مجھ مین	اثر ہے آبِ حیوان کا مرے قاتل کے پیکان مین
اصلاحؔ " " دل " " " " " " " " "

بجائے 'مجھ سے' کے "دل سے" بنایا۔ دیکھیے صرف ایک لفظ کی ترمیم نے شعر مین روح تازہ پھونک دی۔ پیکان دل سے ملتا ہے نہ کہ مجھ سے۔

طربؔ نہ مدفن طرب کیا خاک دل کو چین ہو حاصل	کٹی ہو عمر جس کی رات دن بزمِ حسینان مین
اصلاحؔ طرب زیر لحد کس طرح چین آئیگا اب اس کو " " " " "

مصرعۂ ثانی اسی مصرع کا محتاج تھا۔ اس اصلاح سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا۔

طربؔ نہ آئے دیکھنے مجھکو یہ حیلہ تھا نزاکت کا	بڑی حسرت سے دم نکلا ہے بیمارِ محبت کا
اصلاح نہ آئے تم عیادت کو برا ہو اس " " " " "

پہلے مصرع مین مجھ کو اور پھر دوسرے مصرع مین بیمار محبت یہ کسی طرح جایز نہ تھا پہلے مصرع مین جو تصرف کیا گیا اس سے مطلع نہایت شاندار ہوگیا۔

طربؔ مری آنکھون کی سرخی دل کے خون ہونے پہ شاہد ہے	مرا ہر اشک اک عنوان ہے سوزِ محبت کا
اصلاح " " " خون شدہ دل کی شہادت ہے " " " دردِ " "

پہلے مصرع مین اول تو خون بلا اعلان نون غیر فصیح تھا۔ اس لیے ایک ادنے تصرف سے یہ سقم دور ہوگیا اور مصرعۂ اولی مین برجستگی وصفائی پیدا ہوگئی دوسرے مصرع مین سوز محبت کے بجائے درد محبت کا لفظ رکھدیا گیا جو نہایت بامحل ہے۔

طربؔ رواں آنکھون سے آنسو زرد رنگت مضطرب دل ہے	نہ پوچھو ماجرا مجھ سے مری شامِ مصیبت کا
اصلاحؔ " " دردِ دل مین رنگ رخ فق ہے " " " "

گو پہلے مصرع مین کوئی سقم نہ تھا مگر دوسرے مصرع مین شام مصیبت کا ماجرا شاعر بیان کرتا ہے اور کہتا ہے مضطرب دل اور رنگت زرد ہے اصلاح مین انھین ٹکڑون کے بجائے 'درد دل مین رنگ رخ فق ہے' بنا دیا گیا جس سے شعر مین فصاحت پیدا ہوگئی۔

طرب؎ ستم یہ ہے دم زینت بٹھا کر سامنے اپنے بنا دیتے ہین وہ پتلا مجھے تصویر حیرت کا
اصلاح؎ دم آرایش گیسو " " " " " " " "

"ستم یہ ہے" اس ٹکڑے کی ضرورت نہ تھی۔ اصلاح سے شعر صاف مثل آئینہ ہوگیا۔

طرب؎ اگر وہ مہربان ہوتا تو کیون مرتا جوانی مین نتیجہ یہ ہوا آخر طرب ظالم کی الفت کا
اصلاح؎ نہ مانی ایک کی بھی جان ہی یدی " " " " " "

پہلا مصرع دوسرے مصرع سے منطبق نہ تھا۔ اصلاح سے مصرعۂ ثانی کا مفہوم ادا ہوگیا۔

طرب؎ دام کاکل سے چھپا جلوۂ جانان دیکھا دل نے کیا کیا نہ عذاب شب ہجران دیکھا
اصلاح؎ نیند آنکھون سے اُڑی موت کا سامان دیکھا " " " " "

اول دام کاکل سے شب ہجران کی تشبیہ کچھ اچھی نہین۔ دوسرے مصرعۂ ثانی مین کہتے ہین۔ "کیا کیا نہ عذاب شب ہجران دیکھا۔ اور پہلے مصرع مین صرف ایک جلوۂ جانان کا ذکر ہے۔ اور وہ بھی نہ دیکھنے کا شکوہ ہے۔ اب جو مصرع لگا دیا گیا اُس سے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی اور مطلع بھی لاجواب ہوگیا۔ فن شاعری مین مصرع ہی لگانا مشکل ہے جس شاعر کو مصرع لگانا آگیا اُستاد ہوگیا۔

طرب؎ دست صیاد مین گلچین کا گریبان دیکھا آج ہم نے یہ نیا رنگ گلستان دیکھا
اصلاح؎ " " " " باغبان تونے بھی یہ " " " "

اصلاح سے شعر مین بہت ترقی ہوگئی پہلے تو شاعر صرف اپنی آنکھون سے دیکھکر استعجاب کر رہا تھا اب اصلاح مین باغبان کو بھی مخاطب کرکے یہ کہہ رہا ہے کہ تونے بھی یہ رنگ گلستان دیکھا تو بھی دیکھ کہ باغ کا تو مہتمم ہے۔

طرب؎ کون آیا یہ ہے کس کے گل عارض کی بہا آج کچھ اور ہی انداز گلستان دیکھا
اصلاح؎ تم جو آئے تو ہر اک پھول کو خندان دیکھا " " " " "

پہلے مصرع سے دوسرے مصرع کو کچھ واسطہ نہ تھا اس اصلاح سے شعر مطلع ہوگیا اور دونون مصرعے باہم دست و گریبان ہوگئے۔

طرب؎ گل کھلے بن گئی کوچے کی زمین رشک چمن تونے قاتل اثر خون شہیدان دیکھا
اصلاح؎ بن گئی رشک چمن کیا ترے کوچے کی زمین " " " " "

مصرعۂ اولے سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کہاں گل کھلے اور کس کے کوچے کی زمین رشکِ چمن بن گئی
اصلاح سے یہ سب نقایص دور ہو گئے۔ شعر بامعنی اور رنگین ہو گیا۔

طربؔ دامنِ حشر سے مُنہ اپنا چھپایا اُس نے مہرِ محشر نے جو داغِ دلِ سوزاں دیکھا
اصلاح سے دامنِ ابر سے شرما کے چھپایا منہ کو مہر نے جب مرا " "

دامنِ حشر سے منہ چھپانے کی ایک ہی رہی۔ اسی لیے دوسرے مصرع میں مہرِ محشر لائے ہیں شعر قطعًا بے معنے ومہمل تھا مگر اصلاح سے وہ مفہوم ادا ہو گیا جو قائل کے دل میں تھا۔ ایسے شعروں پر اصلاح دینا واقعی سخت مشکل ہے۔

طربؔ لے طرب کیا مرے جینے کی نہیں اب امید چارہ سازوں کو بہت آج پریشاں دیکھا
اصلاح " " " " سے انھیں یاس ہوئی " " " "

مصرعۂ اولی کی ترمیم سے مقطع میں صفائی اور بندش میں چستی پیدا ہو گئی۔

طربؔ لگائی تیغ لیکن جان ابھی باقی ہے بسمل میں الٰہی اور دیدے زور کچھ بازوئے قاتل میں
اصلاح سے " " " دم " " " " " " "

اول تو لفظ "جان" اس محل پر بلا اعلان نون غیر فصیح ہے۔ "دم" کا لفظ ایسا رکھ دیا گیا ہے کہ مطلع میں جان آگئی۔ ورنہ یہ مطلع جسدِ بے روح تھا۔

طربؔ چلا کرتی ہے کس کس ناز سے مقتل میں یہ ظالم بھری ہیں شوخیاں کیا کیا عروسِ تیغِ قاتل میں
اصلاح سے " سو سو ناز سے مقتل میں کھنچ کھنچ کر " " " "

تیغ کے لیے کھنچ کھنچ کر چلنے کی ضرورت ہے۔ ایک ادنے ترمیم سے شعر میں بانکپن پیدا ہو گیا۔

طربؔ چلے آتے ہو کیسے ہائے بکھرائے ہوئے گیسو بتو! اندھیر کرتے ہو ہمارے کعبۂ دل میں
اصلاح سے " " " بے جھجک کھولے ہوئے گیسو " " "

مصرعۂ اولی میں "ہائے" کا لفظ برائے بیت تھا۔ اس لیے بے جھجک کا لفظ بنا دیا گیا۔

طربؔ جہاں دیکھا طرب اُن کو وہ شرما جاتے ہیں ایسا خود آجاتے ہیں آنکھوں سے سا کر وہ مرے دل میں
اصلاحؔ " " " یہ نشان پردہ داری ہے " " " "

دونوں مصرعوں میں لفظ "وہ" کی تکرار شعر کو غارت کر رہی تھی۔ پہلے مصرع کی اصلاح خوب کی گئی اور

شان پردہ داری کا ٹکڑا بھی خوب بنایا گیا۔

طرب ؎ جلوہ افگن غم ہے اُن کا خون تک دل میں نہیں شرم آتی ہے ہمیں کیا خاطر مہمان کریں

اصلاح ؎ جلوہ فرما ہے غم جانان تھو " " " " " " "

"جلوہ افگن" کے بجائے "جلوہ فرما" بنایا "غم ہے اُن کا" یہ بھی ٹکڑا اچھا نہ تھا۔ اس لیے "غم جانان" بنا کر شعر کو اور لطیف و رنگین کر دیا۔ +

واقف بہاری ؎ کیسے معصوم بن رہے ہیں آپ جان گویا کسی کی لی ہی نہیں۔

اصلاح ؎ کیسے انجان بن رہے ہیں آپ " " " "

معصوم و انجان میں جو فرق ہے وہ ارباب نظر سے مخفی نہیں۔ معصوم کا یہ محل نہ تھا جان کے لیے انجان ہی کا لفظ مناسب و موزون تھا۔ انجان کے لفظ سے شعر میں جان پڑ گئی۔ اس موقع پر یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت واقف بہاری مرحوم کا دیوان جو جناب آصف بنارسی نے کلکتہ سے بطور تحفے کے مجھے بھیجا اور اس پر ریویو لکھنے کی بھی فرمایش کی تھی تو جہاں اور اشعار کی میں نے قصیدہ خوانی کی تھی وہاں اس شعر پر بھی اظہار خیال کیا تھا۔ میرے اکثر احباب نکتہ سنج کو یہ ترمیم میری بے حد پسند آئی اور انھیں کے بڑھے ہوئے اصرار سے میں اپنی یہ ناچیز اصلاح ناظرین مشاطۂ سخن کے سامنے بھی پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

سید حافظ حسین حافظ الہ آبادی برادر نسبتی لسان العصر خان بہادر حضرت اکبر الہ آبادی ؎

مزے آتے نقاب رخ جو اُٹھتی روئے انور سے ابھی پہلے پہل نام خدا نکلے ہیں وہ گھر سے

اصلاح ؎ قیامت تھی نقاب اُٹھتی جو اُن کے " " " " " " "

اس ترمیم سے مطلع میں کس قدر ترقی ہو گئی۔ قیامت کی لفظ قیامت ہی ہے۔ اصل مطلع میں نقاب رخ اور پھر روئے انور کانوں کو ناگوار سا تھا اس اصلاح سے یہ مطلع آفتاب ہو گیا۔

حافظ ؎ چمن میں پھول لاکھوں ہیں مگر تشبیہ کیا اُن سے ترے رخسار کو جانان ہے نسبت کیا گل تر سے

اصلاح ؎ " " " " کیا دیتا گل رخسار جانان کو ہے " "

اس اصلاح کا ذکر خود ہمارے بچپن کے ساتھ کھیلے ہوئے دوست حافظ مرحوم اپنے ایک خط میں

+ نوٹ۔ یہ اصلاحیں ابو تراب طرب صاحب صدیقی نے دیں۔

یون تحریر فرماتے ہین جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض بعض اصلاحین مجھے پسند آئین جن مین شعر مندرجہ بالا بھی ہے۔ یہ پاکیزہ اصلاح ہے صرف دو لفظون کے رد و بدل سے شعر کہان سے کہان پہونچ گیا۔ یہ خط اِن کا "مرقع ادب" حصۂ دوم مین شایع ہوا ہے۔ جس کا ہر فقرہ موتی کی لڑی ہے۔ طبیعت مین مرحوم کی خدا بخشے شوخی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ میرے دوستانہ تعلقات ۱۹۰۹ء سے تھے۔ ۱۹۲۱ء سے شاعری کا شوق ہوا اور مجھ سے مشورۂ سخن فرمانے لگے۔ اور جو چاہتے تھے مجھے بے تکلف لکھتے تھے۔ نثر اتنی بے تکلف اور دلچسپ لکھتے تھے کہ پڑھنے والے پڑھکر دل تھام لیتے تھے مرقع ادب حصۂ دوم مین چند خطوط اُن کے شایع ہوے ہین جن کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ ۱۹۲۸ء ماہ جنوری مین انتقال فرمایا۔ اللہ اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ افسوس دنیا رہنے کی جگہ نہین ؎

یان کوچ کی آتی ہے صدا چار طرف سے ۔۔۔ دو ہاتھون سے ہو ماتم احباب کہان تک

غمگین ؛ حزین صفدر مرزاپوری۔

شاہ سید شاہد علی صاحب فانی سبزپوش سجادہ نشین درگاہ رشیدیہ جونپور

پیارے موہن ورما عاجز گورکھپوری ؎

گو ہو نہ ہو خیال تو ہے وصل یار کا ۔۔۔ تڑکا کہین نہ ہوئے شب انتظار کا

اصلاح ؎ ہو یا نہو " " " ۔۔۔ مر مر کے کاٹتا ہون مین دن " "

دونون مصرعے بے ربط تھے۔ دونون مصرعون کی ترمیم سے مطلع اچھا خاصہ ہوگیا۔

عاجز ؎ اڑ کر کے آج پہونچا لب بام یار تک ۔۔۔ یہ اوج دیکھیے گا ہمارے غبار کا

اصلاح ؎ پہونچا ہے اُڑکے آج " " " ۔۔۔ اللہ یہ عروج " " "

پہلے مصرع مین "اڑ کر کے" غیر فصیح تھا لہٰذا اُڑکے بنایا۔ دوسرے مصرع مین "دیکھیے گا" بلا ضرورت تھا اس لیے اُسے بھی ترمیم کرکے شعر کو صاف کردیا۔

عاجز ؎ اک بات کہین تم سے اگر تم نہ خفا ہو ۔۔۔ ملنا ہے اگر ہم سے نہ تم غیر کو چاہو

اصلاح ؎ " " " " " ۔۔۔ " " تو دشمن کو نہ چاہو

دوسرے مصرع مین "نہ تم" اچھا نہ تھا لفظ "تو" کی ضرورت بھی اسلیے "تو دشمن کو نہ چاہو" بنا دیا

عاجز — مانا یہ کہ تم بانیِ بیداد و جفا ہو　　درد دلِ عاشق کی مگر پھر بھی دوا ہو
اصلاح — یہ مان لیا ہم نے کہ بانیِ جفا ہو　　" " " "

اس اصلاح سے مطلع میں صفائی پیدا ہو گئی۔ بندش میں چستی آ گئی۔

عاجز — کس طرح سے وہ داغ کریں دل سے جدا ہم　　جو جان سے بڑھکر ہو تمھارا جو دیا ہو
اصلاح — اس داغ کو کس دل سے " " "　　" " " کسی کا " "

پہلے مصرع میں 'سے' زاید تھا اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔ دوسرے میں بجائے "تمھارا" کے "کسی کا" بھی خوب بنایا۔

عاجز — میں داورِ محشر سے کروں اُن کی شکایت　　منت سے وہ روکیں تو بڑا اس میں مزا ہو
اصلاح — " " " "　　وہ منتوں سے مجھکو جو روکیں تو مزا ہو

مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے انداز بیان میں صفائی پیدا ہو گئی۔

عاجز — عیسے سے علاج دلِ بیمار عبث ہے　　اس درد کی اے جان تمھیں ایک دوا ہو
اصلاح — حیران ہیں عیسے بھی مرے دل کی تڑپ سے　　" " " "

پہلا مصرع مہمل سا تھا چونکہ دوسرے مصرع میں درد کا ذکر ہے اس لیے پہلے مصرع میں تڑپ کا لفظ بنایا جس سے مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا ہو گیا۔

عاجز: فرصت جو عیادت کی نہیں خیر نہ آؤ　　مانا کہ مسیحا سہی کیا میرے خدا ہو
اصلاح — کچھ غم نہیں آتے جو نہیں تم دمِ رحلت　　تم رشکِ مسیحا ہو تو کیا " " "

اس اصلاح سے شعر میں کسی قدر جان آ گئی ورنہ کچھ نہ تھا۔

عاجز — اللہ رے زورِ ضعف ہمارا یہ حال تھا　　دم توڑنا بھی ہجر میں امرِ محال تھا
اصلاح — " " " "　　خم ہو کے جسم زار بشکلِ ہلال تھا

دوسرا مصرع خوب بنایا گیا مگر عاجز کا مصرع بھی قابلِ غور ہے۔ میرے خیال میں بہت نازک ہے

عاجز — اُڑ کر جو پہونچا آج لبِ بامِ یار پر　　کیا کیا ہے رشکِ غیر کو میرے غبار پر
اصلاح — پہونچا جو اُڑ کے گوشۂ دامانِ یار پر　　" " " "

"لبِ بامِ یار" کے بجائے "گوشۂ دامانِ یار" بنا کر مطلع کو لطیف و دل آویز کر دیا۔ ÷

÷ نوٹ۔ یہ اصلاحیں برادرم اثیم نیر آبادی سلمہ نے مرحمت فرمائیں صدہا اصلاحوں سے چند اصلاحیں [illegible]

+ تتمۂ اصلاحات ناخدائے سخن حضرت نوح ناروی

بابو سکھدیو پرشاد بسمل الٰہ آبادی ؎

جلوۂ نور جمال ایزدی ہے دیر بھی — آؤ اے اہل حرم کر لو یہاں کی سیر بھی

اصلاح ؎ مظہر نور " " " " " " " "

بجائے "جلوۂ نور" کے "مظہر نور" بنا کر مطلع کو اور روشن کر دیا۔ سبحان اللہ

بسمل ؎ عزیز و اقربا کیا رو رہے ہیں دیکھو مرنے پر — کہ اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں پیوند زمیں ہم کو

اصلاح ؎ " " کو بعد مرجانے کے کیا سوجھی " " " " "

پہلے مصرع کی ایک ادنےٰ ترمیم سے باہم دونوں مصرعوں میں ربط پیدا ہو گیا

بسمل ؎ نزع میں یہ کون آہ سرد بھر کر رہ گیا — دل جگر تھامے ہوئے جو وہ ستمگر رہ گیا

اصلاح ؎ " " " " " تھام کر اپنا کلیجہ " " "

مصرعۂ ثانی میں دل جگر دونوں کا تھامنا اچھا نہ تھا۔ اور لفظ "جو" بھی بلا ضرورت تھا اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا جس سے مطلع میں لطف زبان پیدا ہو گیا۔

بسمل ؎ مجھے مشہور کرتی ہے تجھے بدنام کرتی ہے — جفا کسکی جفا تیری وفا کس کی وفا میری

اصلاح ؎ مجھے ناکام رکھتی ہے " " " " " " "

"مجھے مشہور کرتی ہے" کے بجائے "مجھے ناکام رکھتی ہے" خوب بنایا اب شعر بامعنے و لطیف ہو گیا۔

بسمل ؎ اِدھر میں ڈوبنے جاتا ہوں دریائے محبت میں — اُدھر دنیا بلائی ہے مجھے گھبرا کے ساحل سے

اصلاح ؎ " " آیا " " " " " " "

بجائے "جاتا ہوں" کے "آیا ہوں" بنایا جس سے زمانہ کا جو نقص شعر میں تھا دور ہو گیا

بسمل ؎ حسن نے بڑھ کے دل سے لیں اسکی بلائیں بار بار — جان سے جب گذر گیا سرمد پاکباز عشق

اصلاح ؎ جلوۂ سرمدی نے " " " " " " "

اس اصلاح سے ثبوت مصرعۂ ثانی کا قوی ہو گیا۔ سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعۂ قتل بے جرم و خطا۔ مشہور و معروف ہے "جلوۂ سرمدی" خوب بنایا۔

+ نوٹ۔ یہ اصلاحیں بعد کو وصول ہوئیں۔ لہذا باضافۂ لفظ تتمہ یہاں درج کر دی گئیں۔ مؤلف

بسمل ۔ اللہ اللہ دور کب دل سے ہوا اُنکے غبار خاک میں جب مل گئے خاکے مری تصویر کے
اصلاح ۔ ہوتے ہوتے ہو نئے دور " " تیرے " " " " " " "
ایک ادنے ترمیم سے شعر میں سلاست پیدا ہوگئی۔ اللہ اللہ کا یہ محل نہ تھا۔

بسمل ۔ تیز نگاہِ یار خدا کی تجھے قسم دل میں لہو رہے نہ جگر میں لہو رہے
اصلاح ۔ " " " ادا " " " " " " "
تیز نگاہ یار کو خدا کی قسم سے کیا سروکار ادا کی قسم سے شعر میں بانکپن پیدا کر دیا۔

بسمل ۔ جب بگولا دشت میں اُٹھکر کہیں اونچا ہوا قیس یہ سمجھا کہ بس لیلی اسی محمل میں ہے
اصلاح ۔ " " " " ذرا " " " " " " " "
"کہیں" بے ضرورت تھا بجائے اُس کے ذرا بنا کر شعر کو لطیف و پاکیزہ بنا دیا۔

بسمل ۔ وہ شمع نہ تھی وہ بزم نہ تھی وہ رونق اہل بزم نہ تھی اک یاد دلانے کی خاطر انبار پہ پروانہ تھا
اصلاح ۔ " " " " صبح کو اہل بزم نہ تھے بس " " " "
شمع و بزم کے لیے صبح کی بھی ضرورت تھی۔ اس کمی کو استاد نے پورا کر دیا۔ مصرعۂ ثانی میں بجائے
'اک' 'بس' بنا دیا جس کی ضرورت تھی۔

بسمل ۔ سمجھ لیا کہ یہ ہے دل شکستۂ حسرت کہیں کسی کا جو ٹوٹا مزار دیکھ لیا
اصلاح ۔ " " " " الفت " " " " " "
دل شکستہ حسرت کچھ نہ تھا۔ دل شکستۂ الفت سے شعر میں معنی پیدا ہو گئے۔ عمدہ اصلاح ہے۔

بسمل ۔ جو کہے حالات دل وہ عاشق دلگیر ہے جو بلائے سے نہ بولے وہ تری تصویر ہے
اصلاح ۔ " " غم " " " " " " "
حالات دل کے بجائے 'حالات غم' بنا کر شعر میں جان ڈال دی۔ عاشق دل گرفتہ کے لیے
حالات غم ہی موزون و مناسب ہے۔

بسمل ۔ سمجھ کا پھیر ہے اس کو قضا کہنے لگی دنیا گرہ جب کھل گئی ترکیب اجزائے پریشان کی
اصلاح ۔ " " تھا " " " " " "
اس شعر میں 'ہے' کی جگہ 'تھا' ہی کی ضرورت تھی۔

بسمل ؎ کیون رویا لاش پر کس نے جلائی آ کے شمع　　ہم کو اس کی کیا خبر ہم مر گئے تو کیا ہوا
اصلاح ؎ " " " " " " " " جب " "
مصرعہ ثانی مین "ہم" کانون کو ناگوار تھا اس لیے بجائے "ہم" کے "جب" بنایا جسکی ضرورت تھی۔
بسمل ؎ صیاد سے یہ کہتی ہے اُکتا کے عندلیب　　کر دے قفس مین بند ہوائے بہار کو
اصلاح ؎ " " " گھبرا " " " " "
"اُکتا کے" اس موقع پر بے محل تھا اس لیے گھبرا کے بنایا۔

مرزا عثمان غنی غنی الہ آبادی ؎
دل مین اگر مکین ہو آنکھون سے کیون نہان ہو　　اللہ رے بدگمانی اس درجہ بدگمان ہو
اصلاح ؎ " " " " " " " تم اتنے " "
"اس درجہ" سے "تم اتنے" مین زیادہ فصاحت و لطف زبان ہے۔
غنی ؎ مثل کلیم طور پہ ہرگز نہ جائین گے　　دیکھین گے حسن یار کا جلوہ یہین سے ہم
اصلاح ؎ " " جانے سے فائدہ " " " "
ہرگز نہ جائین گے کو قلم زد کر کے "جانے سے فائدہ" بنا دیا جس سے شعر مین کتنے نازک معنے پیدا ہو گئے مطلب یہ کہ رد دا دکلیم تو ظاہر ہے پھر طور پر جانے سے کیا فائدہ۔
غنی ؎ عالم یہ ہے اگر دل بے اختیار کا　　پہونچین گے آسمان پہ تڑپ کر زمین سے ہم
اصلاح ؎ عالم یہی رہا جو دلِ بے قرار کا " " " "
"بے اختیار" اور بے قرار مین زمین آسمان کا فرق ہے یہ بے اختیار کا محل نہ تھا بلکہ بیقراری کا تھا اور لفظ رہا بھی خوب بنایا جس سے شعر کے معنے صاف ہو گئے۔
غنی ؎ فصل گل آنے تو دو فصل بہار آنے تو دو　　خود بخود کھل جائین گی کڑیاں مری زنجیر کی
اصلاح ؎ " " " خزان جانے تو دو " " " "
فصل گل اور فصل بہار متحد المعنے ہین۔ اس تکرار سے کیا فائدہ۔ آنے کے لیے جانے کا تقابل چاہیے تھا۔ اس لیے بجائے "فصل بہار آنے تو دو" کے "فصل خزان جانے تو دو" خوب بنایا۔ معنوی ترقی اصلاح سے ہو گئی۔

غنی ؎ رہی ہے اُنکی الفت مین یہ صورت کوچہ گردی کی   اِدھر جانا اُدھر ہو کر اُدھر جانا اِدھر ہو کر
اصلاح ؎ رہی ہے جوشِ وحشت " " " " " " " " " "

"رہی ہے اُن کی الفت مین" یہ ٹکڑا قلمزد کر کے "رہی ہے جوشِ وحشت مین" بنایا جس سے مفہوم مصرعۂ ثانی کا ادا ہو گیا۔

غنی ؎ سیکڑون ظلم وستم ڈھاتے ہو مجھ پر صبح وشام   اور پھر کہتے ہو تجھکو چاہتے ہین دل سے ہم
اصلاح ؎ " " " " میری جان پر " " " " "

ظاہر ہے کہ "مجھ پر صبح وشام" سے "میری جان پر" کس قدر لطیف ہے اصلاح سے شعر مین جان پڑ گئی۔

غنی ؎ ہمیشہ بے سبب کیون تم اسے پامال کرتے ہو   تمھین اتنی کدورت کس لیے ہے میرے مدفن سے
اصلاح ؎ ہمیشہ آتے جاتے " " " " " " "

پامال کرنے کے لیے "آتے جاتے" کی ضرورت تھی جو قابل استاد نے بنا دیا۔

غنی ؎ الجھ کر رہگیا دل جب سے اُنکی زلف پیچان مین   ہزارون قسم کے آزار وغم سہتا ہے زندان مین
اصلاح ؎ " " " " " " " " ہون " "

شاگرد کا اشارہ "دل" کی طرف تھا۔ استاد نے عاشق کی طرف ضمیر "ہون" راجع کر دی۔

غنی ؎ جوشِ وحشت کی ترقی سے نہ معلوم ہوا   ایک دن ہوگا مجھے داخل زندان ہونا
اصلاح ؎ " " " پتا چلتا ہے " " " " "

مصرعۂ ثانی مین "داخل زندان ہونا" ہے پھر مصرعۂ اولے مین "نہ معلوم ہوا" کیون ہو بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ "پتا چلتا ہے"۔ مصرعۂ ثانی اسی ٹکڑے کا محتاج تھا۔

غنی ؎ آج تک جس نے نہ دیکھی ہو پریشان نظری   دیکھ لے وہ تری زلفون کا پریشان ہونا
اصلاح ؎ " " " " پریشانیِ دل " " " "

زلفون سے تعلق دل کو ہے نظر سے کیا علاقہ۔ کتنی نادر اصلاح دی۔ سبحان اللہ

غنی ؎ دستِ وحشت جو اٹھین بھی تو کرین کیا آخر   تار دامن مین نہین تار گریبان مین نہین
اصلاح ؎ " " " " " ایک بھی تار یہان جیب و " "

مصرعۂ ثانی مین تار کی تکرار مخل فصاحت تھی اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا۔

غنی - باد صرصر نے کہین کا بھی نہ رکھا مجھکو   دیکھتا ہون تو نشیمن بھی گلستان مین نہین
اصلاح - " " " کیا اور مجھے خانہ بدوش   " " " " "

"نشیمن بھی گلستان مین نہین" دوسرے مصرع مین ہے۔ اس لیے پہلے مصرع مین "خانہ بدوش" بناکر پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے دست وگریبان کردیا۔

غنی - میرے پہلو مین رہو میری نگاہون مین رہو   مین اسی بات کی کہتا ہون تمنا دل مین
اصلاح - " " " " پھرو   " " " " "

مصرعۂ اولی مین "رہو" کی تکرار بدنما تھی۔ اس لیے "نگاہون مین پھرو" بنادیا اصلاح اسی کو کہتے ہین کہ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر مین فصاحت ولطافت پیدا ہوجاے (درسلہ حضرت نوح ناروی)

خان صاحب نواب مرزا جعفر علی اثر لکھنوی

حضرت اثر لکھنوی نے "روح نشاط کے دوسرے رخ" کی سرخی سے چند اصلاحین جناب اصغر گونڈوی کے کلام پر دی تھین جو مئی سنہ ۱۹۲۶ء کے رسالہ "مرقع" مین شایع ہوئی ہین جس کی تردید خود خاکسار مؤلف نے "صلائے عام" دہلی مین لکھی تھی۔ جو ماہ جون وجولائی سنہ ۱۹۲۶ء کے رسالے مین چھپ چکی ہے۔ مگر مین نے تردید کرتے ہوئے بھی چند اصلاحین جو واقعی لاجواب تھین اُنھین تسلیم کرلیا تھا گو مرزا صاحب نے اُس کا جواب "مرقع" مین بہت دل شکن دیا اور بعض فقرے تو ایسے تحریر فرمائے جو خلاف تہذیب اور اُن کی شان کے شایان نہ تھے۔ جس کا جواب سوائے خاموشی کے اور مجھ سے کچھ نہ بن پڑا۔

نفسانیت جو خاصۂ بشری ہے ان نادر اصلاحون کے لکھنے کی اجازت نہین دیتی تھی مگر انصاف نے دامن پکڑا اور لکھنے پر مجبور کیا۔ لہذا جو اصلاحین میرے خیال ناقص مین اردو ادب کے لیے کارآمد ومفید ہین اُن کو انتخاب کرکے شاطہ کے زرین دامن مین ٹانکے دیتا ہون

اصغر - زلف تھی جو بکھر گئی رُخ تھا کہ جو نکھر گیا   ہاے وہ شام اب کہان ہاے وہ اب سحر کہان
اصلاح - " " " رنگ تھا جو " "   " " " " "

واقعی مرزا صاحب نے صحیح تحریر فرمایا کہ رنگ نکھرتا ہے نہ کہ رخ۔ مصرعۂ اولی مین "کہ" بھی زائد ہے اس ترمیم سے دونون سقم رفع ہوگئے۔

اصغر ۔ کچھ اُنکی شوخیون سے مجھے وہم ہو چلا   دیکھون تو قلب پھاڑ کے شکل اضطراب کی
اصلاح ۔ " " " " " " دل کے چاک سے " " "
دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین کس قدر لطافت پیدا ہوگئی واقعی عجیب و غریب مصرع لکھ دیا جس کی جس قدر داد دیجائے کم ہے ۔

اصغر ۔ نہ اب وہ عرض مطالب مین شوخی عنوان   نہ اب وہ شوق کی نیرنگی ادا باقی
اصلاح ۔ " " " " " " " رنگینی " "
صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر مین رنگ پیدا ہوگیا واقعی شوخی و رنگینی مین تناسب ہے نہ کہ شوخی و نیرنگی مین ۔ بقول مصلح ۔ رنگینی سے تنوع طرز ادا کا مفہوم بھی پیدا ہوتا ہے ۔

اصغر ۔ میخانے کی اک روح مجھے کھینچ کے دیدی   کیا کر دیا ساقی نگہ ہوش ربا سے
اصلاح ۔ " " " " " ساقی نے جو دیکھا نگہ " " "
بلاشبہ "کیا کر دیا" کا یہ محل نہین تھا ۔ یون کرنا چاہیے تھا کہ ساقی نے اس طرح نگہ ہوش ربا سے مجھے دیکھا کہ گویا میخانے کی روح مجھے کھینچ کے دیدی لہٰذا مصرعۂ ثانی کی ترمیم سے شعر کے معنی صاف ہوگئے

اصغر ۔ اُدھر وہ خندۂ گلہائے رنگین صحن گلشن مین   ادھر اک آگ لگ جانا وہ بلبل کے نشیمن مین
اصلاح ۔ " " " " " " " پھول آپڑنا " " "
اول تو دونون مصرعے دولخت ہین ۔ دوسرے "لگ جانا" یہ ٹکڑا کسی قدر ذم کا پہلو لیے ہوے تھا ۔ اس اصلاح سے دونون عیب دفع ہوگئے ۔ "پھول آپڑنا" اس جواہر نگار ٹکڑے کی کیا تعریف ہو زبان اور محاورے کے دونون لطف اس سے پیدا ہوگئے ۔

اصغر ۔ بلبل و گل مین جو گذری ہمکو اس سے کیا غرض   ہم تو گلشن مین فقط رنگ چمن دیکھا کیے
اصلاح ۔ " " " " اُسکی اُنکو کیا خبر   جو چمن مین بھی " "
مرزا صاحب کا نوٹ حرف بحرف یہ ہے جس سے کسی اہل نظر کو اختلاف نہین ہوسکتا ۔ وہ یون رقم طراز ہین کہ "اس خود غرضی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ بلبل و گل مین جو گذری اس سے غرض نہین حالانکہ عاشق کی حیثیت سے ماجرائے گل و افسانۂ بلبل سے دلچسپی ہونا چاہیے ۔ علم بیان کے ماہر سمجھتے ہین کہ دوسرے مصرع مین لفظ چمن کو مکرر لانا چاہیے تھا ۔ اس سے یہ بدیع مضمون پیدا

ہوتا کہ باوجودیکہ چمن کی ہر چیز جاذب نظر و قابل توجہ تھی اور دعوت نظارہ دے رہی تھی مگر حقیقت مین نگاہین رنگ قبا پر یری چمن دیکھنے مین ایسی محو ہوئین کہ جزئیات کی خبر نہین رہی - اس سے انکار نہین کہ گلشن اور چمن متحد المعنے ہین مگر جزو کو باوجود اُس کی دلکشی کے نظرانداز کرنا اور کل کو نگاہ عبرت سے دیکھنا اس مطلب کو ادا کرنے کے لیے تکرار لفظ چمن ضروری ہے - بغیر اس کے جزو کل مین اتحاد کے ساتھ ہی اختلاف کا مضمون پوری قوت سے ادا نہین ہوتا
ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ اصلاح دی گئی -

اصغر - زرا سے پردۂ محمل کی کیا حقیقت تھی　　غبار قیس کہین خود ہی پردہ دار نہ ہو
اصلاح - ″　″　″　″　نگاہ　″　″　″　″

مصرعۂ ثانی مین بجائے غبار کے "نگاہ" بناکر یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے "غبار قیس" سے یہ مراد لی ہے کہ جو غبار قیس کے تگ و دو سے بلند ہوا - حالانکہ غبار قیس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ قیس خاک ہوگیا اُس کا غبار، پہلی صورت مین شعر کا مذاق پست ہوجاتا ہے دوسری صورت مین شعر مہمل ہے - اگر سوجھ بوجھ ہوتی تو بجائے "غبار" لفظ نگاہ لاتے -

اصغر - ہان وادی ایمن کے معلوم ہین سب قصے　　موسیٰ نے فقط اپنا اک ذوق نظر دیکھا
اصلاح - ″　″　″　″　″　″　ہی　″　″

مصرعۂ ثانی مین لفظ "اک" حشو تھا - اس لیے بجائے اُسکے 'ہی' بنا دیا -

اصغر - ہر ادائے حسن آئینے مین آتی ہے نظر　　یعنی خود کو دیکھتے ہین مجھکو حیران دیکھ کر
اصلاح - ″　″　″　″　″　اپنی صورت　″　″　″

"خود کو" اس بے سلیقگی سے نظم کرنا عجز نظم کی بین مثال ہے - اس ٹکڑے کو موقع و محل سے صرف کرنا ہر شخص کا کام نہین اور نہ "یعنی" کی ری، گرانا اس زمانے مین مستحسن نہین سمجھا جاتا" - یہ نوٹ لکھکر مرزا صاحب نے مصرعۂ ثانی کو ترمیم فرمایا ہے - (نوٹ مؤلف) مصرعۂ ثانی پر دو اعتراض مرزا صاحب کے ہین - پہلا اعتراض بہت بجا ہے مگر دوسرے اعتراض پر مجھے اس قدر عرض کرنا ہے کہ شعرائے متقدمین و متاخرین کا یہ اصول رہا ہے کہ فارسی کی (ی) اگر کسی ترکیب کے ساتھ وابستہ ہو تو اُس کا گرانا جائز نہین رکھتے جیسے جشن شاہی - غم و شادی وغیرہ لیکن مفرد لفظ کی (ی) گرنا

جایز رکھا ہے۔ سب سے پہلے ہم اساتذۂ متاخرین میں داغ مرحوم کا شعر مثال مین لکھتے ہین۔

داغ ۔ وہ دبت کرے خدائی کی باتین خدا کی شان　　جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

جلال ۔ وہ تم کو وصل مین کیا رونمائی مین دیتا　　کہ جس کے دل سے اک ارمان یک نکل نہ سکا

یہ تو اساتذۂ حال کے دو شعر لکھے گئے۔ اب اساتذۂ متقدمین کے اشعار ملاحظہ ہون۔

ناسخ ۔ صبح فراق مین ہوئی قدر شب وصال　　آیا ہے یاد پیری مین عالم شباب کا

ذوق ۔ عجب نہین ہے کہ آرایش زمانہ سے　　خانے پنچے ہون تاک وچنار و بید انجیر

رند ۔ اُجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا　　الٰہی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد

اس نازک فرق کو ارباب نظر ہی خوب سمجھ سکتے ہین۔ حضرت اثر کا یہ فرمانا کہ اس زمانے مین "یعنی" کی (ی) گرانا مستحسن نہین سمجھا جاتا۔ بہت درست ہے۔ مگر ناجایز نہین۔

اصغر ۔ اصغر حریم عشق مین ہستی ہی جرم ہے　　رکھنا کبھی نہ پانون یہان سر لیے ہوے

اصلاح ۔ " " " " " قدم نہ " " "

تنافر لفظی سے مصرعۂ ثانی بالکل نامطبوع ہوگیا۔ وجہ یہ ہے کہ یہان "پانون" سے قدم بہتر تھا۔

اصغر ۔ اکثر رہا ہے حسن حقیقت کے سامنے　　آک مستقل سراب تمنا کہین جسے

اصلاح ۔ " " چشم " " " " " "

حسن حقیقت کو مستقل سراب تمنا کہنا کفر ہے اس لیے بجائے "حسن حقیقت" کے چشم حقیقت بنایا۔

اصغر ۔ اُسکو مطلوب ہین کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے　　جیب و دامن نہ کوئی پھاڑ کے دیوانہ بنے

اصلاح ۔ اُس کا ایما ہے کہ ہون قلب و جگر کے ٹکڑے　　" " " " " "

پہلے مصرع کی ترمیم سے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا۔ واقعی مرزا صاحب کا یہ اعتراض حق بجانب ہے کہ "قلب و جگر کے ٹکڑے تیر یا غم اس قسم کی چیزون کے کام آتے ہین کہ معشوق کو مطلوب ہوتے ہین۔ اس موقع پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا جو اسی ردیف و قافیہ مین ہے جس پر ہمارے محترم دوست حضرت ناطق لکھنوی نے یہ نوٹ اودھ پنچ مین لکھا تھا۔ یہی وہ شعر ہے کہ مولنا آسی شارح دیوان غالب نے غالب مرحوم کے ایک شعر سے موازنہ فرمایا۔ ناطق کا یہ نوٹ میرے لیے سرمایۂ نازو باعث افتخار ہے وہ یون رقمطراز ہین کہ "خوش نصیب ہے وہ کاغذ جس پر یہ شعر لکھا جائے" اب شعر ملاحظہ ہو۔

ے فرق کیا عاشق و معشوق میں بس اتنا ہے　　کوئی دیوانہ بنائے کوئی دیوانہ بنے

اصغر ۔ ہوش کسی کا بھی نہ رکھ جلوہ گہ ناز میں　　بلکہ خدا کو بھول جا سجدہ بے نیاز میں

اصلاح ۔ " " " محو ہو یوں نماز میں " " "

"جلوہ گہ نماز" یہ ٹکڑا اصغر صاحب کا خانہ ساز ہے۔ آج کل یہی تراش خراش نئی شاعری کی جان سمجھی جاتی ہے۔ اس خود رو جماعت نے مذاق فن کو اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ ایسی ہی بے معنے ترکیبیں سرمایۂ ناز اور شہرت کا باعث بتائی جاتی ہیں۔ اس کو نئے بگڑے ہوئے شاعر کمال فن جانتے ہیں مگر اہل تحقیق میں یہ ننگ شاعری اور توہین فن ہے۔ پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ شعر بامعنی ہو گیا ورنہ مہمل تھا۔ جلوہ گاہ طور۔ جلوہ گاہ ناز۔ یہ ترکیبیں مستعمل ہیں۔ جلوہ گہ نماز کسی نے نہیں کہا

اصغر ۔ سب ہے ادائے بیخودی ورنہ ادائے حسن کیا　　ہوش کا جب گذر نہیں اس کی حریم ناز میں

اصلاح ۔ " " فسون " " " " " "

پہلے مصرع میں "ادائے بیخودی" کے بجائے "فسون بیخودی" بنا کر یہ دلچسپ نوٹ تحریر فرمایا "کیا یہ مطلب ہے کہ حسن کی ادا کچھ نہیں جو کچھ ہے ادائے بیخودی ہے۔ اگر یہی تخئیل ہے تو میں اس زور کلام کی داد دیتا ہوں کہ حسن کی دنیا کا طبقہ ہی الٹ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مگر مصرعۂ ثانی کو دیکھکر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ادائے حسن کوئی چیز نہیں تو حریم ناز کہاں سے آگیا شاید یہ کہنا چاہتے تھے کہ حریم ناز میں جو حسن کی ادائیں نظر آتی ہیں وہ دراصل میری بیخودی کے نقوش ہیں کیونکہ حریم ناز میں ہوش کا گزر نہیں جو ادائے حسن کا احساس ہو اگر ادائے بیخودی کے بجائے فسون بیخودی کہتے تو مطلب پیدا ہو جاتا"

اصغر ۔ سب مزے کر دیے خورشید قیامت نے خراب　　میری آنکھوں میں تھا اک روئے دلآرام ابھی

اصلاح ۔ " " " ہنگامہ محشر نے " " " "

ہنگامۂ محشر نے اگر تصور جاناں میں جو تصدیق کو پہونچ گیا تھا خلل ڈالا تو کچھ بعید نہیں کیونکہ سامعہ متاثر ہوا نہ کہ آنکھیں مگر خورشید قیامت کا عمل آنکھوں پر ہوگا۔ لہذا یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ خورشید قیامت حسن معشوق پر غالب آگیا۔

(مرقع)

نظرِ ثانی

"مشاطۂ سخن" حصۂ دوم مین ایک اور نئے باب کا اضافہ کیا جاتا ہے جو بالکل نیا اور اپنی نوعیت مین نرالا ہے۔ اساتذہ کا ایسا کلام جس پر خود اُنھون نے تصرف، ترمیم۔ یا اصلاح کی ہو یا طبع دوم مین کچھ رد و بدل کر دیا ہو جس کے کارآمد و سبق آموز ہونے مین کسے کلام ہو سکتا ہے جس کے چند نمونے برادر مکرم حضرت نفیس سنگلوری نے روانہ فرمائے ہین اور مین ان کو دلی شکریے کے ساتھ اس حصے مین درج کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون۔

تاجِ سخن طبع اول مصنفۂ نواب فصاحت جنگ حضرت جلیل مدظلہ

؎ رنگت یہ رخ کی اور یہ عالم نقاب کا　　آنچل مین تم تو پھول لیے ہو گلاب کا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃　　دامن مین کوئی 〃 〃 〃

طبع ثانی مین مصرعۂ ثانی مین جو ترمیم کی گئی اُس سے مطلع کا رنگ کچھ اور نکھر آیا۔ آنچل سے دامن مین جو وسعت ہے ظاہر ہے اور پھول کے لیے دامن ہی زیادہ مناسب و موزون ہے۔ (تم کو) سے "کوئی" مین زیادہ بلاغت و لطافت ہے۔

اب حضرت نوح ناروی کی غزل ملاحظہ کیجیے۔ یہ غزل حضرت نوح نے میرے مشاعرے کے لیے میری ہی فرمایش سے کہی اور رسالہ "مرصع" آگرہ مین شایع کرائی مگر "طوفان نوح" جو دوسرا دیوان موصوف کا شایع ہوا اُس مین جو ترمیم کی گئی وہ ملاحظہ ہو۔

مرصع ؎ جو پھرتے پھرتے میخانے کے اوپر آفتاب آیا　　شرابی یہ سمجھ کر خوش ہوے جام شراب آیا

اصلاح ؎ جو گردش کرتے کرتے میکدے پر آفتاب آیا　　〃 〃 〃 〃

جام اور آفتاب کی مناسبت سے گردش ہی کا لفظ مناسب تھا "اوپر" سے "پر" بھی زیادہ فصیح ہے

مرصع ؎ تصور مین بھی رخ سے گر اُلٹ کر وہ نقاب آیا　　حیا کو شرم آئی بے حجابی کو حجاب آیا

اصلاح ؎ 〃 〃 〃 〃 جب 〃 〃　　〃 〃 〃 〃

"گر" نوح ناروی اب نہین لکھتے۔ اس لیے بجائے "گر" کے جب بنایا

کلام خود مرصع ؎ شب ہجران مری گذری ہے یارب کس مصیبت سے۔

نہ چین آیا۔ نہ وہ آئے۔ نہ موت آئی نہ خواب آیا

اصلاح ؎ شبِ غم کس طرح گذری شبِ غم اس طرح گذری۔
نہ تم آئے نہ چین آیا نہ موت آئی نہ خواب آیا

"ہجران" بھی نوح کے متروکات مین شامل ہے۔ اور ایک ہی ٹکڑے کو مکرر ایک مصرع مین لانا موصوف کا خاص رنگ ہوگیا ہے جسکی مثالین انکے دیوان مین کثرت سے ملینگی۔

کلام خود۔ مرصع ؎ کسی کو بھی نہ آئی ہوگی ایسی نیند غفلت کی کھلی کب آنکھ جب سر پر ہمارے آفتاب آیا

اصلاح ؎ اسی کا نام غفلت ہے یہی ہے نام غفلت کا کھلین آنکھین تو کب سر پر مرے جب " "

پہلے مصرع مین وہی اپنا خاص رنگ اختیار کیا۔ دوسرے مصرع مین بھی ترمیم کی جس سے شعر مین اور صفائی پیدا ہوگئی۔

کلام خود۔ ؎ نہ پوچھ اے ہمنشین کچھ حال میرے داغ فرقت کا
یہ سوزش ہے سوانیزے پہ گویا آفتاب آیا

اصلاح ؎ نہ پوچھین ہمنشین کتنی ہے حدت داغ الفت مین
وہ عالم ہے سوانیزے پہ " " "

پہلے مصرع مین "حال میرے" کے بجائے "حدت" کا لفظ بنایا کیونکہ "سوزش" کے معنے جلن کے ہین اس سے آفتاب کا سوانیزے پر آنا ثابت نہ تھا اور حدت کے معنے گرمی کے ہین اسی ایک لفظ سے شعر کا صحیح مفہوم ادا ہوا اور تقابل ردیفین کی بھی پابندی رہی۔

کلام خود ؎ زمانے بھر نے پائین نعمتین سارے زمانے کی مرے حصے مین آیا تو دل پر اضطراب آیا

اصلاح ؎ خدائی بھر نے پائین نعمتین ساری خدائی کی " " " "

زمانے بھر سے خدائی بھر مین وسعت بہت زیادہ ہے۔

کلام خود ؎ نہ سمجھو کھیل تم اے نوح رسم عشقبازی کو طبیعت آئی آفت آئی دل آیا عذاب آیا

اصلاح ؎ کسی پر ہو کے عاشق نوح اب قسمت کو روتے ہین " " " " "

پہلے مصرع مین "رسم عشقبازی" کا ٹکڑا غیر فصیح سمجھ کر پہلا مصرع ترمیم کیا گیا۔ اب شعر مین لطف زبان پیدا ہوگیا۔

(مرسلہ حضرت نفیس بنگلوری)

سید محمد مہدی صاحب خبر بلگرامی اُستادِ اول جناب صفیر بلگرامی

صفیر۔ تم نہ آؤ گے اگر اے صاحب جان موجود ہے جانے کے لیے
اصلاح۔ " " " علیے " " " "
بجائے صاحب کے علیے بنا کے مصرعۂ اولیٰ میں جان ڈال دی۔

صفیر۔ ہجر کے ظلم سے نالاں ہے صفیر یا علی آؤ بچانے کے لیے
اصلاح۔ اژدرِ زلف " " " " " " " "
بجائے (ہجر کے ظلم) "اژدرِ زلف" بنا کے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی کر دیا۔

صفیر۔ جو مصحف کے رخ کی زیارت ہوئی تو یوسف کی پھر اور صورت ہوئی
اصلاح۔ " " سے " " " " " " " "
اس اصلاح سے جو مصرعۂ اولیٰ میں رکاکت تھی جاتی رہی۔

صفیر۔ وہاں غیروں کو زور اُن سے ہوا یہاں ناتوانی کو طاقت ہوئی
اصلاح۔ حضور آپ پھر بل کی لینے لگے پھر آب " " "
پہلا مصرعہ کچھ نہ تھا۔ اس لیے دوسرا مصرعہ استاد نے لکھ کے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی کر دیا۔

صفیر۔ دبے جاتے ہیں نازکی کے سبب اُنھیں بار اپنی نزاکت ہوئی
اصلاح۔ اُٹھے بیٹھے لچکی کمر رہ گئے " " اُنکی " "
پہلے مصرعہ کی ترمیم سے مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا۔

صفیر۔ سلاتے تھے جو پاس اپنے سدا اُنھیں بے وجہ ہم سے نفرت ہوئی
اصلاح۔ ہمیشہ سلاتے تھے جو اپنے پاس " " " " "
پہلے مصرعہ کی ترمیم سے شعر میں صفائی پیدا ہو گئی اور تعقید کا عیب بھی مٹ گیا۔

صفیر۔ زرِ داغ چمکے مرے سیم تن یہ دولت تمھاری بدولت ہوئی
اصلاح۔ زرِ داغ چمکے ہیں اے " " " " "
مصرعۂ اولے کی ترمیم سے روانی اور سلاست پیدا ہو گئی۔

صفیر۔ ؎ لحد میں میں تڑپا زمین ہل گئی — تو مردے پکارے قیامت ہوئی

اصلاح ؎ " " " " — غضب ہوگیا اک " "

مصرعۂ ثانی میں مردے پکارنے کا محل نہ تھا۔ اس لیے استاد نے "غضب ہوگیا اک قیامت ہوئی" بنادیا۔

صفیر۔ ؎ کیا ان کا آہ کو میں نے ساتھ — دمِ صبح جب ان کی رخصت ہوئی

اصلاح ؎ چمکنے لگے آہ خورشید داغ — " " " " "

پہلا مصرعہ کچھ نہ تھا اس لیے استاد نے پہلا مصرعہ ترمیم فرما کے شعر میں گرمی پیدا کردی۔

صفیر۔ ؎ لیا بوسہ اس لب کا ہنال نے — نہ بوسے کی ہم کو اجازت ہوئی

اصلاح ؎ " " ہونٹھوں کا " " — نہ ہم دل جلوں کو " "

چونکہ دونوں مصرعوں میں بوسے کی تکرار تھی۔ اس لیے مصرعۂ اولیٰ و ثانی ترمیم کیا گیا۔ دل جلوں کا لفظ بھی ہنال کی رعایت سے بنایا۔

صفیر۔ ؎ وہ کہنے لگے اب نہ بولیں گے ہم — دہن پر جو اُس گل کے حجت ہوئی

اصلاح ؎ " " " " " " — " سے " "

مصرعۂ ثانی میں بجائے "کے" "سے" بنا کر شعر میں فصاحت پیدا کردی۔[1]

اصلاح حضرت جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حافظ جلیل حسن جلیل مدظلہ

برکلام کمترین خلایق سید عنایت علی آغاز حسنی الحسینی برہان پوری

آغاز مطلع ؎ صاف ظاہر ہو رہا ہے نبض کی رفتار سے — روح رخصت ہو رہی ہے میرے جسم زار سے

اصلاح ؎ " " " " " " " " — " آپکے بیمار سے

[2] بلحاظ تغزل معشوق کی طرف خطاب زیادہ مناسب ہے۔ "میرے جسم زار" ایک عام حالت غیر موجہ تھی

مطلع آغاز ؎ کیوں نہ ہوں گھائل ہزاروں آپکی رفتار سے — کم نہیں ہیں آپ بھی چلتی ہوئی تلوار سے

اصلاح ؎ " " " " " شوخی " " " " " "

۱؎ یہ اصلاحیں بعد ترتیب کتاب موصول ہوئیں۔ لہذا بے ترتیب درج کی گئیں۔ مؤلف۔

۲؎ یہاں سے آخر کلام آغاز تک تمام ریمارک خاکسار محمد عبدالرحیم لکھنوی مصحح کتاب نے بفرمایش مالک مطبع لکھی ہیں۔

شوخی رفتار میں معنوی زیادت بھی ہے اور چلتی ہوئی تلوار سے مناسبت کی بھی تکمیل ہوگئی۔

آغاز ۔ رم کے دم مین خرمن دل کی صفائی ہوگئی کیا یہی ہونا تھا بس برقِ جمال یار سے
اصلاح ۔ ״ ״ ״ کا صفایا ہوگیا کیا توقع تھی یہی ״ ״ ״

'صفائی' سے صفایا بہت بہتر با محاورہ وصاف ہے۔ صفائی ذو معنیین۔ اور صفایا خاتمے کے لیے خاص ہے۔ 'بس' حشو تھا حذف کرکے کیا توقع الخ بناکر مصرع کو فصیح بنادیا۔

آغاز ۔ تیرے ہاتھوں بس قضا کے گھاٹ تروں میں کہیں میرا بیڑا پار ہو قاتل تری تلوار سے
اصلاح ۔ ״ اب ״ ״ ״ ״ ״ ״

لفظ 'اب' انتظار و توقع کے معنے دیتا ہے۔ جس کا محل و موقع ہے۔ بس بیکار تھا۔

آغاز ۔ آپ یہ کہیے کسی پر کب کیا ہے ہاتھ صاف خون کی بو آرہی ہے سر بسر تلوار سے
اصلاح ۔ ״ ״ ״ ״ ״ ״ دیکھیے ״ ״

شاعر نے وقت پوچھا۔ کہ غالباً ابھی آپ یہ کام کرکے آئے ہین۔ اسلیئے دیکھیے کا لفظ بالکل مناسب معنے بنایا گیا۔ اگر آغاز یوں کہتے ۔ صاف کہدیجے کہ کس پر کب کیا ہی ہاتھ صاف عہ تو معنوی زیادتی بڑھ جاتی دو حالتوں پر نظر کرکے اہمیت پیدا ہوتی۔ دو محاورے بندھ جاتے۔

مقطع ۔ کیا کہیں کیونکر کہیں آغاز اُن سے حالِ دل منھ کو آتا ہے کلیجہ درد کی گفتار سے
اصلاح ۔ ״ ״ ״ ״ ״ درد کے اظہار ״

درد کی گفتار کا نہ تو موقع ہے نہ محاورہ ۔ (درد کے اظہار) سے ترتیب معنوی پیدا ہوگئی۔ شعر کے منھ سے آہ نکلنے لگی۔ میر کے رنگ مین ڈوب گیا۔

پھر ایک غزل کا مطلع

آغاز ۔ ماتھے پہ ترے اے بت قشقا نظر آتا ہے یا خونِ شہیدان کا نقشا نظر آتا ہے
اصلاح ۔ ״ ״ ״ ״ ״ ״ قطرا ״ ״

نقشا ۔ سے 'قطرا' بہت مناسب ہے۔ خون کی چھینٹوں سے نقشہ نہیں بن جاتا بلکہ قطرہ اڑ کر ماتھے تک پہونچ سکتا ہے۔ اس قطرے نے شعر کو گل لالہ کر دیا۔

عہ صاف کہدینا۔ یعنی سچ سچ بتادینا۔ ہاتھ صاف کرنا یعنے مار ڈالنا۔ اور کسیکو صوری یا معنوی زک دینا۔ "مصح"

مطلع۔ آغاز۔ آنکھوں سے تجھے دیکھا کیسا نظر آتا ہے   تو سارے حسینوں مین یکتا نظر آتا ہے

اصلاح ۔ کہتا ہے جسے تیرا چہرا " " " " " "

مصرع بدلنے سے شعر مین جان پڑ گئی۔ مصرعہ مہمل تھا۔ آنکھ کے سوا ناک سے کون دیکھتا ہے۔ "کہتا ہے جسے تیرا چہرہ" میں عموم پیدا ہو گیا جسمیں حد درجے کی بلاغت و مبالغت ہے۔ صرف ایک شاعر کا دیکھنا سند نہین۔ لیلےٰ را بچشم مجنون الخ کا مصداق تھا۔ عموم چاہیے۔ (ضمیر "وہ" کو حذف کر دینا جایز ہے۔

آغاز ۔ پھر ڈال دے جلوے کا ہلکا سا اثر کوئی   پھر ہوش مین اک بے خود آتا نظر آتا ہے

اصلاح ۔ لے کام پھر اے ساقی متوالی نگاہوں سے " " " " "

شعر میں جلوے کے معنے عام اور سبک تھے۔ "متوالی نگاہوں میں وہ زور ہے کہ شعر اپنی چستی بندش و ترکیب اور تناسب معنوی سے خود مست ہو گیا۔

آغاز ۔ موقوف ہے دید اُسکی عاشق کی ہی آنکھوں پر   ہر دیکھنے والے کو جلوا نظر آتا ہے

اصلاح ۔ موقوف نہیں موسےٰ دیدار یقین پر کچھ " " " " "

شعر مہمل تھا۔ اصلاح سے معنے درست و صحیح ہو گئے۔ "ہر دیکھنے والے" کے معنے ہیں (ہر قابلِ ذی استعداد) تناسب دونون مصرعون مین حاصل ہو گیا۔

آغاز ۔ اب اور بتاؤں کیا میں حدِّ نظر اپنی   کو عرشِ معلےٰ بھی نیچا نظر آتا ہے

اصلاح ۔ " " " " بس " " " "

تو کی جگہ بس بہت اچھا بنایا گیا۔ بس کے معنے بہت وسیع اور اونچے ہیں۔

آغاز ۔ نیچی ہین نگاہیں اب محشر مین مرے آگے   شرمندہ مرا قاتل کیسا نظر آتا ہے

اصلاح ۔ ہنگامۂ محشر میں بھی نیچی نگاہیں ہیں " " " "

اصلاح میں معنوی ترقی ہے (بھی) نے دونو جہاں میں ثبوت خجالت دیدیا۔ اب مری آگی کچھ نہ تھا

آغاز ۔ ہوتے ہوئے آنکھین بھی سوجھا نہ ہنر اسکو   حاسد مجھے آنکھون کا اندھا نظر آتا ہے

اصلاح ۔ آنکھیں ہوئیں بھی تو کیا " " " " " "

معنے وہی رہے۔ بندش چست ہو گئی۔ شعر بلیغ اور زور دار ہو گیا۔

آغاز ــ چند تنکے آشیان کے تھے اُنھیں بیدلے اُڑے　　نالۂ سوزاں مرے آتش کے پرکلے ہوئے
اصلاح ــ 〃 　〃 　اُنھیں کو 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
(یہ) حشو تھا۔ اور "کو" ثبوت فعلیت میں بحالیکہ "اُنھیں" میں ثبوت حصر موجود تھا۔ بہت خوب بنایا۔ محاورہ وزبان بھی یہی ہے۔

آغاز ــ کشتی مے پر گرا میں توڑ کے توبہ کو یوں　　دیکھتے ہی غرق حیرت میکدے والے ہوئے
اصلاح ــ 〃 〃 　توڑ کر 〃 〃 〃 〃 〃 〃
"کے" سے (کر) بلحاظ معنے بہت خوب ہے۔ کر میں اثبات فعلیت بدرجۂ اتم ہے۔

آغاز ــ نبض ساکت ہو زباں ہو بند رخصت ہوں حواس　　کھلنے والا یوں ہماری زندگی کا راز ہے
اصلاح ــ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 اب 〃 〃 〃
یوں کی جگہ "اب" اچھا بنایا۔ لیکن پہلا مصرع یوں ہوتا کہ ــ نبض ساکت ہے زباں ہے بند رخصت ہیں حواس ؛ تو درست ہوتا کہ لفظ (اب) مقتضی حالیت ہے۔ اور ہو ہو مقتضی فرضیت یعنی بالفرض ایسا ہو۔

آغاز ــ حسن مطلق کے نظارے پر نظر اسکی گئی　　دیکھنے مین کس قدر انجام بین آغاز ہے
اصلاح ــ 〃 〃 〃 〃 　دیکھیے تو 〃 〃 〃
"دیکھیے تو" کی اصلاح نے ــ شعر مین بصارت پیدا کر دی۔ جان ڈالدی۔ دیکھیے تو کے معنے ہین غور کرو ــ سمجھو۔ شعر اول تا آخر داد طلب ہو گیا۔ (دیکھنے میں) مہمل و ذو معنیین تھا۔

مطلع آغاز ــ حسن کہتا ہے میں اعجاز نما بن جاؤں　　عشق کہتا ہے مین ہستی کی قضا بن جاؤں
اصلاح ــ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 عاشق کی قضا 〃 〃
ہستی کی قضا ہیچ تھا۔ عاشق کی قضا باعتبار تغزل خوب ہے۔ اب شعر بیہوشی سے چونک پڑا۔

آغاز ــ اُس جگہ حضرت دل آپ لیے جاتے ہین　　کہین ایسا نہو انگشت نما بن جاؤں
اصلاح ــ حضرتِ دل! لیے جاتے تو ہو اُس کوچے میں۔ 〃 〃 〃 〃
اصلاح سے معنوی ترقی بھی ہوئی۔ بندش عبارت چست ہو گئی۔ تناسب بین المصرعین بوجہ اتم حاصل ہو گیا۔ "اُس جگہ" سے "اُس کوچے میں" بہت خوب ہے۔ تعمیم کا موقع نہ تھا۔

آغاز — شان والے مرے سائے میں نظر آتے ہوں کاش ایسا ہو کہ میں ظلِّ ہما بن جاؤں

اصلاح — ” ” ” ” ” ” ” بالِ ” ”

سایہ اور ظل دونوں ایک ہی تھے۔ بالِ ہما سے شعر کی پرواز بلند ہوگئی۔ شعر نقلیت سے مرتبۂ اصلیت پر چڑھ گیا۔

آغاز — دلِ بیمار تری اس سے تشفی ہوگی درد اُٹھ اُٹھ کے یہ کہتا ہے دوا بن جاؤں

اصلاح — وہ مسیحا مرے بالیں پہ جو آبیٹھا ہے ” ” ” ”

پہلا مصرع بدلنے سے شعر جوانِ جہان بن گیا۔ مصرعۂ دوم کے لیے یہ اول ہی بالکل موزون و مناسب تھا۔ درد کا اُٹھ اُٹھ کے کہنا۔ یعنی بولنا۔ بغیر مسیح کی قُم کے کہاں ؟

آغاز — رخِ جانان پہ بڑھی زلف سیہ کہتی ہوئی رخ جو کعبہ ہے میں کعبے کی ردا بن جاؤں

اصلاح — سُوئے رخسار ” ” ” ” ” ” ”

رخِ جانان، سے سوئے رخسار بہت اچھی ترکیب ہے۔ رخ۔ رخ مکرر اچھا نہ تھا۔ شعر فصیح ہوگیا

آغاز — جوشِ گریہ میں دکھاؤں تو اُٹھاؤں طوفاں اشکباری پہ جو آؤں تو گھٹا بن جاؤں

اصلاح — بیقراری جو دکھاؤں تو بنوں برق تپاں ” ” ” ”

اصلاح مصرع اول سے معنوی ترقی ہوگئی۔ پورے شعر میں رونا ہی رونا تھا۔ اب شعر میں گرج بھی پیدا ہوگئی۔ اصلاح کیا دی آبِ حیات برسا دیا۔ کیا خوب زوردار بندش و ترکیب ہے

آغاز — یہ جوا باندھی ہے محشر میں تری رحمت نے بے گنہ کہدے سراپا میں خطا بن جاؤں

اصلاح — دیکھ لے حشر میں عالم جو تری رحمت کا ” ” ” ” ”

عالم۔ یعنی حالِ عظیم ہے۔ مصرع بدل کر سراپائے شعر کو دریائے لطافت میں ڈبو دیا۔ بندش چست۔ معنے درست۔

آغاز — طائرِ دل کا اُڑانے کو نشانہ اک بار وہ نگہ چاہتی ہے تیرِ قضا بن جاؤں

اصلاح — ” ” مرے ہے جو نشانہ منظور ” ” ” ”

مصرع بدل کر شعر کو اونچا اوڑا دیا۔ معنوی ترقی و تناسب پیدا ہوگیا۔ مصرع اصلاحی کے سب لفظ باکار و مفید۔ دونوں مصرعوں میں تناسب بھی پورا حاصل ہوگیا۔ (اکبار) میں ابہام تھا۔ اسلیے دُور ہوگیا

مقطع آغاز ۔ سر جھکائے ہوئے شاہانِ جہان آئیں جہاں ؛ مین بھی آغاز اُسی در کا گدا بن جاؤں ؛
اصلاح ۔ سر جھکاتے ہیں جہان آکے سلاطین جہان " " " " "

اصلاح سے ترکیب وبندش چست ہونے کے علاوہ معنوی ترقی بھی حاصل ہوگئی ۔ "جھکاتے ہین" استمرار کے معنے دیتا ہے ۔ "آئیں جہاں" میں یہ بات کہاں ؟

آغاز ۔ پھر جنون اچھلا چمن میں آگئی پھر فصل گل ۔ سلسلہ پھر توڑنے کو پاؤں کی زنجیر ہے
اصلاح ۔ آئی پھر فصل جنوں اے کوچہ گردی الفراق " " " "

فصل گل آنا مستلزم جوش جنوں کا نہ تھا ۔ اس لیے فصل جنوں بنایا ۔ اسی ضمن مین کوچہ گردی کے اثبات کے ساتھ اوس سے رخصت بھی ہو لیے ۔ صحرا نوردی صریحاً ثابت کردی معنوی ترقی ظاہر ہے

آغاز ۔ دم کے دم میں پھونکدے اے آسمان تیرا چمن ۔ میری برقِ آہ میں اتنی ابھی تاثیر ہے
اصلاح ۔ " " " " " " خرمن ترا " " " " "

"پھونک دینا خرمن کے لیے محاورہ بھی ہے جو فارسی سے اردو میں منقول ہوا ہے ۔ اور مناسبت معنوی بھی ہے ۔ بخلاف چمن ۔ کہ اُسکے پاشان اور ہرے پودھے دم میں راکھ ہو جائیں"

ایک مشاعرے کے موقع پر طرحی غزل حضرت جلیل مدفیضہ کے ملاحظے سے گذر کر نہ آسکی اور اس مشاعرے کے صدر حضرت نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی تھے لہذا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ بغیر اصلاح ہوے غزل مشاعرے میں پڑھوں ۔ چنانچہ حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہو کر بغرض اصلاح طرحی غزل پیش کی ۔ ممدوح نے فرمایا ۔ "میاں آغاز تم خود اچھا کہنے والوں میں ہو اور پھر حافظ صاحب قبلہ کے شاگرد ہو ۔ یعنی حضرت جلیل کے ۔ میں مناسب نہین سمجھتا کہ غزل بنظر اصلاح دیکھوں" ۔ لیکن جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے غزل مین بعض جگہ جہاں ضرورت محسوس کی اصلاح کا شرف بخشا ۔ پھر حسن اتفاق دیکھیے اسی اصلاح شدہ غزل کو میں نے حضرت جلیل کی خدمت فیض درجت میں روانہ کیا ۔ لیکن یہ نہ لکھا کہ غزل ہذا حضرت نوح کی دیکھی ہوئی ہے ۔ چنانچہ حضرت جلیل مدفیضہ نے اصلاح شدہ اشعار پر اصلاح دے کر اشعار کو کہیں سے کہیں پہونچا دیا ہے ۔ مصرعہ طرح تھا :-

"کردیا خاموش مجھکو آپ کی تصویر نے"

مطلع آغاز؎ سب کو کھینچا ہے تمہاری چاند سی تصویر نے　　یہ سوجھایا تھا تمہارے حسن عالمگیر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

ایک اک کے دل کو کھینچا چاند سی تصویر نے　　یہ سوجھائی بات تیرے 〃 〃 〃

"سب کو کھینچا ہے" میں (ہے) حشو تھا۔ "ایک اک" کرکے سب کو جمع کر لینے میں زیادہ خوبی ہے بندش بھی چست ہوگئی۔ دوسرے میں 'تھا' فضول تھا۔ 'بات' میں ایک بڑی بات نکل آئی جس سے شعر کی عزت بڑھ گئی۔ چمک اُٹھا۔

آغاز؎ عکس ابرو سے ترے آئینے کے ٹکڑے ہوئے　　واہ کیا جوہر دکھائے اس نئی شمشیر نے

اصلاح حضرت نوح

؎ 〃 〃 〃 〃　　یہ نیا جوہر دکھایا 〃 〃

بجائے 'واہ کیا جوہر'۔ 'یہ نیا جوہر' بناکر شعر میں مقام تعجب پیدا کر دیا جس سے شعر جوہر دار ہوگیا

اصلاح حضرت جلیل مدفیضہ

؎ عکس ابرو کیا پڑا آئینہ ٹکڑے ہوگیا　　یہ نیا جوہر دکھایا اس نئی شمشیر نے

اصلاح دوم سے شعر میں معنوی ترقی ہوگئی۔ صدور فعل میں سرعت و فوریت کام کر گئی۔ جوہر شمشیر سے تناسبِ تام حاصل ہوگیا (کیا) کے معنے ہیں (جوں ہی)۔ 'ترے' اور 'کے' فضول تھا۔ بجائے اُسکے "آئینہ ٹکڑے ہوگیا" یہ ٹکڑا نہایت فصیح و بلیغ و وجیز ہے۔ علامہ شبلیؒ ہوتے تو اسکی داد دیتے۔

آغاز؎ بن گیا حیرت سراپا میں شبیہِ یار سے　　دیکھنا! تصویر کھینچی ہے یہاں تصویر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

؎ دیکھتے ہی مَیں شبیہِ یار کو چپ ہوگیا　　کھینچدی تصویر اس صورت سے اُس تصویر نے

اگر نوح صاحب بجائے (چپ ہوگیا) "چپ رہ گیا" بناتے تو کشتیِ شعر لاجنبش ہوکر رہجاتی۔ کوئی طوفان اس کو سرِ مو جنبش نہ دے سکتا۔ دوسرے میں 'صورت' کا لفظ خوب لائے۔ تصویر سے متناسبت تشبیہ بھی ہوئی۔ اور معنی 'تدبیر' کے لئے جو (کھینچدی) کے لیے ضروری تھی۔ اور اگر صورت کے معنے (ہیئت) لیے جائیں۔ تو بھی خوبیِ وضع میں فرق نہیں آتا۔ بہت اچھی اصلاح قابل تحسین و داد ہے بجز اسکے کہ 'چپ رہگیا' میں جو سکتے کا عالم طاری ہوجاتا ہے۔ وہ 'ہوگیا' میں نہیں۔ بولتے بولتے بھی چپ ہوگیا بولا جاتا ہے

آغاز ؎ مجھ سراپا شوق کے پہلو میں ہے تصویرِ یار   ربط پیدا کر لیا تصویر سے تصویر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

؎ جب ہوئی حیرت اُنھیں مجھکو بھی سکتا ہو گیا   "   "   "   "

اصلاح میں "حیرت" غیر مُوَجّہ ہے۔ "اُنھیں" کا اطلاق۔ جیتے جاگتے معشوق پر ہوگا۔ اِس معشوق کے حیرت زدہ ہونیکے لیئے ذکرِ وجہ کی ضرورت تھی۔ بجائے (اُنھیں) (اُسے) ہوتا تو یہ اضمار قبل الذکر۔ مصرعۂ دوم کی (تصویرِ اول) کی طرف راجع ہوتا۔ بحیثیت مبالغہ شاعری بہتر تھا کہ تصویر تاثیر عظیم دکھاتی

اصلاح حضرت جلیل مدفیضہ

؎ شرم سے وہ چپ ہیں میں خاموش رعبِ حسن سے   ربط پیدا کر لیا تصویر سے تصویر نے

اصلاح میں معنوی ترقی ہے۔ دونوں کے سکتے کی دو معقول وجہیں موجود ہیں۔ مصرع دوم سے یوں مربوط ہوتا ہے۔ کہ (گویا اس آمنے سامنے سے ربطِ جنسیت تصویر اول سے تصویر دوم نے حاصل کرلیا) بندش و ترکیب بھی چست و درست ہے۔

آغاز ؎ آفتاب حشر کی آب کیا ہوئی وہ دوڑ دھوپ   کر دیا بے نور اُن کے روے پر تنویر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

؎ "   "   "   جاتی رہی   "   "   "   "   "   "   "

بجائے "اب کیا ہوئی" "جاتی رہی" بنایا۔ اس طرح حالتِ زوال کا ثبوت بالتصریح دیا ہے۔

آغاز ؎ برقِ حسن یار سے جو کچھ ہوا کیا کم ہوا   پھر بھی منھ سے اف نہیں کی عاشق دلگیر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

؎ "   "   "   وہ ہو گیا جل بھن کے خاک   "   "   "   "   "

"جو کچھ ہوا الخ" میں ابہام تھا۔ اور موقع مقتضیِ صراحت۔ "ہو گیا جل بھن کے خاک" بنا کر شعر کی خامی نکالدی۔ شعر پختہ ہو گیا۔ تناسب معنوی بخوبی حاصل ہو گیا

آغاز ؎ میری صبح غم جو لائی مژدۂ شامِ امید   چونک کر چونکا دیا سوئی ہوئی تقدیر نے

اصلاح حضرت نوح ؎ "   "   "   "   نشاط   "   "   "   "   "

"شام امید" میں ہنوز حالت توقع و انتظار موجود تھی۔ "شام نشاط" نے شعر میں رنگ وسرور پیدا کر دیا۔

آغاز؎ دل مین دونون کا گذر اس طرح ہوتا ایک ساتھ	شرط باندھی تھی برابر اُس نظر سے تیر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

؎ " " کیونکر ہوتا " "	باندھ لی تھی شرط پہلے ہی نظر سے تیر نے

شعر مین اس طرح کا ثبوت کچھ نہ تھا۔ کیونکر ہوتا' اور دوم میں (باندھ لی الخ) دونو اصلاحوں نے شعر کو شعر بنا دیا۔ قلب تحسین وخوبی میں دونو مصرعے پیوست ہو گئے۔ معانی درست بندش چست شعر مرصع ہو گیا۔

آغاز؎ دو قدم چلنے نہیں دیتی ہے وحشت میں مجھے	سر اُٹھایا ہے یہاں تک پانوُں کی زنجیر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

؎ دو قدم بھی وادیِ وحشت میں چل سکتا نہیں	" " " " "

معنے تو وہی رہے مگر بندش چست اور معنے خیز ہو گئی۔ ایک کے عجز دوسرے کی سرکشی کا بخوبی ثبوت ہو گیا۔ بھی' اور 'وادیِ وحشت' نے معنوی ترقی پیدا کر دی۔

آغاز؎ کر دیا برباد خود کو کیا بتاؤں اے جنون	کھا کے رگڑے بیڑیوں کے پانوں کی زنجیر نے

اصلاح حضرت نوح

؎ کر دیا بے کار اپنے کو دمِ جوشِ جنون	" " " " "

زنجیر کا ٹوٹ جانا یا ٹوٹ پڑنا اوسکی بربادی نہین۔ بلکہ اوس کی بیکاری وتعطل ہے۔ اس لیے لفظ 'بے کار' بالکل با کار بنایا ہے۔ "دمِ جوشِ جنوں" کی سرعت و فوریت نے شعر کو سریع التاثیر بنا دیا۔ شعر حشو وزوائد سے پاک صاف ہو گیا۔

آغاز؎ آپکی بانکی ادا پر کٹ گئے لاکھوں گلے	کس قدر اچھا دکھایا کاٹ اس شمشیر نے

اصلاح حضرت جلیل مدفیضہ

؎ " " " " "	واہ کیا پیدا کیا ہے کاٹ " "

اصلاح نے شعر میں ترقی اور زور پیدا کر دیا۔ نعرۂ تحسین بلند ہو گیا۔ محاورہ بھی بندھ گیا۔ گویا کہ مرزا رفیع السودا نے اصلاح دی ہو۔

شعر مقطع

آغاز؎ کیا عظیم الشان ہے آغاز دربارِ جلیل	اے زہے قسمت رسائی دی کہاں تقدیر نے

اصلاح حضرت نوح ناروی

سہ کیا عظیم الشان ہے آغاز دربار جلیل   لو کہاں سے مجھکو پہونچایا کہاں تقدیر نے

پہلے مصرعے سے دید دربار اور عظمتِ دربار ٹپک رہی تھی۔ دوسرے سے رنگ محرومی جھلک رہا تھا۔ اس لیے حضرت نوح نے یہ حرمان نصیبی گوارا نہ فرماکر۔ کشتیِ الفاظ مین بٹھالیا۔ اور کوہ جودی تناسب بین المصرعین پر لنگر انداز ہوکر دربار قبولیت سے خلعت باروری زیب جسم کرا دیا۔ شنیدکو دیدہ بنا دکھایا

اصلاح حضرت جلیل مدفیضہ

کیلہ کیا عظیم الشان ہے آغاز دربار جلیل   مجھکو پہونچایا کہاں سے ہے کہان تقدیر نے

"کہان سے ہے" مین (ہے) بظاہر حشو معلوم ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت باکار ہے۔ معنے یہ ہین کہ تقدیر نے کہان سے کہان پہونچادیا ہے = (ہے) مسند و مسندالیہ مین ثبوت اسناد کے لیے ضرور ہونا چاہیے۔ بحالیکہ دید دربار و عظمت شان دربار کے لیے حضوری بھی لابد و ضروری ہے۔

راقم آغاز برہان پوری مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء

نظرثانی خاکسار مؤلف

صفدر مرزاپوری سہ کشش تھی حسن میں بیگانہ بھی یگانہ تھا   شباب کا وہ زمانہ بھی کیا زمانہ تھا

اصلاح سہ   کشش نظر میں تھی " " " "   " "

پہلے مصرع میں بجائے "حسن" کے "نظر" بنایا۔ حسن کا لفظ معشوق ہی کے لیے زیادہ مناسب تھا اور یہان شاعر اپنے شباب کا ذکر کر رہا ہے۔ اس لیے نظر کا لفظ رکھا گیا۔ نازک اصلاح ہے جسے ماہران فن ہی سمجھ سکتے ہیں۔

مؤلف سہ وہ سن رہے تھے مگر نیند آئی جاتی تھی   نسیمِ صبح کے لب پر مرا فسانہ تھا

اصلاح سہ " " " " "   ہوائے سرد " " " "

"نسیمِ صبح" سے "ہوائے سرد" بہت خوب ہے۔ مطلب یہ کہ میں اپنا فسانہ کہہ رہا تھا اور ٹھنڈی سانسیں بھر رہا تھا۔ اس ترمیم سے شعر میں معنوی خوبیاں بڑھ گئیں۔

عسہ نوٹ۔ "ہوائے سرد" سے اپنی ٹھنڈی سانسیں مراد لینا۔ "المعنیٰ فی بطنِ الشاعر" کا مصداق ہے ۔ مصحح کتاب

مؤلف ۔ سبق عبرت کا لیں وہ جنکو آتی ہے زباں میری — چمن کے پتے پتے پر لکھی ہے داستاں میری

اصلاح ۔ حقیقت پوچھتا ہے مجھ سے کیا او باغباں میری — " " " "

اس ترمیم سے مطلع زمین سے آسمان پر پہونچ گیا۔ اب اس زمین میں اس مطلع کا جواب نہیں ہو سکتا
ایسی ہی اصلاحیں سرمایۂ ناز ہوا کرتی ہیں۔

مؤلف ۔ ترستی ہے اثر کو ایک مدت سے فغاں میری — کبھی تو اپنے منہ میں تم ذرا لے لو زباں میری

اصلاح ۔ " " " " " — زباں سے آ گئی اے کاش مل جاتی " "

مصرعۂ ثانی میں یہ ٹکڑا "اپنے منہ میں تم ذرا لے لو" اچھا نہ تھا کسی قدر ذم کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ ایک ادنے ترمیم سے یہ عیب رفع ہو گیا اور مطلع لاجواب ہو گیا۔

مؤلف ۔ وہ ایسے ہی تو ہیں جو آنکھ پر رکھدینگے دامن کو — سر بزم آبرو لیتا ہے کیوں اشکِ رواں میری

اصلاح ۔ " " " رکھدینگے دامن میری آنکھوں پر — " " " " "

ایک ادنے ترمیم سے شعر میں سلاست و روانی پیدا ہو گئی۔ بے نظیر اصلاح ہے۔

مؤلف ۔ سنا ہے طوق منت کے بڑھائے جائینگے انکے — بنائی جا رہی ہیں بھاری بیڑیاں میری

اصلاح ۔ بڑھائے جائینگے شاید وہاں اب طوق منت کے — " " " "

اس ترمیم سے شعر میں اور لطافت پیدا ہو گئی۔ لفظ "شاید" نے کیا کیا معنے پیدا کر دیے۔

مؤلف ۔ نہ مزا سوز میں ہے اب نہ مزا ساز میں ہے — دل شکستہ ہوں بہت۔ درد کچھ آواز میں ہے

اصلاح ۔ لطف کچھ سوز میں ہے " " " — " " " "

پہلے مصرع میں "مزا" کی تکرار مخل فصاحت تھی اسلیے نظر ثانی میں "نہ مزا" کی جگہ "لطف کچھ" بنا کر مطلع کو اور زیادہ لطیف کر دیا

مؤلف ۔ سن کے نالے ترے صیاد نے دل تھام لیا — درد کتنا ارے بلبل تری آواز میں ہے

اصلاح ۔ " " " " " — زور " " " "

ایک لفظ کی ترمیم سے شعر میں کتنا زور پیدا ہو گیا حالانکہ "درد" بھی بیکار نہ تھا مگر "زور" سے مفہوم مصرع اولی کا ادا ہو گیا

مؤلف ۔ دار فانی میں جو ہو دو دن کا مہمان کچھ نہیں۔ — کچھ نہیں یہ ہستیِ موہوم انسان کچھ نہیں

اصلاح ۔ " " " " — اک فریب ہستیِ فانی ہے " "

مصرعۂ ثانی کی ایک ادنے ترمیم سے مطلع کس قدر بلند ہو گیا۔ اس مصرع کا کیا کہنا "اک فریب ہستیِ فانی ہے انسان کچھ نہیں"

اب یہ مطلع اس زمین میں آپ ہی اپنا جواب ہے۔ [۱]

مؤلف ؎ نیند پیاری آپ کو ہے میرے ارماں کچھ نہیں　　منہ سے اظہارِ تمنا پر نہیں۔ ہاں کچھ نہیں

اصلاح 〃　〃　〃　〃　میرے　〃　〃　〃　〃

منہ نے یہ ٹکڑا مصرع ثانی میں زائد تھا۔ اسلیے بجائے اُسکے (میرے) بنا کر مطلع کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ [۲]

مؤلف ؎ گذرے وہ عشاق کے بالیں سے یہ کہتے ہوئے　　ایسے بیماروں کا میرے پاس درماں کچھ نہیں

اصلاح ؎ میرے بالیں سے اٹھی کون یہ کہتا گیا　　〃　〃　〃　〃　〃

مصرعہ اولیٰ کی ترمیم سے شعر میں جان آگئی۔ لطف زبان کسقدر بڑھ گیا۔ خوب اصلاح ہے۔

مؤلف ؎ بھولے بھولے پیارے پیارے منہ سے پیمانِ وصال　　دل یہ بول اُٹھا کہ اُنکے عہد و پیماں کچھ نہیں

اصلاح ؎　〃　〃　〃　〃　　بول اُٹھی اُنکی نزاکت اُنکے　〃　〃　〃

مصرعہ ثانی کی ترمیم سے شعر میں جو نزاکت پیدا ہو گئی۔ وہ نگاہ اربابِ نظر سے پوشیدہ نہیں

مؤلف ؎ کیوں مری تعریف کرتے شرم آتی ہے انھیں　　کہتے ہیں ظالم حسین صفدر کا دیوان کچھ نہیں

اصلاح ؎ کون ان نازک اداؤں سے لڑائی مول لے　　〃　〃　کافر　〃　〃

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں جو خوبی اور اندازِ بیان میں جو حسن پیدا ہو گیا وہ محتاجِ بیان نہیں دوسرے مصرع میں بجائے "ظالم" کے "کافر" کا لفظ بنا دیا جس کے معنے منکر کے ہیں اسی کی اس موقع پر ضرورت تھی۔ مؤلف

[۱] بیشک لاجواب تھی ہے بلند بھی۔ ذو قافی تلے اور اوپر رکھیے۔ اور سر دو اضافتین قریب ہی ہیں۔ چڑھا دیجیے لیجیے چوتھے آسمان پر پہونچ گیا۔

[۲] دو نمبرے جمع ہو کر بلند تر ہو گیا۔ فرایا منہ بھی زائد تھا جا لانکہ مخل معنی تھا۔ منہ سے کچھ نہ کہنا سکوت ٹھیرا۔ سکوت دلیل رضا اور رضا۔ میری ارمان کچھ نہیں کے خلاف۔ ع نیند پیاری ہے انھیں عاشق کے ارمان آخر نکلتے تو پست ہو جاتا۔ (مصحح)

قطعہ تاریخ طبع از خاکسار سید عبد الرشید ابن جناب مولوی فاضل سید مبارک علی شاہ صاحب مالک مطبع مدظلہم

۱ کیا خوب یہ کتاب چھپی نادر الوجود　　جو منزلِ کمال کی ہے ٹھیک شاہراہ
۲ ناشر ہیں اسکے قدر شناس فنون و علم　　قبلہ مرے مبارک علی شاہ دین پناہ
۳ جامع ہیں اسکے شیر نیستانِ شاعری　　ہیں تختِ نظم پر متمکن بعز و جاہ
۴ اصلاح سے عروج وہ پایا کہ ہو گئی　　اقلیمِ شعر ملکِ سخن کی یہ بادشاہ
۵ بن ٹھن کے نکلی مطلع برقی پریس سے　　روشن ہے مثلِ زہرہ ضیا بار مثلِ ماہ
۶ اس نازنین کے حسن کا بن جائے شیفتہ　　دھوکے میں بھی کسی کی جو پڑ جائے اک نگاہ
۷ زیور میں علم و فن کے سراپا یہ غرق ہے　　افشانِ معنوی ہے جبین پر مثالِ ماہ
۸ تاریخ طبع ایسی معطر لکھو رشید　　پہونچے مشامِ جان میں خوشبوئی واہ واہ

(۹) [illegible]

صحت نامۂ کتاب مشاطۂ سخن

دوران طبع کتاب مین جو اغلاط چھاپے میں رہ گئے وہ بقید صفحہ و سطر درج ذیل ہین۔ ناظرین اسکے مطابق اپنی اپنی کتاب کو درست فرمالیں۔

(خاکسار سید مبارک علی شاہ مالک گیلانی پریس لاہور)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۰	لئے	کیے
۱۵	۱۵	گئی	ہوگئی
۱۵	۱۷	ہوکے	ہوگئی
〃	〃	معنے	معنی
۱۸	۳	عرص	عرض
۲۰	۱۵	رنک	رنگ
۲۳	۲	راجہ	مرزا
۳۳	۱۷	لگانے	مقامے
۳۷	۲۱	سارا	سادا
۳۸	۱	گے	کے
۴۳	۶	حو	جو
۴۵	۱۴	رح	رخ
〃	۱۵	جوبڑا تیرا	جو پڑا تیرا
۴۷	۲۱	ایسی	اسے
۵۲	۱۵	کیا	گیا
۵۵	۱۸	چتون	چلّون
۵۸	۱۶	بابت	بات
۵۹	۲	سہ ۹	سنہ ۱۹۰۹ء
۶۳	۲۱	کو	سے
۶۹	۱۰	پنجپوری	شیخپوری
۷۱	۱۷	کرتا	گرتا
۸۳		دم	ذم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲۱	لڑجا	رہ جائین
۱۰۰	۱۹	عنا	رعنا
۱۰۲	۷	فوی	قوی
۱۰۸	۲۳	بھلانہیں	بھلانہیں معلوم ہوتا
۱۱۲ و ۱۱۳		مین اصلاحین مکرر درج ہوگئی ہین	
۱۲۰	۱۴	احمد حضو	حضور احمد
۱۲۳	۲۲	استاذ	استاد
۱۲۷	۲۳	بہ مزا	بد مزا
۱۳۹	۴	رہی	رہے
۱۴۵	۴	عندلیبو	عندلیبو
۱۶۳	۳	سمجھا	سمجھا ہے
۱۶۴	۲۲	میر	امیر
۱۶۹	۲۳	بیخودی	بیخودی ہے
۱۷۴	۲۲	ٹونا	ٹوٹا
۱۸۰	۱۲	داب	آداب
۱۹۸	۱۴	دوگنا	دونا
۲۰۱	۹	برشتگی	برجستگی
۲۰۵	۹	دوم	مصرع دوم
۲۳۸	۱۶	بلانی	بلاتی
۲۴۳	۱۱	کرنا	کہنا
۲۴۸	۷	رنک	رنگ

نوٹ۔ خواجہ عشرت لکھنوی کی اصلاحون پر اکثر نوٹ مصحح صاحب نے تحریر فرمائے ہین خصوصاً کامل صاحب کی اصلاحون پر (مؤلف)